سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۲

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن اوّل و رکن دوم

از

تصنیف جناب خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد
بن شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ
بن حضرت عروۃ الوثقی معصوم ثانی رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

رکن اوّل

در احوال خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی مع احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ عنہم

رکن دوم

در احوال قیوم ثانی عروۃ الوثقی معصوم ثانی مع احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ عنہم

جسے
ملک فضل الدین ملک چنن دین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی
منزل نقشبندیہ
کوچہ ککے زئیاں ــــــــ بازار کشمیری
لاہور نے
بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر
سیوک سٹیم پریس لاہور باہتمام گوکل چند پرنٹر کے چھپوایا

عرضِ حال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُ اللّٰہَ الۡعَلِیَّ الۡعَظِیۡمَ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ ذَوِی الۡمَجۡدِ وَالتَّعۡظِیۡمِ ؕ

ہر قسم کی تعریف اور ہر صفت کی توصیف اس ذات متجمع الصفات کے لئے خاص ہے جسکی یافت حدِ ادراک سے بالا و اعلےٰ ہے اور اس کی دریافتِ حقیقت حدِ قیاس سے مبرّہ و منزّہ اُسی کے ظلالِ اسما و صفات کا تمام عالم مظہر ہے۔ اور اُسی کے پرتو شیون اور تجلیات سے کل جہان منوّر۔ اُسی کے رشحاتِ جود سے سب نے خلعتِ وجود پایا۔ اور اسی کے لمعاتِ کرم سے حضرتِ انسان کو خطاب وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ آیا۔ اُسی کی نوازشات سے خاصوں کو شرفِ خلافت و خلعت ملا۔ اُسی کی عنایت سے مقربوں کو رتبہ نیابت و قربت سرفراز ہوا۔ اسی کی تلاش و طلب میں عاشقوں کی جان و دل مثل سیماب بےقرار و بےتاب ہیں۔ اور سوز و گداز ہجر سے مشتاقوں کے سینۂ و جگر بریان مانند ماہی بےآب۔ اُسی کی مرحمت ازلی نے ان دلدادگان کو مرہم تسلّی و تسکین عطا فرمایا۔ اور سینہ فگاروں کو رشحہ قرب و تمکین سے سرفراز کیا۔ اُسی کی بلند درگاہ کی جبہ سائی سے عبودیت نے شرف قبولیت پیش گاہ الوہیت پایا۔ اُسی کی محترم بارگاہ میں ناصیہ فرسائی سے مرتبہ کمال و خصوصیت ہاتھ آیا۔ اور درود و نامعدود اُس خواجۂ اکرام افتخار آدم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلّم پر جن کی ذات قدسی آیات

تصوف کی بیش بہا رحمت اور بے نظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس کے ساتھ طریق [illegible]
بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب مولیٰ کے [illegible]
نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت ۔۔۔۔ ۴ر

اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے اور خوش قلم اعلیٰ درجے کا غذ پر طبع ہو گیا ہے
قیمت ۔۔۔۔ ۲ر

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولنا عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلےٰ تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف
کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں اس میں اکثر اولیاء اور خاتون با صفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذرے
ذکر ہے قابل دید ہے۔ قیمت ۔۔۔۔ [illegible]

اردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور بابرکت اور رحمت ہے خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنیوالوں
اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں آیا ہو طالبان مولےٰ کیلئے
ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیان صفا کیش اس کو حرز جان بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں قیمت ۱۲ر

اردو ترجمہ کتاب مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے مسائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے باریک
باریک نکات بیان فرمائے ہیں۔ قیمت ۔۔۔۔ ۴ر

منبعِ اسرارِ قدم معدنِ انوارِ اتم اور مظہرِ تجلیٔ اعظم ہیں۔ اُن ہی کے ظہور سے جلوۂ
بطون ہویدا و آشکار ہوا۔ اور جود وجود سے ہر ایک موجود پیدا و اظہار ہوا خلعتِ
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ آپ ہی کے زیب بر ہوا۔ اور تاج وَمَا اَرْسَلْنَا
آپ ہی کے زیب سر کیا گیا۔ آپ ہی کی تصدیق پر معنی ایمان وابستہ ہیں۔ اور آپ
ہی کی اطاعت پر تکمیل ایمان پیوستہ۔ آپ ہی سے عالم امکان کا سر انجام ہے
اور ظہور قدم کا اہتمام۔ آپ ہی کے نقش قدم پر چلنے والوں کا تابعین و اصحاب نام ہے
اور سب غوث و اقطاب عالم آپ ہی کے تابع احکام آپ ہی کی راہ راہ قرب و یقین
ہے اور وہی ذریعہ حصول قرب و تمکین ہے

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو آنکھیں اپنی ملتے ہیں نبی کے آستانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارہ سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

زمیں تھوڑی سی دیجے بہر مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دیجے مرے آقا مری مٹی ٹھکانے سے

بلا لیجے درِ اقدس پہ اپنے اس گداگر کو
پھرے کب تک ذلیل و خوار در در کے ٹھکانے سے

بعد حمد و نعت کمترین عجز آگین ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی
مجددی تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور، ارباب شریعت و طریقت و اصحاب حقیقت
و معرفت کی گرامی خدمات میں نہایت ادب کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ اس ناچیز کو
علم تصوف کی کتابوں کے ترجمے اشاعت کرتے ہوئے یہ دسواں سال ہے۔ اس
عرصہ مدت میں ۱۲۵ سے زیادہ نایاب اور ضخیم کتب مثل ہر سہ دفتر مکتوبات شریف
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور نفحات الانس، تحفۃ القلوب وغیرہ
ضخیم کتب کے بامحاورہ ترجمے پیشکش ناظرین باتمکین کئے۔ اور بافضال الٰہی و عنایات
لامتناہی سب مقبول انام بلکہ پسندیدہ ہر خاص و عام ہوئے +
۱۹۱۳ء میں جب میں مکتوبات شریف کے ترجمے کو چھاپ کر فارغ ہوا۔ تو
ہر طرف سے شائقین کرام نے باصرار تمام یہ فرمائش کی کہ جہاں تک ہو سکے جلد کتاب
رَوْضَةُ الْقَيُّومِيَّة کا ترجمہ شائع کرو۔ مجھ کو اس مبارک کتاب کے ترجمے کا خود بھی
بہت شوق تھا۔ مگر افسوس کہ کتاب روضۃ القیومیہ میرے پاس نہ تھی۔ اور نہ کوئی

نذر

نیازمند نہایت ادب و دلی ارادت کے
ساتھ اس اُردو ترجمہ کتاب مستطاب روضۃ القیومیہ
کو اپنے مخدوم معظم حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین
محرم راز یزدانی واقف اسرار ربانی فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ
عاشق دربار مجددیہ مقبول بارگاہ رب الرحیم حضرت حاجی حافظ
خواجہ محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی مجددی
سجادہ نشین راولپنڈی کی خدمت بابرکت میں بصد ادب پیش کرتا ہے
اُمید ہے کہ حضرت قبلہ حافظ جی صاحب اپنی ان مہربانیوں و عنایتوں
کے صدقہ میں جو وہ ہمیشہ مجھ ذرہ بمقدار کی حالت پر مبذول
فرماتے رہتے ہیں۔ اس ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھ گنہگار کو
ممنون و مشکور فرمائینگے۔ زیادہ حد آداب ❖

نیاز آگین پُر گناہ

ملک فضل الدین تاجر کتب قومی منزل نقشبندیہ
بازار کشمیری لاہور

۲۱۔ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ
ہجری

صاحب اس کے ہونے کی اطلاع دیتے تھے۔ اُدھر دن رات اس کے ترجمہ کی دھن لگی رہتی اور جابجا کتاب تلاش کر رہا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی عنایت اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی باطنی توجہ اور قیوم اربع کی روحانی امداد سے میرے عزیز دوست منشی محمد برکت علی صاحب نے ہر چہار جلد روضۃ القیومیہ کا ایک قلمی نسخہ مجھے کہیں سے منگوا دیا۔ جس کے لئے میں ان کا کمال مشکور ہوں۔ مگر افسوس کہ مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ آدھی سے زیادہ کتاب کا مضمون اس میں نہیں۔ آخر کار میں وہ نسخہ لیکر اپنے قبلہ کرم فرما اور سچے محسن جناب حضرت پیر **عبدالغفار** شاہ صاحب قادری سلمہ اللہ ربہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پیر صاحب موصوف اس سے پہلے بہت سی کتابوں کے ترجمہ کے محرک ہو چکے ہیں) اور عرض کی کتاب "روضۃ القیومیہ" تو مل گئی۔ مگر افسوس کہ نامکمل اور ناقص ملی ہے۔ حضرت پیر جی صاحب نے اُس کتاب کو غور سے پڑھا اور کئی مقام مطالعہ کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ عرصہ ۶ ماہ سے ایک قلمی کتاب مجھے کوئی اللہ کا بندہ دے گیا ہے۔ اس میں ایسی قسم کے مضامین ہیں۔ مگر میں پختہ طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ یہی کتاب ہے یا کوئی اور کتاب۔ آخر کار حضرت پیر صاحب نے الماری کھولکر ایک کتاب قلمی نکال میرے حوالے کی۔ میں نے جب اس کتاب کے آخیر صفحہ کو دیکھا تو وہاں یہ عبارت تحریر تھی۔

"باختتام رسید نسخہ متبرکہ معظمہ روضۃ القیومیہ در احوال حضرت قیوم اربعہ
من تصنیف فضل العلما حضرت خواجہ محمد احسان رضے اللہ تعالےٰ عنہ
بروز تاریخ پنجم ذی الحجہ در روز یکشنبہ در سنہ ۱۳۰ ہجری در مدینہ منوّرہ
در مدرسہ احسانیہ بقلم حاجی اسرار خوقندی۔"

اس کے مطالعہ سے مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور میں نے نہایت ذوق کے ساتھ جوش بھری آواز میں حضرت پیر جی صاحب کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضرت یہ مکمل کتاب روضۃ القیومیہ ہے۔ حضرت نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو۔ کہ حضرات **قیوم اربع** رضی اللہ عنہم نے تم سے اس کتاب کے ترجمہ کی خدمت لینی منظور فرمائی ہے۔ سو یہ کتاب ہم نے تمہیں ہمیشہ کے لئے دیدی" پیر صاحب کا فرمانا تھا کہ میں اور بیخود ہوا۔ اور حیران تھا کہ جس گوہر نایاب کی میں نے اس قدر تلاش کی۔

آج ایک دن میں اُس کے دو نسخے ملتے ہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ مجھے اس کتاب کے ترجمے کے چھاپنے کی خدمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہ عنایت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و بامداد حضرت **قیوم اربع** سپرد ہوئی ہے اسی وقت جناب باری میں سجدہ شکر بجا لایا۔ اور کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ دو تین دن کے مطالعے کے بعد اس گوہر نایاب کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ ۵ ماہ کامل کے بعد یہ چاروں دفتر ترجمے کے مکمل ہو گئے۔ اور نظر ثانی کے لئے یہ کتاب معہ اصل کے مَیں نے اپنے قدیمی کرم فرما زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولٰنا مولوی **احمد حسین خاں** صاحب نقشبندی مجددی قادری سلمہ ربہ کی خدمت مبارک میں امروہہ بھیجدی۔ حضرت موصوف اس کتاب کو معہ اصل کے حیدرآباد دکن لیگئے۔ اور کامل عرصہ ۶ ماہ بعد ملاحظہ تمام مسودات کے مجھے واپس فرمائی جس کے لئے مَیں ان کا کمال شکر گذار ہوں +

اب اس کتاب کی تیاری کیلئے انتظام ہوتا تھا۔ کہ ناگہانی ایک مصیبت مجھ پر نازل ہوئی۔ اور وہ وہ مصیبت ہے کہ اللہ کریم کسی دشمن کے نصیب نہ کرے اس کے لکھتے وقت میرے ہوش حواس گم ہو رہے ہیں اور وہ یہ درد فرسا حادثہ ہے کہ ۲۸- نومبر ۱۹۱۵ء کو میرا چھوٹا لڑکا مالک تاج الدین (جو تمام کاروبار دکان اور چھپائی کتب میں میرا زبردست بازو تھا) بیمار ہوا۔ اور ایسا بیمار ہوا کہ اُسکی بیماری نے مجھے حیران کر دیا۔ اس کے علاج کے لئے مجھے نہایت پریشان مقامات پر بھی اُسے لیجانا پڑا۔ کبھی شملہ میں تھا۔ اور کبھی دھرم پور شملہ کے ہسپتال میں کبھی کہیں اور کبھی کہیں۔ غرضیکہ ۶ ماہ ۳ روز بیمار رہ کر وہ نوجوان جسکی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ اور جو اس عالم جوانی میں نہایت پاکباز خدا یاد اور بہت بڑا معتقد خاندان عالیہ نقشبندیہ کا تھا۔ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ہجری مطابق ۳ جون ۱۹۱۶ء بروز شنبہ عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

ناظرین آپ ذرا خود خیال فرمائیں کہ جس شخص کا نوجوان ہونہار لائق اور سچا تابعدار اللہ اور اس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لخت جگر گذر جائے۔ اس کی کیا حالت ہوگی۔ اس کے مرنے کے بعد ۳ ماہ تک مَیں خود سخت بیمار رہا

جب قدرے میری طبیعت سنبھلی تو ارادہ کیا کہ کتاب روضۃ القیومیہ جلد شائع کر دی جائے۔ مگر یورپ کے عظیم جنگ کی وجہ سے کاغذ نہایت گراں ہو گیا۔ یعنی جو کاغذ ۲/۳ پر ملتا تھا اُس کی قیمت ۱۲ ہو گئی۔ جسکی وجہ سے مجھے پھر تامل ہوا۔ مگر شائقین کا تقاضا حد سے زیادہ ہوتا گیا۔

خصوصاً اب کی دفعہ ۱۳۳۵ہجری میں جب میں عرس شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حاضر ہوا۔ تو ہر طرف سے تقاضا ہوا کہ روضۃ القیومیہ کا ترجمہ جلد شائع کرو۔ خصوصاً حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ایک بزرگ قندھار سے تشریف فرما تھے اُنہوں نے مجھے بہت تاکید فرمائی۔ اور کہا جب ہم آیندہ سال آئیں تو تم نے ضرور ترجمہ روضۃ القیومیہ طبع کرا کر لانا۔ اور اس کے بعد پھر فارسی زبان اصل میں بھی طبع کرنا۔ چنانچہ ان بزرگوار نے روضہ اقدس حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو کر میرے لئے دعا فرمائی۔ ناچار جب میں لاہور واپس آیا تو آتے ہی مہنگی قیمت پر اس کتاب مبارک کے ترجمہ کیلئے کاغذ خریدا۔ اور اس کے ترجمہ کو لکھوانا شروع کیا۔

بعض لوگ یہ خیال کرینگے کہ یہ ضخیم اور بڑی بھاری کتابیں اسی خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترجمہ کرا کر شائع کرتا ہے اس سے اُسکی کیا غرض ہے۔ لہذا میں اُن حضرات کی خدمت میں حسب ذیل [illegible] کرتا ہوں تاکہ انہیں میرے اعراض سے اتفقیت تامہ ہو جائے۔

واضح ہو کہ مجھ کو زیادہ تر تصانیف خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے دلچسپی کا یہ سبب خاص پیش آیا ہے کہ زمانہ حال کی موجودہ رفتار اس طریقہ عالیہ کی تعلیم کی زیادہ ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ کیونکہ اس طریق میں محض اتباع شرع شریف کی برکت اور پیران کبار کی توجہ اور عنایت سے طالبان خدا و سالکان راہ صدق و صفا بلا کسی محنت شاقہ اور بغیر ریاضت کثیرہ کے مراتب فنا و بقا سے مشرف ہو کر بہت جلد واصل الی اللہ ہو جاتے ہیں۔

آنچہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین | طعنہ زند بر دو صد سجرہ کند ترچلہ

علاوہ ازیں اس خاندان عالیہ میں اگرچہ تعلیم طریقہ نقشبندیہ کی جاتی ہے لیکن بطور

شمول تمام خاندان کی نسبتیں اور جمیع طرق کے کمالات مجموع ہیں۔ صوفیائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طریقہ کی نسبت سب نسبتوں سے بلند و ارفع ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش   اہل دل مے کند بہ یک نظرش

اس خاندان میں ابتدائے سلوک ہی میں سالکوں کو دوسرے طریقوں کے انتہائی مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد صحیح ہے کہ ؎

اول ما آخر ہر منتہی است   آخر ما جیب تمنا تہی است

اس مقام کو اندراج النہایۃ فی البدایہ کہتے ہیں۔ اب اس سے اس طریقہ کے انتہائی کمالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا اور کیسے ہونگے! اور کیوں نہ ہوں کہ اس سلسلہ کے صاحب الطریق غوث یزدانی محبوب صمدانی قیوم زمانی حضرت بدرالدین خواجہ شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی ہیں جن کے حالات اور کمالات مشہور و آشکار رفے نصف النہار ہیں۔ انہی کی یہ ایک ادنے کرامت ہے کہ ہندوستان جیسے کفرستان میں لکھوکھا اولیاء اللہ اہل دل طریقہ نقشبندیہ کے مزارات سے خلائق فیوض و برکات سے مستفید ہو رہی ہے اور ہزارہا اولیاء اللہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر فیضان باطنی کے توجہ سے مالا مال کر رہے ہیں۔ دوسرے سلاسل میں اول تو ذکر جہر ہی اکثر لوگ بسبب محنت کے پابندی سے نہیں کرتے۔ اور ذکر کرتے بھی ہیں تو ذکر قلبی اور روحی تک نوبت نہیں پہنچتی۔ اور ہزاروں میں کسی ایک دو کو پہنچتی بھی ہے تو سالہا سال کی ریاضت اور محنت کے بعد بلکہ اکثر کی نسبت تحقیق سے یہی دریافت ہوا کہ فلاں وقت میں فلاں نقشبندیہ طریق کے بزرگ سے استفادہ توجہ کیا گیا تھا۔

آپ کے ظہور اور ولادت کے واقعات یہ ہیں کہ اکبر اور جہانگیر پادشاہان ہند کے عہد میں اسلام کی حالت ضعیف اور ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ پادشاہان وقت نے کفر و شرک کی رسموں کو رواج دے دیا تھا۔ اکبر بادشاہ ہندو وزیروں کے ساتھ بتخانوں میں جا کر زنار پہنکر اہل ہنود کی مذہبی آئین میں شرکت کرتا تھا۔ داڑھی منڈا کر گاہے گاہے پیشانی پر قشقہ لگاتا تھا۔ شاہی مہر کا سجع جل جلالہ، واکبر شانہ، تھا۔ اور درباری آداب سجدہ تھا۔ بہت سی مسجدیں منہدم کر دی گئیں تھیں۔ کوئی پرسان حال نہ تھا

قانون خلاف شرع شریف جاری کر دئے گئے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی وزرا بادشاہی نے الحاد اور فلسفہ کی حقانیت پر کتابیں تحریر کی تھیں۔ بہر حال بشری طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ دیندار سراسیمہ و پریشان تھے۔ اور گرداب حیرت میں سرگردان ہر شخص کو امداد غیبی کا انتظار تھا۔ اولیا وقت کو آپ کے ولادت کی بشارتیں ہوئیں۔ اور ظہور کے آثار نمایاں ہوئے ؎

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنیوالا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنیوالا ہے

کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنیوالا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا جلوہ گر ہوگا
خبر ذرّوں کو دو وہ ماہ منور آنیوالا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنیوالا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنیوالا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائینگے
کہ سلطانِ زمان محتاج پرور آنیوالا ہے

بر آئینگی مرادیں حسرتیں ہو جائینگی پوری
کہ وہ مختار دین و دنیا کا رہبر آنیوالا ہے

یہ سامان ہو رہے تھے مدتوں سے جسکی آمد کے
وہ شاہِ وقت با صد شوکت و فر آنیوالا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنیوالا ہے

مبارک دردمندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرار دل شکیب جانِ مضطر آنیوالا ہے

نہ کیوں قسمت ذرّوں کو ہو ملعت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشید منور آنیوالا ہے

پس بتاریخ ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ ہجری وہ آفتاب جاہ و جلال باعزت و اقبال مطلع شہر سرہند سے جلوہ فرما ہوا۔ عالم و عالمیان میں آثار رشد و ہدایت نمودار ہوئے۔ آپ نے بہت جلد علم ظاہری کی تحصیل اور علم باطنی کی تکمیل سے فراغت پاکر ہدایت میں مشغولی فرمائی۔ قرب و جوار بلکہ دور دراز سے مثل مور و ملخ مخلوق چلی آرہی تھی۔ لکھوکھا آدمی مرید اور حلقہ بگوش ہوگئے۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ وقت نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ دین کی اشاعت میں ہر بے دین سے مقابلہ کیا۔ درباری سجدہ اور کفر و شرک کی رسموں کو مسدود کیا۔ پادشاہِ وقت اور شاہزادگان مرید ہوئے۔ اُمراء دولت اور ارکانِ سلطنت نے عقیدت پیدا کی۔ دوسرے ملکوں کے بادشاہ اور علما

اور مشائخ داخل سلسلہ ہوئے۔ بالاتفاق آپ کو سب نے شریعت اور طریقت کا امام اور مجدد الف ثانی تسلیم کیا جب سے اب تک دنیا میں اس سلسلہ کو جو فروغ ہے اور کسی سلسلہ کو نہیں ہے۔

ایسے ہی بزرگوں کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ فتوحات مکیہ جزو ثانی باب ۷۳ میں بہ ضمن معنی حدیث اِنَّ النُّبُوَّۃَ وَالرِّسَالَۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (نبوت اور رسالت قطعاً ختم ہو چکی ہے میرے بعد نہ اب کوئی رسول آئیگا اور نہ نبی) تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبوت اور رسالت تشریعی مراد ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول صاحب شریعت جدیدہ نہ آئیگا۔ اور آپ کی امت کو مراتب اور مقامات نبوت اور رسالت تا قیامت عطا ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیث صحیح ہے کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل ہونگے +

آپکے حالات سے یوں تو صفحات تواریخ عالم مملو ہیں۔ اور آپکے کارنامے تا بقاءِ عالم ارباب صدق و یقین کے پیش نظر رہینگے لیکن آپکے حالات میں بہترین تاریخ رَوْضَۃُ الْقَیُّوْمِیَّہ ہے جس میں آپ کے بزرگ صاحبزادہ مولانا ابو الفیض خواجہ کمال الدین شیخ محمد احسان مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بکمال محنت اور جانفشانی سے حالات چشم دید کو بہت تحقیق سے اور واقعات سابقہ کو معتبر تواریخ سے نہایت ہی جامعیت اور صحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفصل اور جامع کوئی اور تاریخ اس خاندان عالیہ کی نہیں ہے جو اس قدر قریب زمانہ میں اس التزام کے ساتھ تالیف کی گئی ہو +

اس کے فاضل مؤلف نے آپکے ذاتی کمالات کے علاوہ خاندانی حالات بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ قرآن و حدیث سے آپ کے ظہور کے اشارات۔ اولیاء سابقین کے بشارات اور آپ کے مخصوص مدارج کمالات جو اور اولیاء اُمت سے ممتاز ہیں۔ اور مقامات سلوک جو اور طریقوں سے شان امتیاز رکھتے ہیں نہایت ہی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اگرچہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے ظاہر بینوں کے شبہات کے کافی جواب دئے ہیں مگر بضمن دیگر حالات

میں اگر کسی شخص کو بالتخصیص اس بارے میں مکمل کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہو۔ تو میرے خیال میں بہترین رسالہ موسوم بہ اسم تاریخی گنجینہ مناظرہ مصنفہ حضرت احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی مجددی نہایت جامع ہے +

اس سے اندازہ ہو سکیگا کہ اس ناچیز کو اس کتاب کے انتظام طبع میں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بتائید خدائے مطلق اور بطفیل حضرت نبی برحق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب آسان ہو گئیں۔ اور بحمد للہ کہ آج یہ موقعہ ملا کہ اس گوہر بے بہا اور جواہر نایاب کو تیار کر کے شائقین باتمکین کے ملاحظہ میں پیش کر سکا +

قبل اس کے کہ میں اس عرض حال کو ختم کروں ناظرین کتاب ہذا سے نہایت عجز اور ادب سے التماس ہے کہ جب وہ مطالعہ کتاب سے محفوظ ہوں تو محض خدا کے واسطے مجھ ناکارہ۔ گنہگار۔ سیہ اعمال کیلئے ضروری دعائے خیر فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ بتصدق اپنے محبوبوں کے میرا دنیا سے انجام بخیر کرے۔ اور عاقبت میں اپنے مقبولوں کے زیر سایہ رکھے۔ جس اعتقاد پر ہوں اسی پر خاتمہ ہو۔ اور اسی پر حشر ہو۔ نیز میرے نوجوان مرحوم فرزند ملک تاج الدین کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اُسے فردوس بریں میں جگہ دے۔ اور اُس کا حشر بھی پیران عظام کے ساتھ ہو +

قبل اس کے کہ ناظرین کرام عرض حال ختم کر کے کتاب کا مطالعہ شروع کریں ایک نہایت دلچسپ حبیہ نظم پڑھ لیں۔ جو میرے مخدوم مکرم جناب حکیم محمد سلیمان صاحب انور متخلص بہ محسن نے جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کی ہے۔ پہلے خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھ کر پھر اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کریں +

نیاز مند۔ روسیاہ۔ ملک فضل الدین تاجر کتب قومی بازار کشمیری

لاہور۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۵ ہجری

در مدحتِ حضورِ فیض گنجور حضرت امام ربانی محبوب یزدانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از سیہ بختی بچشم جاں دارم و زبید | چارہ سوئے دل گرفتہ فوج غم بیحد عدد
نیست ہنگام نوائب غیر ذاتت مستند | چشم دارم از نگاہ لطفِ تو بہرِ مدد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے نگاہت قفل دشوارئ عالم را کلید | خود عیاں می بینم آنحالیکہ کس نتواں شنید
وادریغا بستہ شد از چار سو بابِ امید | خستگی از حد گذشت و چارہ ام شد ناپدید

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تخم تدبیرے کہ اندر کشت جاں کاشتند | کاشتکاراں از نموئش یاس بار برداشتند
آخر الامر ایں مرض چوں لا دوا پنداشتند | چارہ سازاں چارہ سازی را بتو بگذاشتند

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

داد و داد از دست بیدادِ حسود داد داد | کشتیم در بحر غم اندر تلاطم اوفتاد

کشت امیدم ز پامال مصائب شد بباد | آمدم سوی تو بعرض حال و انجاح مراد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بندگانت را کمینه بنده ام قربان شوم | از خطا و جرم بس آگنده ام قربان شوم
از ندامت سر به پیش افگنده ام قربان شوم | شد بدل از گریه یکسر خنده ام قربان شوم

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بستگیها را گشاد از حق بدست پاک تست | آنکه همسر شد باوج چرخ پست خاک تست
مطمئن از هول محشر بنده بیباک تست | باد جان حضرت باب عالیت غمناک تست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

درد دل را خاک کوی پاک تو خاک شفاست | ورد نام نامیت اعلال روحی را دواست
یک نگاه لطف تو صد عقده مشکل کشاست | رو بتو آوردم و دانم مرا حاجت رواست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

ای برون از حد دانش رتبه والای تو | خلعت فضل الهی است بر بالای تو
ایستاده بنده بی برگ و بی کالای تو | ریزه دارد هوس از خوان پر آلای تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

رو سپید چشم دارم با سیه کاری دریغ | آبروی خویش خواهم با همه خواری دریغ

رہرو بس ناتوانم باگرانباری دریغ | دارم از خفتہ بختی چشم بیداری دریغ

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے من و صد ہمچو من بادا فدائے روئے تو | کیست در عالم کہ روئے دل ندارد سوئے تو
در طریق ماست طوف کعبہ طوف کوئے تو | شد نجاتم را برات از قوتِ بازوئے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

مضمحل افسردہ خاطر بستہ دام محن | آنکہ با سوئے عملہا نا مزد شد با حسن
بیکس و بیچارہ پژمردہ جان و خستہ تن | چارہ جو آمد ببابت بہر ربّ ذوالمنن

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تمت بالخیر

اطلاع

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین کیکے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ، کوچہ ککے زیاں، بازار کشمیری لاہور

اردو ترجمہ کتاب

روضۂ قیومیہ

رکن اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اور حضرات قیوم اربعہ کی ارواح قدسیہ پر اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے:-

قیوم اوّل اولیاے امت کے امام، اصفیاے ملت کے رئیس خزینۃ الرحمۃ محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

بملک اولیا چوں او نزادہ ۔ محمد ثمرہ چوں او ندادہ [1]
زتجدیدِ حدیث کہنہ نو شد ۔ کسے داند کہ در عشقش گرد شد
ہزار اندر چمن دستاں گذار است ۔ کہ ایں گل رونق باغ ہزار است
ہمہ پیراں بنزدش طفلِ راہ اند [2] ۔ چو من لب تشنہ نیمے نگاہ اند

قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم [3] قطب الہدےٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

زہے عزت کہ رب العزتش داد ۔ کہ بر سر تاج قیومیش بنہاد

---

[1] مراد ہمہ پیراں سے پیران زمانہ ہے ۔ [3] فرزند سوم حضرت قیوم اول ۔

جہاں قایم باو او باخدا وند | زخود بگسستہ با حق کرد پیوند
کرم شد منصب قیومی اورا | علم شد نام معصومی ورا

قیوم ثالث امام حزب اللہ حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ؎

امام اولیا شاہ ولایت | رئیس اصفیا ماہ امامت
جہاں روشن زروئے نور او | سر خورشید یک خشت در او
فقیران در ش شاہان درویش | شکوہ مملکت را رانده از پیش

قیوم رابع حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان اولیا خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ؎

آں اختر رابع سمٰوات | خورشید نہایت ولایات
آں شاہ طریقت معظم | آں ماہ شریعت مکرم
آں خاتم مظہر محمد | اتمام کمال دین احمد
آں صدر امامت ولایت | آں بدر خلافت جلالت
سلطان خلافتش وظیفہ | بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

اور اُن کی اولاد کرام اور خلفائے عظام پر بحق نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں ٭

حمد و نعت کے بعد مسکین ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اسلام کے ان چاروں برجوں اور دین کے ان چاروں رکنوں کے اوصاف حمیدہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں، گویائی کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کر سکے حق تعالیٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمٰن ہیں جو کہ اسم ذاتی ہیں، چار چار حرف ہیں۔ محمد اور احمد

---

[۱] فرزند دوم حضرت قیوم ثانی ٭ [۲] فرزند اکبر شیخ ابوالعلی دنبیرہ حضرت قیوم ثالث ٭

ہیں جو حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسما ہیں، چار چار حرف ہیں اسمائے الٰہی کے اُمہات یعنی اول و آخر و ظاہر و باطن چار ہیں +

کتب سماوی یعنی توریت و زبور۔ انجیل اور فرقان چار ہیں۔ ملائک مقرب چار ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں صاحب مذہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکان اسلام یعنی کتاب سنت۔ اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قرب الٰہی کے مقام یعنی شریعت طریقت حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں چار ہیں۔ عنصر جن سے مخلوق بنی ہے چار ہیں۔ پروردگار کے اسماء و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے جن کا لکھنا باعث طوالت ہے۔ پس اسی طریق کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماء و صفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہوئے جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں +

قیوم اول کا اسم شریف احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔ آنجناب کا سید الفتین اسم رحمٰن ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی تمام رحمت آنجناب کو عنایت فرمائی۔ اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت۔ رحمٰن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے آنحضرت رضہ کے منصب یعنی مجدد میں چار حرف ہیں۔ اسی طرح حضرت قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم رابع کے اسما میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسما گرامی میں چار چار حرف کا ہونا، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی مظہریت۔ اکملیت۔ اتمیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالےٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخ

انہیں مرحمت فرمایا۔ شریعت۔ طریقت حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا +

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے شریعت کی طرف کم توجہی کی تھی چنانچہ بعض رقص اور سماع کے مروج۔ اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے جب ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات منکشف ہوئے۔ اُن کمالات کے منکشف ہونے کا اصلی باعث شریعت کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی۔ اور جو کام شریعت کے خلاف تھے اُنہیں بند کیا +

گذشتہ اولیا کے کمالات ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بدرجہ انتہا نصیب ہوئے۔ جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی بہت تعریف کی ہے۔ کیونکہ ان اولیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام تک ترقی کی +

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ولایت کے بادشاہ ہیں۔ باقی تین خلفا کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے، اور ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتہائی مقام پر بھی نہیں پہنچے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے، لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہوئے +

جب کمالاتِ نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا۔ تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے سیر کی۔ چونکہ انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس واسطے ان پر کمالات نبوت ظاہر ہوئے +

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ تقویت شریعت کی تقویت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ قیوم اربعہ سے سنتوں کے کمالات کو کیا کچھ رواج ہوا۔ پس کسی کو کیا قدرت کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں +

میری خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات **قیوم اول** سے لیکر آخر تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کے احوال کے کمالات سے مشرف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں +

میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے حضور میں کیا۔ جب آنجناب سے اس بارے میں عرض کی کہ اجازت ہو تو اس قسم کی کتاب تالیف کی جائے۔ آنجناب نے یہ التماس و عرض منظور فرمائی۔ اور اس کی تالیف کا حکم کیا چنانچہ چند ایک جزیں آنحضرت رضہ کے حضور ہی میں تیار ہوئیں، جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گذریں۔ بعد ازاں قبلہ زمین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس درجہ غم و الم میں مبتلا رہا کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ جب قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔ علیہ التکلان والمستعان +

اس کتاب کی ترتیب ارکان اسلام کے طریق کے مطابق چار رکن پر ہے

رکن اول، در احوال قیوم اول مجدد الف ثانی و احوال فرزندان و خلفائے آنجناب کہ تا امروز شدہ +

رکن دوم، در احوال قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بایں روزگار +

رکن سوم، در احوال قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بایں زمانہ +

رکن چہارم، در احوال قیوم رابع و فرزندان و خلفائے ان قیوم زماں علاوہ ازیں سلطنت کے ان حادثات اور واقعات کا ذکر ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کے کام آئے۔
آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علما اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی مجملاً بیان کئے ہیں۔
چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندوں اور خلفا کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام **روضۃ القیومیہ** رکھا ہے۔
اس کتاب میں جس قدر احوال اور قصے لکھے گئے ہیں، وہ حضرت **مجدد الف ثانی** اور حضرت **عروۃ الوثقیٰ** رضی اللہ عنہ کے معتبر فرزندوں سے نقل کئے ہیں۔
قیوم اول کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک وسیلہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چشم دید ہیں۔
اس کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ان دوستوں سے منقول ہیں، جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی۔ نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز ان تاریخوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندوں کے احوال میں لکھی گئیں۔
وہ کتب تواریخ جن سے مدد لی گئی حسب ذیل ہیں:-

1. **تاریخ حضرات القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ** ملا بدر الدین کی تالیف ہے۔
2. **تاریخ زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے** خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔
3. **تاریخ کواکب دریہ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی** کی تصنیف ہے۔ اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔
4. **حجت الاحمدیہ** یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں۔

۵ تاریخ شیخ محمد شانی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے +

۶ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے دُہتے تھے +

۷ تجاریدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے - اس میں آنحضرت کی تجدید الفکا حال خصوصیت سے درج ہے +

۸ نجم اللہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے +

۹ تروجحیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے - لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے مشائخ کے مجمل حالات مندرج ہیں - علاوہ ازیں

۱۰ معصومیہ

۱۱ طبقات معصومی

۱۲ مقامات معصومی

۱۳ یاقوت احمر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروج الشریعت +

۱۴ لطایف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد +

۱۵ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابوالعلی کی تالیف ہے - اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں +

۱۶ مناقب الحضرات جو شیخ آدم بنوری کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں -

ان کے علاوہ ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں :-

۱ مراۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں +

۲ مراۃ جہان نما جو محمد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی +

۳ کرامات الاولیا
۴ سفینۃ الاولیا
۵ سکینۃ الاولیا

} جو شاہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں +

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں - تاکہ آنجناب اور اُن کا باہمی فرق معلوم ہو جائے +

ذکر بیان اصطلاحاتِ سلوک

اولیائے سلف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

پہلے ہم گذشتہ اولیا کی اصطلاحات کا ذکر کرینگے اور بعد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اصطلاحات کا۔ تاکہ دونو مذاہب کا فرق معلوم ہو جائے +

گذشتہ اولیا نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ +

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں +

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے +

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے +

احدیت سے مراد صفات باری کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیان ثابتہ ہے +

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ہے +

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا +

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدیت عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدیت۔ وحدت و واحدیت عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں +

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لیکر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے +

ان اولیا کے منصب یہ ہیں۔ اول قطب الاقطاب اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجبا۔ نقبا۔ ثم نقا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔ یہ اصطلاحات تو گذشتہ اولیا کی تھیں۔ لیکن

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقرر کردہ اصطلاحات یہ ہیں :-

جس چیز کو اولیائے سلف نے سیر الی اللہ- وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے - آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسے ولایت صُغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے، رکھا ہے - اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے +

جس مقام کا نام گذشتہ اولیا نے احدیت رکھا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سو لاکھ مقامات بیان فرمائے ہیں - اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے - اور وہ مقامات یہ ہیں کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے - اور ولایت کبریٰ کا علم سے ہے یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں۔ علم الگ ہے اور علیم جدا۔ ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں۔ کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں +

کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ، کبریٰ، علیا)، سے افضل ہے - اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے +

کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام قیومیت حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے۔ حتیٰ کہ ختم المرسلین ؐ کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے اس کے بعد معبودیت صرف ہے کمالاتِ نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے +

ولایتِ صغریٰ اولیا کی ولایت ہے - ولایتِ کبریٰ انبیا کی ولایت ہے - اور ولایتِ علیا فرشتوں کی ولایت ہے +

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایتِ صغریٰ میں تھے۔

اور اولیا کے مختلف منصب مثلاً قطب ۔ غوث وغیرہ بھی ولایت صغرےٰ میں ہیں یا ولایت کبرےٰ ۔ ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے ۔ ان کے بعد ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا ۔ جن اولیا نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کو نہیں پہنچے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ ان کے فرزندوں و خلیفوں کا طریقہ بعینہٖ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اولیائے گذشتہ کے مقرر کردہ منصبوں کو تسلیم کرتے ہیں ۔ لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں ۔ ان کے بالمقابل آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت امامت ۔ سابقیت ۔ خالصیت ۔ مخلصیت ۔ اصالیت اور قیومیت وغیرہ +

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا ۔ کیونکہ قیومیت کی خدمت کے لئے طینت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے آنجناب کے بدن مبارک کا خمیر طینت محمدیہ سے ہوا +

تمام اولیا ۔ قطب ۔ غوث وغیرہ سبھی قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں چنانچہ قیومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائیگی +

ان تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں مفصل بیان کیا گیا ہے +

رُکنِ اوّل

دربیانِ احوالِ قیومِ اول این امت یعنی حضرت مجدد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرھندی رضی اللہ عنہ

ذکر بیان بشارات

بعد خبر دادن حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام وا ولیاے اُمت بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی و بیان القا کردن حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبتِ خاص الخاص خود را بحضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و وصیت کردن جناب نبوت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ را کہ این نسبت با اہل آں برساند

جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور از روے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہُوا) تو حق تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بابت کا اختیار دیا کہ چاہو تو دنیا میں رہو، چاہو تو لقائے پروردگار حاصل کرو۔ یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی اُمت کے حق میں بہت کریم تھے اس لئے مغموم ہوئے کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے۔ جیساکہ پہلی انبیا کی اُمتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیا اُن میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئے۔ جیساکہ سامری کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے اپنے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ اُمت باقی اُمتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنیوالا مَیں خود ہوں۔ اس اُمت کے مشائخ بسبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری

بارگاہ میں حاصل ہے۔ گذشتہ اُمتوں کے انبیا کی طرح ہیں۔ چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے :۔

قولہ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جتنی امتیں آج تک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اُس کے نگہبان ہیں)

نیز پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینانِ قلبی کے لئے اُمّت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا۔ کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی اُمت سے ہونگے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمّت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی، تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالےٰ کی نافرمانبرداری میں کوشش کرینگے۔ اور بسبب عہد نبوت سے دُور ہونے کے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائیگا۔

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہوکر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین و النبیین تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنیوالا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاص الخاص کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا منتہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر القا کی۔ اور انہیں اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیا کو چھوڑ باقی تمام بنی نوع انسان سے افضل بنا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمان لے لینا کہ وہ اس کی پُوری پُوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اَور کے سپرد کرے، اُس سے بھی یہی عہد و پیمان لے۔ جب ہزار سال بعد لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہونگے اور جہان ظلم و ستم سے پُر ہو جائیگا اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائینگے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شرع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا

تھا لیکن اس اُمت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا۔ جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث
کامل ہوگا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔ جو دین و ملت کو از سرِ نو تازہ کریگا
کتاب و سُنّت کو تقویت دیگا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اُس کے وجود
کے نور سے منوّر ہو جائیگا۔ اور مروّجہ بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہو جائینگی
جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہونگے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئیگی۔
شرعی احکام جو بدعت کے باعث ملیامیٹ ہو گئے ہونگے۔ از سرِ نو نورانیت
حاصل کرینگے۔ اور شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت ایک ہو جائینگی اس
عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اُس کے فرزندوں اور خلفا کے ذریعہ قیامت تک قائم
رہیگا۔ اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیلجائیگا۔ اسی واسطے آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی۔ اور اس عزیز کے
بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہوگا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ
عنقریب ہم سب کچھ بیان کرینگے ❖

ذکر ودیعت کردن حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ

آں نسبت را کہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یافتہ بود بسلمان فارسی رضؓ
و رسیدن آں بتدریج بحضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضے اللہ عنہ کو بلا کم و بیش
سونپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کرینگے۔ اور جسکے
سپرد کرینگے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لینگے۔ اور یہی سلسلہ جاری
رہیگا۔ حتےٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا ❖

سلمان فارسی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن
ابی بکرؓ کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے نواسے امام جعفر صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے
سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحبؒ فرماتے ہیں۔ مجھے ابو بکرؓ نے دو دفعہ جنا۔ امام
جعفر صادقؓ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہو گئی ❖

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ ہونگے جو انحراف سے کام لینگے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائینگے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولھا خیر و اخرھا خیر و وسطھا کدر میری امت کا شروع اور اخیر دونو اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے +

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا۔ اور آپ نے یہ نسبت اویسیوں کے طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بسطامی کو پہنچائی۔ گویا یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے۔ اور سلطان المشائخ کا رُخ دوسری طرف ہے +

سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اُس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا خواجہ صاحب پر ہوا +

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی کیونکہ اس نسبت کا وارث اَور شخص تھا +

خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور ودیعت ملی شیخ علی رامتنی کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے **خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند** رحمۃ اللہ علیہ کو +

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اُس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا +

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا +

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاوالدین عطار علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی - یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے - لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاوالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی - ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو - ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو - ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کو - ان سے خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو - اور خواجگی سے بعینہٖ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی +

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ھ ہجری میں اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی +

اس وقت وہ نسبت جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات نبوت کا اخص خاصہ تھی حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئی - اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے - جن کا کسی اہل اللہ پر پرتو تک نہیں پڑا تھا - آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا - شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا - وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں از سر نو تازہ ہوا - گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا - جو دین گذشتہ کو منسوخ اور نئے دین کو مروج کرتا تھا - چونکہ اس امت میں منسوخی اور تبدیلی نہیں - اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھی وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی - اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد جو ٹیڑھا پن مذہب میں داخل ہو گیا تھا - اور شرعی امور میں جو مخالفت رائج ہو گئی تھی - ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا - اور آنجناب کی توجہ سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا -

اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہیگا۔ آنجناب نے اس وقت طبقہ صحابہ سے پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مثل امتی کمثل المطر لا تدری اولھا خیر ام اخرھا خیر
میری امت بارش کی طرح ہے نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا اخیر۔

بعد الف آں سر مخفی شد جلی　　　　از محمد شیخ احمد کابلی

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور اُن احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع ہوئیں عنقریب کیا جائیگا۔

ذکر بیان احوال آباؤ اجداد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

در بیان شرح احادیث کہ در حق حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ واقع شدہ اند

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نسبت میں شریف ہیں اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جو فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالے عنہا کی اولادِ مادیہ سے ہو۔ آنجناب چوبیسویں پشت میں امیر المومنین عمر فاروق اور امام حسن رضی اللہ تعالے عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا۔

منقول ہے کہ ایک روز جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دین متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا اس واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اللّٰھم اعز الدین من اسلام عمر بن الخطاب اے معبود! اس دین متین کو عمر بن الخطاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے وقت کے لئے

مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دین متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزارہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پر اور ظلمت عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیرا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو۔ جو بدعت کو دور کر کے سنّت نبوی علیہ الصلوٰة والسلام کو از سر نو تازہ کرے۔ اور اس کے وجود سے دین متین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام گذشتہ اور آئندہ بیسے واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہونگے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان منور ہو جائیگا۔ اور بدعت مٹ جائیگی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

نیز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا۔

یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ خاتم المرسلین والنبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا۔ جو نئے دین کو رائج کیا کرتا تھا۔ اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو گزر شدہ دین کو قوی کرتا۔ اور جو کام انبیا سے نکلتا تھا وہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پیرو ہو کر نکلتا +

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات نور نبوت کے ذریعہ معلوم تھی۔ اس لئے یہ حدیث دونو کے حق میں فرمائی +

اللہ تعالٰے کا یہ قول یَآیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے محمد! تیرے لئے اللہ تعالٰے اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا +

حضرت مجدد الف ثانی کا طریقہ اور کلام عین قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔ اِن میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے مشائخ کا طریقہ بالکل شرع کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل ہیں سماع و نغمہ سُنتے ہیں، جو کہ سراسر کتاب و سُنت کے برخلاف ہے۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے ؎

نہیں فرزند فاروق است چوں آب	کنوں نطق از زبانِ او کند آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق	بہ زہر منقضت تریاک فاروق

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ، امیر المومنین حضرت عمر خطاب کے بڑے بیٹے اور خلف الرشید ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس ۲۰ سال کی تھی۔ عابدوں کے رئیس تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں فرمائی ہیں۔ چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالٰے عنہ کی دختر نیک اختر فاطمہ نام سے منسوب تھے +

خیر الانساب کتاب میں جس میں سادات کے حالات دیئے ہیں اُس حدیث کا ذکر بھی ہے۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی +

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت رسول (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العمریۃ فھل ید خلون فی ھذہ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے؟ تو ابو نصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب الی الحسن والحسین و یتصل بھما ید خلون فی ھذہ الوصیۃ لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما ابنتہٗ زوجت لولا عمر رضی اللہ عنھما جس شخص کا سلسلۂ نسب حسنؓ اور حسینؓ سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی اس لئے حضرت عمرؓ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے ۔

خواجہ ناصر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے تابعین سے تھے ۔

خواجہ ابراھیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے ۔

خواجہ اسحاق بن ابراھیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلےٰ تھی ۔

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے ۔

خواجہ عبد اللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتح کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ وعظ بکثرت کیا کرتے تھے اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا ۔

خواجہ عبد اللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبد اللہ کے فرزند ہیں علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علما آپ سے استفادہ کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی وعظ کرتے تھے ۔

خواجہ مسعود بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفاے بنی عباس نے بڑی منت و سماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا۔ اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا تھا کیونکہ اس زمانے تک رسم تھی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتی تھے ۔

خواجہ محمود بن سلیمانؒ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیجدیا۔ جہاں سے آپ فاتح اور کامیاب ہو کر آئے۔ اور پھر غزنی کا قلعہ جا کر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپکے سپرد کر دی ✤

خواجہ نصیر الدین بن محمودؒ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور لوٹ مار کر کے واپس چلے آتے۔ حتےٰ کہ آپ نے کابل کو آخر کار فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک اُن کی اولاد کو کابلی کہتے ہیں ✤

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں برہمنوں او سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران۔ خراسان۔ بدخشان اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے ✤

بعد ازاں آپ نے مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے اُن کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھینگے۔ آج تک مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قایم ہیں ✤

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا۔ اور خود گوشۂ تنہائی اختیار کیا ✤

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسنح (تین میل کا ایک فرسنح) کے فاصلہ پر درہ میں ہے جو درۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے ✤

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے ✤

خواجہ یوسف بن فوخ شاہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا +

خواجہ احمد بن یوسف آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں کو بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردی دونو سے کیا +

خواجہ شعیب بن احمد باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے +

خواجہ عبداللہ بن شعیب آپ اپنے والد کے مرید تھے نیز حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی +

خواجہ اسحاق بن عبداللہ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے +

خواجہ عبداللہ بن اسحاق آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے +

خواجہ اسحاق آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا +

خواجہ یوسف بن اسحاق آپ علوم ظاہری اور باطنی دونو کے جامع تھے اور لوگوں کو دونو علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے +

خواجہ سلیمان بن یوسف باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی آپ علم حلم ورع اور تقوے سے آراستہ و موصوف تھے +

خواجہ نصیرالدین بن سلیمان آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا +

امام رفیع الدین بن نصیر الدین آپ اپنے زمانے کے اعلےٰ مشائخ

سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی +
کہتے ہیں کہ آپ کو چارسو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے آخر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاریؒ کی خدمت میں رہے۔ آپ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی +

ذکر در بیان ابتدائے بنائے عمارات دارالارشاد حضرت سرہند زاد اللہ شرفاً و کرماً

جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے۔ وہاں قدیم زمانے میں ایک وحشتناک جنگل تھا۔ جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سہرند یعنی بیشۂ شیر ہے۔ سیہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سہرند ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سہرند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے سے شیر جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے +

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر پائل نام ایک شہر تھا۔ جہاں پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیا کے مقبرے مکشوف ہوئے تھے یہ بھی اسی شہر کی بڑی شہرت ہے۔ اور اسی واسطے حضرت مجدد الف ثانی اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیا کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جارہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لیکر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں ایک مرد خدا صاحب حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو سرآوردہ امت ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جارہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا۔ اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب ہوا۔ ندیوں کی کثرت۔ تروتازگی اور نظارے نہایت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے۔ اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی +

علاوہ بریں اس گرد نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا جو سرہند سے چوبیس ۲۴ میل

کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جا رہے تھے۔ سب کے سب مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے آئے۔ اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاںؒ نے ان لوگوں کی التماس کو قبول کیا۔ اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر میں لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاںؒ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا۔ کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے ؛

امام رفیع الدینؒ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا۔ اس کام کے سرانجام کرنے کے لئے مقرر ہوا۔ تو خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر وہاں آکر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹیلہ پر رکھی۔ جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اس کی یہ اطلاع بادشاہ کو دی گئی۔ تو بادشاہ نے اس کا علاج سید مخدوم جہانیاںؒ کے سپرد کیا ؛

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خلیفۂ اعظم وامام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر سامانہ میں رہا کرتے تھے حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے قلعہ بنوائیے۔ اس شہر کی ولایت وقطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مرد خدا کا مکاشفہ اغلباً تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربرآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا ؛

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے۔ پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کون سا دوست خدا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلندرؒ دہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرفؒ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ

آجائیں اب آپ آگئے ہیں۔ اپ فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں ✦

بعد ازاں ایک اینٹ لیکر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پکڑا اور دوسرا شاہ شرف نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی ✦

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا علو شان دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے شاہ شرف بو علی قلندر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا ✦

شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جابجا ہیں ✦

شہر سرہند دار الخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف ستیئس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس ۳۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہ جہان آباد کے وسط میں ہے کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس ۱۲۰ فرسنگ ہے ✦

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیاز دیئے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے ✦

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گرد و نواح کے لوگ آپ کے مزار سے دینی دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب بیماری کے لئے روضۂ مبارک کی ایک اینٹ لیجا کر گھر میں محفوظ رکھتا ہے۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے ✦

ایک دن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں

اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دُور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دُور کر دیا ہے ÷

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحد کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے۔ تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دُور رہیگا ؎

بدیں خوبے و رعنائی تو از ہر در کہ باز آئی

درے باشد کہ از رحمت برُوئے خلق بکشائی

حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین اور آدمی بھی آکر اس شہر میں آباد ہوئے۔ اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رئیس شہر گنے جاتے ہیں۔ وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمراہی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کابلی کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے کی قوصنداری، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں۔ تیسرے کروڑی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ قوصنداری اور کروڑی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہروال، یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری، قاضیخانہ، بنی اسرٰئیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن وہ دیگر شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آج کل سرہند میں قریش کے قریباً ستائیس صحیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزارہا گھر پٹھانوں اور مغلوں کے آباد ہیں ÷

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکز عالم ہے۔ اور حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے ÷

سرہند کے مرکز عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرہند سے مشرق کی طرف واقع ہیں۔ ان کا رُخ مشرق کی طرف ہے۔ اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں، ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے ÷

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے

مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر سرزمین ہند میں جس کو یثرب و بطحیٰ کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھلا پھولا۔ تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی آنجناب ؓ اور آپ کے فرزند جو رئیس اُمت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے ✣

ایک اور جگہ آنجناب ؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

عنایت الٰہی اور اُس کے حبیب صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے صدقے سے شہر سرہند میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گھرے اندھارے کنوئیں کو پر کرکے بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا۔ اور اس سرزمین میں ایک نور سپرد کیا۔ جو نور بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے۔ اس نور کی رنگت بیت اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں۔ جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللهِ اے محمد! (صلے اللہ علیہ آلہ وسلم) کہدے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالٰے کے ہاں سے ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالٰے ہی زمین و آسمانوں کا نور ہے ✣

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقٰے رضے اللہ تعالٰے عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

آج کل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے۔ بلکہ ولایت کی ٹکڑی ہے۔ وہاں کی خاک ولایت کے پانی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اُس کی مٹی میں محبت کی شراب افیون سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئے ہے۔ اور وہاں کے رقاصوں سے سرو دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ازاں افیوں کہ ساقی در مے افگند
حریفاں را نہ سرماند و نہ دستار

باوجود اس بات کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے۔ اور بلحاظ صحو و عوت

ترو تازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و ارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دید و داد اُس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار۔ بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں جو غلط طالبوں سے مخفی اور صفاکیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بحار اسرار کا ایک گوہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے۔ اور خم خانہ سے مشتاقوں کے حلق میں وہ شراب انڈیلی جاتی ہے، جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے ؎

بس کہ تسم خود زبرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

نظم

کنوں حرفے کہ ہندوستاں در افتاد — مرا عود جگر در مجمر افتاد
کزاں قند نبات شیریں تر زجان است — کنوں در خطۂ ہندوستان است
یکے زیں تنگ شکرہائے نیرنگ — سراہیم گر شکیب آید دلم تنگ
الا سودائیاں شہر یست در ہند — کہ اندر پائے او نہاد سر ہند
سواد ش زلفِ رخسار فتوح است — غبارش تو تیائے چشم روح است
ازاں شہر یکہ نامش مضمر آمد — بعہد ما عجب کانے برآمد
چہ معدن معدنِ قندِ معانی — یہ شکر اوست ایں شکر فشانی
مسمے خاتم اہل اشارت — باسم کز مسیحا شد بشارت
بود ہر حرف نامش رمز غایت — الف از راستی بگرفت رایت
بود قلا بہا در حجرہ نامش — کراو صاف شما آید بکامش
دہن شد بہر تا باشد سخن گو — ز مد و کار عمر مرشد او
چہارم حرف کاں چار است و دال است — کہ دور از چار نعمت ذی نوال است
بسر دشت ولایت چشمہ افراشت — پس از شمع نبوت نور برداشت
ز نامش اول و آخر شمر دم — از انجا سوے رمزے او بردم
کہ شخصے نام بر اولے و آخرے — ز رحمتہا است بیاب ایں معما
ہمیں تنہا با احمد او صحیح نیست — چہ گویم با کسے کس محرمے نیست
ہزار اندر چمن دستاں گذار است — کر ایں گل رونق باغ ہزار است

ولے کراں بروت و نزکام است چہ داند نافہ اش گر در مشام است
بتذکیرش ولے ہر ذرہ حاضر فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرْ
اگر ظاہر نگشت زاں سرار سوئے درا نداز د بہ ہفت افلاک شورے
زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد
ہمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند چو من لب تشنہ نیمے نگاہ اند
بملک اولیا چوں او نزادہ محمد ثمرہ چوں او ندادہ
بہ صحرائے سمند انگیخت آں شاہ کہ ماند رشاد را اجازہ در راہ
جہاں در سایۂ احسان او باد فلک قایم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں بہ خلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت رسائی است ازیشاں کردہ کسب پارسائی است
باسمِ پاک ہر مشہور گر ہند زمینِ مقدمش گردید تا ہند
فرو تر طفلگانِ آں گذرگاہ قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ
چہ گویم مدحتِ پیرانِ آں در کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر
بزرگیہائے بزرگانش ازیں داں کہ با خورداں بزرگی داد یزداں
چرا گردش فلک را گشت پیشہ کہ بر گرد سرش گرد د ہمیشہ
جہاں روشن ز رادِ انورِ او سر خورشید یک خشت درِ او

ہدایت کارِ اہلِ این دکاں را
بود کارِ نہایت دیگراں را

شیخ حبیب اللہ آپ امام رفیع الدین کے فرزندوں میں سے تھے۔ اور باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی اور مشہور شخص تھے +

شیخ محمدؒ آپ حبیب اللہ کے خلف ارشد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت کے لئے تیار ہوئے۔ سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد ہوئی +

شیخ عبدالحی آپ شیخ محمد کے فرزند اور سجادہ نشین تھے باپ کی طرح لوگوں

کو نیکی کی راہ پر لاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جید عالم تھے۔

شیخ زین العابدینؒ آپ شیخ عبدالحیؒ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونو علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ آپ شیخ زین العابدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے لیکر مخدوم عبدالاحدؒ تک تمام عزیز امتِ محمدی کے بڑے اولیا سے تھے۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے شروع جوانی میں ظاہری علوم حاصل کیا۔ پھر شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے پہنچکر باطنی سلوک ختم کیا۔ گو آپ کو آباؤ اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی سلوک چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی رہگئی تھیں شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی، تو میں کس کی طرف رجوع کرونگا۔

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدینؒ کی طرف اشارہ کیا حضرت مخدومؒ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ رکن الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ شیخ رکن الدینؒ سے پورا کیا۔

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمال کیتھلیؒ سے باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کیتھلی اعلےٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ "جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو غوث الثقلینؒ کے بعد شاہ کمالؒ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا"۔

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ کی خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مخدومؒ اور شاہ کمالؒ کی کیفیتِ ملاقات یوں ہے کہ ایک دن حضرت مخدومؒ شیخ عبدالقدوسؒ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسریؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص

سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا شیخ صاحب نے سمجھا کہ یہ سپاہی آدمی ہے اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ شاہ کمالؒ شیخ صاحب کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود بادشاہ کے منصبدار نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے، اس لئے شاہ کمالؒ سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدومؒ نے جب شاہ کمالؒ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے۔ تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اُٹھتے وقت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ سے ان کا نام و مقام پوچھا۔ شاہ کمالؒ نے فرمایا کہ مجھے کمالؒ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو۔ تو وہاں پر تشریف لائیں +

حضرت مخدومؒ چند روز بعد پائل میں شاہ کمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ صاحبؒ کی خدمت سے مخدومؒ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمالؒ اور مخدومؒ میں بہت محبت ہوگئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمالؒ بمعہ عیال سرہند میں آکر مخدومؒ کے گھر کئی کئی روز رہتے +

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مبدء معاد میں فرماتے ہیں کہ "نسبت فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذبہ سے حاصل ہوئی۔ جو خوارق عظیمہ کے سبب مشہور تھے اس مرد خدا سے مراد شاہ کمالؒ ہیں +

حضرت قیومؒ رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے۔ جتنے شاہ کمالؒ سے ظہور میں آئے۔ شاہ کمالؒ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے پینے کی ضرورت ہوتی تو اُس وادی میں اچانک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کے باشندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً خواجہ ہاشم کشمی صاحب، زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ اور ملا بدرالدین صاحب حضرات القدس وغیرہ نے

حضرت مخدوم اور شاہ کمال کیتھلی کی ملاقات اور شیخ عبد القدوس اور ان کے فرزندوں اور خلفا کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیے ہیں۔ اس واسطے مَیں نے اس کتاب میں اُن کے حالات نہیں لکھے +

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سیر و سیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لیکر بنگالہ تک کی سیر کی ہے +

شہر رہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مردِ خدا رہا کرتے تھے۔ جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے +

ایک دفعہ حضرت مخدوم جونپور گئے وہاں پر ایک مردِ خدا سید علی قوام نام رہتے تھے۔ جو نہایت صاحب حال۔ صاحب سکر۔ صاحب وجد اور صاحب سماع سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے ان کا سلسلہ ملتا تھا حضرت مخدوم نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا +

نیز حضرت مخدوم نے بنگالہ میں شیخ برہان سے ملاقات کی۔ جو عموماً رات کو جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بسبب بے قراری گریہ زاری میں مشغول رہتے اور ساری ساری رات آہ و بکا میں گذار دیتے۔ آپنے حضرت مخدوم سے بہت خصوصیت ظاہر کی۔ چونکہ اُن کے بعض افعال خلافِ شرع تھے۔ اس لئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے +

نیز حضرت مخدوم نے شیخ عبد الغنی سے جو معتبر مشائخ سے تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدوم نے سنا کہ شیخ عبد الغنی نے ایک درویش کو معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لا کر وہ مر گیا۔ حضرت مخدوم شیخ کی ملاقات کی جستجو میں تھے کہ ان سے ملکر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے درویش کا کام تمام ہوگیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبد الغنی اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آ نکلے۔ حضرت مخدوم کو جب شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو انہیں لاکر اپنے مقام پر ٹھیرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا راز تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا شیخ صاحب نے فرمایا کہ مَیں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دُنیا جو دکھائی دیتی ہے۔

حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا۔ اس لئے اس بات کی تاب نہ لاکر مر گیا ✤

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانے کے امام اعظم تھے۔ اُس زمانہ کے تمام علما نے آپ کو اپنا اُستاد مانا۔ آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے ✤

عالموں اور فقیروں کے پیشوا شیخ میرکؒ جو شہزادہ دارا شکوہ کے اُستاد اور شطحیات اور سفینۃ الاولیا کے مؤلف تھے۔ علم ظاہری اور باطنی میں حضرت مخدوم کے شاگرد تھے ✤

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب وحدت وجود تھا اور اس مقام کے سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب و سنت نبویہ علیہ التحیۃ والتسلیم سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلاف شرع ہے اُس کے ولی ہونیکا آپ اعتبار نہ کرتے ✤

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریبًا ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا ✤

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ سے خوارق عادات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:۔

ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے تھے۔ لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا۔ اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے اور آشنا بنتے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو۔ یہ محض افترا پردازی ہے ✤

خواجہ ہاشم کشمیؒ جنھوں نے زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جمع کی ہے حضرت

قیوم ثانی معصوم ثانی امام اہل عروۃ الوثقےٰ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدومؒ کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدومؒ کے تمام اعضا الگ الگ پڑے ہیں۔ اُس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے۔ روتا پیٹتا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونو مل کر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدومؒ صحیح و سالم زندہ اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دو تو بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر پڑے حضرت مخدومؒ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں، یہ راز ظاہر نہ کرنا +

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقۂ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نہیں۔ جس کی ہمنشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مخدومؒ کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی اُن کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرہند پہنچکر دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے +

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار التشہد ہیں دیکھو ان میں کس قدر علوم و معارف بیان فرمائے ہیں +

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ۲۷۔ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ ہجری کو شہر سرہند میں ہوا۔ جناب کا سن شریف اسّی سال تھا۔ جناب کے کوچ کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر خدمت تھے +

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ چشتیہ۔ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو القا کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ

کے منجھلے فرزند تھے یعنی آپ سے عمر میں بڑے تھے و یعنی چھوٹے ۔حضرت مخدوم
کے تمام فرزند تعداد میں چھ تھے ۔جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے ۔ان کے
دائرے کا مرکز حضرت قیوم اوّل ہیں جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے
جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے ۔اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد
ہزار ہو جاتا ہے اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
عنایت ہوئی ۔جو گذشتہ اور آئندہ تمام اولیاء پر بادشاہ ہونا ہے ۔حضرت مخدوم
کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے ۔

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار
کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے ۔زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے
اردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں
تاکہ رحمت الٰہی میں داخل ہوں ۔فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے
مبارک دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے ۔تو اس کے
قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اُس قبرستان سے عذاب اُٹھ جاتا ہے
لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے ۔یہ خیال آتے
ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان
سے عذاب اُٹھا لیا ۔

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل
قطعہ کہا ہے قطعہ

آں شیخ کہ بود علم اندر فن جانش گہر سر ازل معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً ملا بدرالدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ
ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے اداپزرگوار جو کتب قدیمہ کے مؤلف ہیں اور حضرت
شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں لیکن اس کتاب
میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ سننے والا اکتا نہ جائے ۔

ذکر بیان ارتداد سلطان ہند از دین اسلام و استیلائے کفر بر عالم و ضعیف شدن اسلام و مسلمانان

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ فیضی اور ابو الفضل دونو بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا خصوصاً علم منطق۔ حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہلسنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آجاتا ہے۔ ان دونو بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابو الفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابو الفضل ان علوم کو ہندی سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح بیان کرتا کہ جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابو الفضل سے مسائل پوچھتا۔ اور ابو الفضل بھی ہندی کی چندی کر کے بتاتا۔ کسی اور شخص کو یہ قدرت نہ تھی کہ آکر حق بات سنائے۔ ایک روز ابو الفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوں کا ایک اوتار باقی ہے جو اس آخری زمانے میں پیدا ہو گا۔ اس کی علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں ✤

کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں، جس میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے۔ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سنکر اس بیوقوف بادشاہ نے **نبوت** کا دعوے کیا ✤

شیخ سلطان کو جن کی دخت نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی منکوحہ تھیں، بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا ✤

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے **قرآن** لکھو جس میں شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم دوات پکڑ کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ہمارا **قرآن** لکھو بھی ✤

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے

آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لائے، تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سُنکر بہت شرمندہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو۔ شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دُور رہیں۔ اس ملک میں جاکر وہاں کے محصول کو علماء و فقراء میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے ادھر سے گذرا تو شیخ صاحب کو بلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کر کے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے کہ تو دین سے مُرتد ہو گیا ہے۔ سو مُرتد کا مال اُڑا جانا جائز و مُباح ہے۔ اس واسطے میں نے فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیا۔ یہ کہکر بغل سے ایک پتھر نکال بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب کو سُولی چڑھایا گیا +

ابو الفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے +

ان بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈالکر ہی کتاب دیتا۔ انبیائے حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا وساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا +

اس باطل کتاب کے احکام اس قسم کے تھے۔ یا ایھا البشر لا تذبح البقر وان تذبح البقر فمادٰک فی السقر ۔ اے انسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کریگا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائیگا +۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رُو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دیگئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔ چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سؤر کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سؤر کا گوشت بکا کرے۔ گائے۔ بھیڑ کا گوشت

بالکل گم کردیا شرابِ مباح سمجھی گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو گرا یا گیا۔ اگر گرانے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے اُن پر بڑا ظلم وستم کرتے۔ بہت سوں کو قتل کیا چنانچہ شاعر نے کہا ہے ؎

شاہِ ما امسال دعوائے نبوت میکند
سالِ دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعوے کیا۔ چنانچہ اس بیدین بادشاہ کی مُہر کی یہ عبارت ہے "جل جلالہ است اکبر"۔ دوسری مُہر کی عبارت یہ ہے "ما اکبر شانہٗ تعالیٰ"۔ اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ عہد نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور دین متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا طریق ہے۔ کہ ہزار سال بعد انبیا کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اولوالعزم صاحب شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین والنبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہو۔ اور اس دین کو از سرِ نو ترو تازگی بخشے ❊

ذکر دربیان اخبار او بشارات کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیائے امتِ او

درحق قیوم اول مجدد الف ثانی وارد گشتہ اند

اُن حدیثوں کے بیان میں جو قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وجود پر دلالت کرتی ہیں

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی ؓ کے حق میں بیان کی ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث اللہ رجلاً علےٰ راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو نور عظیم اسمہٗ اسمی بین السلاطین الجابرین

ویدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال الوفا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گیارھویں صدی کے شروع میں میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص نور عظیم ہوگا۔ اُس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ دو ظالم بادشاہوں کے درمیان مبعوث ہوگا۔ اور اُس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا ✦

مُلا جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ جمع الجوامع میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رح کے حق میں لاتے ہیں۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً فی امتی یقال لہ صلۃ تدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت صلہ کہیگی یعنی وہ متفرق چیزوں کو ملانیوالا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شریعت اور طریقت کو ملائینگے۔ اور اُس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہونگے ✦

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلح بین الفئتین اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا ✦

آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملاحت و صباحت کو ملایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا ✦

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے علمائے اہل حق کی مخالفت کی۔ وحدت وجود کے قائل تھے۔ سماع و نغمہ سُنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشخبری ملی کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کے ہزارہا آدمی جنت میں داخل ہونگے ✦

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کا سا درجہ رکھتے ہیں +

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسٰے و عیسٰی علیہما الصلٰوۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے الٰہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزار ہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے۔ جو حضرت موسٰے اور عیسٰے علیہما السلام کی طرح اُن علوم و معارف کو تازہ کرے، جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الامتی اولھا خیر واٰخرھا خیر فی وسطہا کدر ترمذیؒ نے روایت کی کہ جناب فخر کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول و اخیر حصہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا ہے۔ یہاں کدورت یا گدلا پن سے مراد اسماء و صفات کا مقام و ظلال ہے۔ جو اولیا اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید وجودی کے قائل اور سماع و نغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام۔ تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا +

شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد الف ثانی اور آنجنابؒ کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے عہد میں شریعت اور طریقت نے از سر نو زیب و زینت حاصل کی +

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیا اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔ ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو کبھی توحید وجودی کے قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید وجودی رقص و سماع اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گذشتہ انبیا اور صحابہ کرام وغیرہ رضؓ سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے۔ کہ

ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں، ظاہر ہوں۔ اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں اور یہ اصل الاصول جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں، اُس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں، بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیاء اُولو العزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اُن انبیا سے افضل ہیں، جو اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوئے ✣

اس اُمت میں بھی اللہ تعالےٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسماء و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے۔ اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رض اور آنجناب کے فرزند ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے ✣

وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا اور رقص کرنا وغیرہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے مطلق منع ہیں ✣

انہیں کمالات کے سبب حضرات **قیوم اربعہ** جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رض اور اُن کے فرزند رضے اللہ تعالےٰ عنہم ہیں۔ انبیا اور خلفائے راشدین سے اُتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں ✣ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہا خیر ام اخرہا رواہ ترمذی ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت بارش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے اور کبھی پچھلا۔ معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا۔ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اُن بزرگوں کا اخیر اولیت کا سا ہے۔

بہ سبب غایت بزرگی دونو فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیکتے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اُمت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے۔ اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے +

حق تعالےٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلےٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں +

ذکر در بیان خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کہ از موسوی معلوم شد

حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دہنے شیخ محمد عبد اللہ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف باسلام ہوا اور آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اُس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں توریت پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا جو پُورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اوصاف سُنے تو بعینہٖ وہ تھے جو میں نے توریت میں پڑھے تھے۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت کی۔ اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہوگئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔ اور مرید ہوگیا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک +

ذکر در بیان اخبار کردن اولیائے سلف و خلف بوجودِ مسعودِ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اولو العزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کریگا اور انبیائے اولو العزم کا قایم مقام ہوگا۔

حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:۔

شیخ الاسلام حضرت احمد جام کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہونگے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدین رموز العاشقین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جام کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں۔ لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیا نے فرداً فرداً کی۔ وہ میں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہونگی کہ تمام خلقت دیکھیگی۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہیے عطا کرے۔ یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا کے کمالات پائے جائینگے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گذرا۔ چنانچہ حضرت احمد جام کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی ۔

شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:۔

شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جو امت محمدی (صلوات اللہ وسلامہٗ) کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اُس وقت تک وفا نہ کریگی کہ ہم اُس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیازمندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیاز سے اُن کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دُعائے خیر کریں۔

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشیؒ نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت کی خبر دینا:۔

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہوگیا۔ اور دمبدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا نے نور حاصل کیا۔ آنجناب یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ کے پانسو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کریگا اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہونگے۔

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصوص نسبت وجعیت

کر کے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالہ کیا۔ اور وصیت فرمائی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کریگا اور اُسے اپنے سے اونچا بٹھائیگا۔ اور مریدانہ سلوک کریگا۔ ایسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ آخر شاہ کمالؒ کے پیرزادہ سکندرؒ نے تجدید کے دو سال بعد وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا ×

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا :-

جب حضرت مخدومؒ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کے لئے التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر آپ کی عمر نے اس وقت تک وفا نہ کی تو حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں۔ تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدومؒ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفا نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدومؒ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔ آپ جلدی ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کرینگے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھائی دیتا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور بدعت اور گمراہی ملیامیٹ ہو جائیگی اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائیگا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے قیامت تک قایم رہینگے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کرونگا اور اس کی خدمت کو قرب بارگاہ الٰہی کا وسیلہ بناؤنگا ×

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے :-

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت

مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھاگئی ہے ۔ اور بندر ۔ ریچھ اور سُؤر تمام جہان میں پھیل گئے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کررہے ہیں ۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا ۔ جس سے تمام جہان منور ہوگیا ہے ۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں ریچھوں اور سؤروں کو جلاکر خاکستر کردیا ۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا ۔ جس پر ایک نورانی مرد تکیہ لگائے بیٹھا ہے ۔ اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں ۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آکر نہایت ادب سے کھڑے ہیں ۔ اور تمام جہان کے بے دین ظالم ۔ مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لارہے ہیں اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کررہے ہیں ۔ اور ایک شخص یہ آیت بآواز بلند پڑھ رہا ہے ۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۔ کہدے کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا ۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی تھا ۔

حضرت مخدوم نے صبح کو رات کا واقعہ فرد زمانہ شاہ کمال کی خدمت میں بیان کیا ۔ اور اس کی تعبیر پوچھی ۔ حضرت شاہ کمال نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایک فرزند نرینہ ہوگا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمتِ بدعت ، سنتِ محمدی علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدلجائیگی ۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر اس کی اطاعت کرینگے ۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلیگا ۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا ۔ اور وہ اس امت کے تمام اولیا کا سردار ہوگا ۔

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا :-

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ ایک وقت مراقبہ میں مستغرق تھے ، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرزمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا ۔ جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا ۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے ۔ غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا ۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اور تمام خلقت اس کے فیض سے

ہدایت پائیگی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہونگے +

حضرت الشیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کا بادشاہ مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا۔ تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے عاجزی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہو گا جو تمام اولیائے اُمّت سے افضل ہو گا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نورِ سُنّت سے بدلجائیگی۔ اور اسلام کو رونق حاصل ہو گی۔ اور شریعت اور طریقت کو زیب و زینت حاصل ہو گی۔ اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائینگے۔ اور اُس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا +

حضرت شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کے بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا غلبہ مسلمانانِ ہند پر حد سے بڑھ گیا۔ اور خلقت گھبرا اُٹھی۔ چنانچہ ہزارہا مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لاتے اور سجدہ کراتے۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے۔ تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانہ کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور اس بارے میں التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہو گا جو تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے اُمت سے افضل ہو گا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدلجائیگی۔ اور دین اسلام میں رونق آئیگی۔ جہان میں طراوت اور تازگی ظاہر ہو گی۔ اس کے ارشاد او ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائینگے۔ اور وہ نور قیامت تک قایم رہیگا +

منجموں اور اختر شناسوں کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم وستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجۂ کمال پہنچی۔ اور تمام جہان گھبرا اُٹھا اُس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور رملیوں سے پُوچھا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں کب تک اس آفت دین و دنیا سے نجات دیگا۔ اسی اثنا میں خان اعظم جو رکن سلطنت تھا اور جسے جنون اسلام حد سے زیادہ تھا۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت پر حرمل کے دانے کی طرح جلتا تھا اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا کہ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ اُنہوں نے اس سے چالیس روز کی مُہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو۔ پھر ہم اس کا جواب دینگے۔ اس نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کی ہے۔ اوضاع فلکی سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب۔ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس جیسا پہلے کوئی اس اُمت میں نہ پیدا ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجۂ شریف سے دین اسلام کو ترو تازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائینگے۔ اور ملحد لوگ بےعزت و خوار ہونگے۔ گمراہی اور بےدینی جڑھ سے اکھڑ جائیگی۔ اس کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کبار کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے مذاہب جو مخالف شرع ہیں، مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سُننا سب کا قلع قمع ہو جائیگا۔ ہزار سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا۔ کہنے لگا کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا۔ چونکہ اس اُمت میں پیغمبر کا پیدا ہونا محال ہے۔ اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قایم مقام ہو۔ اور تمام ٹیڑھے دگمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں۔ اور شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از سر نو منور ہو۔ اور جہان بھر کے بادشاہ اُس کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اُس کا رُعب چھا جائے۔ اور اس کا طریقہ سُنّت سنیہ کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں۔ پھر اس

نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہونگے۔ اس روز سے خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف زیارت وارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائیگا۔

مولنا عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:۔

مولانا عبد الرحمٰنؒ جو اپنے زمانے کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا۔ میں جنگل میں ٹھیر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چلدئے۔ میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا۔ میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کروں۔ آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا۔ اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا۔ اور ہزارہا آدمی اس کے گرداگرد نہایت ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد ہے۔ آخر مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں بنی آدم کی اولاد سے ایک مُلّا مرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت وجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونیوالا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالےٰ کفر کی تاریکی کو

سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے بدل ڈالیگا۔ اور اس کا طریقہ تمام ولیاء اُمّت سے افضل ہوگا۔ اس کے اوضاع واطوار۔ اور اقوال وافعال سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع ہونگے۔ اس کا طریقہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائیگا۔ اور قیامت تک رہیگا۔ آپ ضرور اُس شخص کی زیارت کرینگے۔ مولانا عبدالرحمٰن اُس روز سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتےٰ کہ تجدید وقیومیّت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے ؛

نیک مردوں کے خواب اور واقعات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے وجود مسعود پر دلالت کرتے ہیں

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے رُکن تھے۔ چنانچہ ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب آنے سے متفکر اور مغموم رہتے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے۔ اور بڑا قوی الجثہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اِتنے میں ایک نورانی مرد خدا بہت سی فوج لیکر جن کے چہروں سے نور چمک رہا ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے۔ ظاہر ہوا ہے۔ جن کی روشنی سے جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منوّر ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج کا وہ نور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پے درپے اور فوجیں بدستور آرہی ہیں۔ حتےٰ کہ تمام جہان اس فوج سے پُر ہو گیا۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف کی دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گر کر مر گیا ؛

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معتبر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی سے بدلجائیگی۔ اور بدعت وگمراہی جہان سے بالکل اُٹھ جائیگی سُنّت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

از سر نو تازہ ہوگی۔ اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے، وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکینگے اور سنت و ہدایت کو زندہ کرینگے۔ دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائیگا چنانچہ جہان اس سے پُر ہو جائیگا۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دن بدن زیادہ ہوتا جائیگا۔ وہ قوی الجثہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے۔ جسے حق تعالےٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب اس جہان سے اُٹھا لیگا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کرینگے بلکہ آپ کے قرب جوار سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آپ اُس کے قریبی اصحاب سے ہونگے اس روز سے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غائبانہ مخلص اور معتقد بنگئے ۔

بعد ازاں شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے حق میں اور واقعات بھی مشاہدہ کیے۔ حتےٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالےٰ اپنے مقام پر بیان کیجائیگی ۔

خانِ اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا :-

خانِ اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ بچھو نکل رہے ہیں۔ جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا۔ جس کے نور کی شعاعوں سے تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا۔ جہاں پر اپنی ایڑی مارتا ہے۔ وہیں سے چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ ہزارہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ نکھر آتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے از سر نو تازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا ہے ۔

خانِ اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت

سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد کفر کا غلبہ ہے۔ اور سانپ اور بچھو ملحد اور بیدین لوگ ہیں۔ جو شخص آسمان سے اُترا ہے۔ وہ جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائیگا۔ اس کے نور ارشاد سے تمام بیدین اور ملحد مرجائینگے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا +

یہ سنکر خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہو گیا۔ اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ یہاں تک کہ آنجناب کے جہان کو آراستہ کرنیوالے جمال سے مشرف ہوا +

صدرِ جہان کا حضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا:۔

سیّد صدر جہان، ایک صحیح النّسب سیّد تھے۔ آپ سلطان کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بیدین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے۔ اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنائیں اکھڑ گئی ہیں۔ اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آرہے ہیں۔ اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے کاٹے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرھند کی زمین سے ایک نور نکلا، جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے۔ اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزار ہا خوش رنگ خوش وضع پرندے نکلکر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قل جاء الحق وزھق الباطل کہدے حق آگیا اور باطل جاتا رہا +

صبح سیّد صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفے شیخ جلال کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے۔ جو ان دنوں پھیلا ہوا ہے۔ اور بچھوؤں سے

مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہِ حق سے بہکا کر راہِ باطل پر لاتے ہیں
اُس نور سے جو سرزمین سرھند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے۔ جو اس شہر
سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائیگا۔ بدعت
اور گمراہی اُٹھ جائیگی۔ بدعت اور گمراہی کے سرغنے ہلاک ہو جائینگے۔ ان بدبو
سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت
کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو برطرف
کریگا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائیگا۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کا نور قیامت
تک قایم رہیگا۔ اور آپ اُس کے اصحاب اور مقرب بنینگے۔

یہ سُنکر صدر جہان کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی
محبت پیدا ہو گئی۔ اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے
دوسرے سال شرف قدمبوسی و ارادت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاء اللہ
تعالےٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا۔

حضرت قیوم اول خیر البشر الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کا ذکر

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم
عبد الاحد کی طبیعت جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہمیشہ سیر و سیاحت کی
طرف مائل تھی۔ خواجہ ہاشم کشمی جنہوں نے زبدۃ المقامات برکات احمدیہ لکھی ہے
لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل
ہے ہوا۔ وہاں علما سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے
آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے تو بہت دلدادہ ہو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم
کرنے لگے۔ اسی اثنا میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب
سیدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے
تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے جس پر
ایک عزیز تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے امت

دست بستہ کھڑے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ یہ مخدوم عبد الاحد کا فرزند ہے۔ جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہے ؎

صبح اُس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سُنایا۔ اُس نے کہا۔ کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے۔ اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیئے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس بات کا انکار کیا۔ لیکن جب اُنہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سرہند لے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے ؎

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہند کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا۔ تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ برملا کلمہ دین ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی بنا کر رکھی رہتی، تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے۔ اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اُسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی۔ تو بارگاہ الٰہی میں زمین و آسمان رونے کہ اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کرونگا جس کے وجود شریف کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے بدلجائیگی۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا ؎

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مُبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس حمل کے صاحب کے وجُود کی برکت سے سُنت احمدیہ میں بدلجائیگی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہو جائیگی ؎

آنجناب کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گذرے ۱۴ شوال ۹۷۱ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند کمت

کے اُفق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو گئے ؎

مہے بر اوجِ سپہر کمال طالع شد
کہ کس ندید چناں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظ خاشع سے نکلتی ہے شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برج حمل کے خانہ شرف میں تھا۔ جو بروج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے ✣

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی کنیت **ابوالبرکات** لقب شریف **بدرالدین** اور اسم مبارک **شیخ احمد** مقرر کیا ؎

شہِ ملکِ ولایت شیخ احمد　　بشانش مادرِ ایام کم زاد

اُن واقعات کے بیان میں جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت باسعادت میں ظاہر ہوئے

واقعہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی سی آگئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے اُمت ہمارے گھر میں آئے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے گذشتہ و آیندہ تمام اولیا کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے دوستو! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کریگا میں اُس کے گناہ بخش دونگا۔ روز قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کرونگا ✣

واقعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند

شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین والنبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرزند کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی خوشی سے گود میں لیکر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہکر فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قایم مقام ہوگا۔ اور میری امت کے دینوی اور اخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی +

پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو میں مع صحابہ کے امت کی طرف متوجہ تھا۔ ہزار سال کے عرصہ میں جسقدر اولیا پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کی برداشت کی طاقت نہ تھی کہ میں اس کے حوالے کرتا۔ اور بارگاہ حقیقی میں خلوت گزیں ہوتا۔ اب یہ فرزند ایسا ہوا ہے کہ اب میں ساری امت کا دنیاوی اور اخروی کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار کرونگا۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے۔ تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہِ الٰہی میں خلوت گزیں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حسب قاعدہ ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا جو آپ کا قایم مقام ہوتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانے میں یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی تقویت کرتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیا کا سا مرتبہ دیا گیا ہے۔ تاکہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقویت کریں۔ گذشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر رحلت ہوتا۔ تو ساتھ ہی اس کا دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالےٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیجدیتا۔ اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ پس ہزار سال بعد

کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا، جو پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سرِ نو تازہ کرتا۔ چونکہ اس اُمت میں نسخ اور تبدیلی نہیں اس واسطے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخص الخاص نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس فرزند کو جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو زندگی نصیب ہوئی +

واقعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے دن فرشتے۔ انبیا اور اولیا اور رسولوں کی رُوحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرہند اور اس کا گرد ونواح پُر ہوگیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لاکر شہر سرہند میں گاڑ دئیے۔ جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھ چندھیاتی ہے۔ اور فرشتہ بلند آواز سے کہ رہا ہے کہ انبیا کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیا کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قایم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے عنایت فرمائے ہیں۔ اُمت محمدی علیہ التحیۃ والثنا کے تمام اولیا و اصفیا اس کی اطاعت کریں کیونکہ وہ تم سب میں سے افضل ہے ؎

بملک اولیا چوں او نزادہ محمد ثمرۂ چوں او نداده

واقعہ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت کے دن سرہند میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ کعبہ پر آرہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف آتے ہیں۔ اور کعبہ پر نور کے ہزارہا جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ کی

چھست پرمنادی کر رہے ہیں۔ لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالےٰ دین اسلام کو عزت دیگا۔ اور بدعت اور گمراہی کو برطرف کریگا اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کریگا۔ اور وہ تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا ؎

چندیں ہزار صنع خدائے بکار رفت
تا بو العجوبہ مثل تو مخلوق خلق شد

واقعہ ایک عزیز شیخ ابو الحسن چشتی نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت سرہند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقع میں دیکھا۔ کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور اُن کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ جس پر ایک مرد خدا چڑھ کر کہتا ہے۔ کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو۔ کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے۔ جس کی روح کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیا کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے۔ وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے۔ اور اپنے تمام کمالات کا مظہر اتم بنایا ؎

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقیں ز شاخ ہمت چو تو گلے ببار آید
بھر قرآن وبہ ہر قرن چو تو ئی نبوی بروزگار چو تو کس بروزگار آید

واقعہ ایام ولادت کا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہوچکا تمام راگ و رنگ کے ساز۔ مثلاً بانسری۔ ڈھول۔ دف۔ طنبور۔ چنگ۔ سارنگی۔ ڈھولک وغیرہ سے سریلی آواز نہ نکلی۔ اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہوگئی۔ عیش وعشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا۔ تو اُن بُرے افعال سے توبہ کی جب بعض سے توبہ کی وجہ پوچھی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف نہیں آتا بلکہ مقت میں اخروی عذاب ہماری گردن پر بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم نے توبہ کی ✤

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ اولیا جو سماع ونغمہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ تمام

ونغمہ رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھکر تمام صاحب حال حیران رہ گئے۔ جب اس راز کی کشف کے لیئے انہوں نے توجہ کی۔ تو حق تعالے نے انہیں بذریعہ الہام خبردی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو تمام مخالف شرع امور کو برطرف کردیگا۔ اور اُس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی دور ہو جائیگی۔ اور سنت نبوی کو رونق ہوگی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور ظاہر ہونگے ✦

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایام ولادت میں بادشاہ ہند کا تخت اُلٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست کیا۔ پھر سرنگوں ہوگیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ یکبارگی تند ہوا آئی! اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے ٹپکا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہوکر مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہوگیا ہے۔ کونسا مرض لاحق ہوگیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کرکے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی۔ تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں۔ اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقلمند تاڑ گئے۔ اور انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کردیگی۔ خان اعظم اور سید صدر جہان نے جنہوں نے اس سے پیشتر خواب دیکھے تھے۔ اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے۔ اور علاوہ ازیں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات اور اولیا معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہونگے۔ یہ سُنکر پہلے سے بھی زیادہ بادشاہ پر رُعب چھا گیا ✦

ذکر در بیان ایام صبائے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دبشارت دادن شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ کہ ایں صبی افضل جمیع اولیائے امت خواہد شد ✦

حضرت قیوم اوّل سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ختنون

متولد ہوئے۔ لڑکپن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی آپ کا بدن مبارک ننگا بھی ہوجاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے۔ کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتے۔ اور سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہوجاتی۔ تو بھی آپ نہ روتے۔ اور نہ دودھ مانگتے آپ ہر دلعزیز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت جاگزیں ہوجاتی۔ آپ نے دنوں میں اس قدر نشوونما پائی جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشوونما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے ؞

ایک دفعہ شیر خوارگی کے زمانے میں آپ لاغر ہوگئے۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادری اتفاقاً شہر سرہند میں آنکلے۔ حضرت مخدوم **قیوم اول** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شاہ کمال کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مرض کو اس بچے سے زائل کرے۔ جب شاہ کمال نے دور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا۔ تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب آیا کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ قریب ہے کہ یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوجائیگا اور یہ بدعت اور گمراہی کو برطرف کر دیگا۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کریگا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قایم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے۔ اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا جب چھوڑا۔ تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس نے تمام قادریہ نعمت ہم سے لے لی۔ جب کبھی **شاہ کمال** رضی اللہ عنہ سرہند میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں خوشخبری سناتے۔ کہ عنقریب یہ بچہ اس اس مرتبے کا مالک ہوگا حضرت شاہ کمالؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت اُن کے پاس موجود

تھا۔ اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا۔ اور وصیت کی۔ کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہوگا۔ یہ خرقہ اُسے دے دینا۔ یہ وصیت کر کے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی۔ کہ شاہ کمال نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی ✣

ذکر در بیان تعلیم حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و تحصیل علم ظاہری

ملا بدر الدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنف زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی۔ تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد سے کی۔ بہت سے علوم آنجناب نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ بعد ازاں سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و مدقق علامہ روزگار عابد اور زاہد تھے معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبروی کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچکر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے سند حاصل کی تھی۔ پڑھکر سند حاصل کی۔ بلکہ سلسلہ کبروی میں آپ مولانا کے مرید ہوئے۔ یہ تمام ظاہری علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے تحصیل کر لئے۔ جب آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث مسلسل کے درس کی اجازت جو آنجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی۔ اور حدیث یہ ہے الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء "رحم کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ رحم کرتا ہے جو لوگ زمین پر ہیں۔ ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کریگا" ✣

محدثین کے پیشوا محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمٰن سے جو اپنے زمانے کے

بڑے محدث اور عالم تھے حاصل کی۔ چونکہ آنجناب رحمت الٰہی کے خزانہ تھے۔ اس واسطے وہ حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے۔ انہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل آپ کو پہنچی۔ آنحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک رسائل تصنیف فرمائے۔ اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج فرمائے۔ جیسا کہ رسالہ تہلیلیہ وغیرہ ہیں علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر ید بیضا حاصل تھا۔ کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے۔ اور خود آنحضرت رضی اللہ عنہ اس امت کے آخری مجتہد تھے۔ آنجناب رضؓ نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے ہیں جنہیں امام ابو حنیفہ شافعیؒ ابو یوسف اشعریؒ اور ابو المنصور ماتریدیؒ نے بھی بیان نہیں فرمایا انشاء اللہ حسب موقع اس کا بھی ذکر کیا جاویگا ٭

ذکر در بیان مصافحہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بچہار واسطہ بایشان رسیدہ است

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کریگا۔ اس کے لیئے بہشت واجب ہو جائیگا ٭

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان دہمیؒ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی۔ اور انہوں نے شیخ محمود الفراہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٭

اس کتاب کے مؤلف کو چھ وسیلوں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔

میں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمنؒ

سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے الخ ✣

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت بھی ہے۔
کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مابین چار شخص ہیں۔ جن میں سے ایک جن ہے ✣

ذکر در بیان سفر آنحضرت قیوم اول بجانب اکبرآباد و واقعاتیکہ آنجناب را در ان

سفر رو داده اند و صحبتہا کہ حضرت مجدد الف ثانی را با شیخ ابوالفضل اتفاق افتاد

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے
فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دارالخلافہ اکبرآباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ ہند
(اکبر بادشاہ) رہتا تھا۔ چونکہ وہاں پر اکثر علمائے تمام دار رہتے تھے۔ اس واسطے حضرت مجدد
صاحب کو وہاں جانیکا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف
فرما ہوئے۔ بادشاہ کا تمام لشکر آپ کی علمیت سے حیران رہ گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے
علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے۔ جیسے کہ پہاڑ کے مقابلہ
میں رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرتے۔
آنجناب کی شاگردی کا بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ گروہا گروہ علما
آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور لشکر کے بہت لوگ صرف آنجناب کی زیارت
کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجناب کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں ہو گیا ✣

ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو اس سے پیشتر خواب میں
حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کمالات کو معلوم کر چکے تھے۔ کہ آنجناب یکتائے امت
ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجناب کے حلیہ مبارک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجناب کی تشریف
آوری کے منتظر تھے۔ آنجناب کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے
چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے اُن سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ پوچھی
تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک انہیں بتایا۔
کہ یہ وہی شخص ہیں۔ جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے۔ لیکن ابھی تک آنجناب کے ظہور کا

وقت نہیں آیا +

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لیکر دونو بھوؤں کے درمیانی مقام تک ایک سُرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سُرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ وحال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالےٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کرینگے۔ جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کریگا۔ آپکے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلیگا۔ اور قیامت تک رہیگا +

مشائخ اور عقلمند علما میں سے جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتا۔ وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا۔ جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابوالفضل اور فیضی جو بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے۔ اس وقت علم وفضل میں سر برآوردہ اور بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بادشاہ کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎

دہ سال پنج پیش پدر کافریں بُرد تحصیل کردہ ام زعلومے متفرقے

دونو بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خبر سُن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے۔ انہوں نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف لائیں۔ لیکن بے سود آخر خود دونو بھائی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بہت خلوص ظاہر کیا۔ آنجناب ؒ نے بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اُن کے حال پر نہایت عنایت وشفقت فرمائی۔ دوسرے دن اُنہوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی دعوت کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ اُن کے گھر تشریف لیگئے۔ دونو بھائیوں نے حسب دستور ضیافت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا۔ اور شاگردوں کی طرح خدمت بجالاتے رہے۔ دونو بھائیوں اور حضرت قیوم اوّل میں بہت محبت ہوگئی۔ اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونو بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی اور جگہ سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے +

خواجہ ھاشم کشمی زبدۃ المقامات ، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل

کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا۔ کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک آشنا کو چند ایک کلمات لکھے
اُن میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کی کلام کو بطور سند
پیش کیا۔ اور ساتھ ہی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی بہت مدح کی۔ جو آنجناب رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی
ہے۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی چونکہ
خود دونو بھائی علم میں یکتائے زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری
تلومی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکور کی تصنیف کی فکر کی۔ چند ایک جزیں لکھی بھی گئیں۔
آخر اتفاقاً ایک مقام پر پہنچکر تمام علما اور وہ دونو بھائی لاچار ہوگئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔
ابوالفضل نے حضرت قیوم اول کو تکلیف دی۔ کہ ہم دونو بھائی اور تمام علما اس مقام پر مجبور
ہو گئے ہیں۔ نیز اس نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔ اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ
عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھینگے۔ اور احسان مانینگے۔ کیونکہ ہم اس مقام پر حیران
ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے کبھی بے نقط عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن
ان دونو بھائیوں کی التجا سے قلم اُٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت
فصیح بلیغ عبارت میں لکھدی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علما کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور
قصص اور شان نزول آیات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔
پھر تو ہر روز اس تفسیر بے نقط کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ
یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ یا اُن کی مدد سے تصنیف
ہوا۔ یہ دیکھکر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب کے کمال
علمی اور اجتہاد کے معترف ہوئے +

ذکر دربیان مناظرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ با علامہ ابوالفضل و فیضی

در علوم باطلہ فلاسفہ و ترک آشنائی کردن آنحضرت از ان ہر دو برادر مآل کار آنہا

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل
کے ایک یار نے مجھے بتایا۔ کہ ایک دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ابوالفضل کی
مجلس میں تشریف فرما تھے۔ فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس میں
اس قدر مبالغہ ہونے لگا۔ کہ بار بار علمائے دین کی توہین ہونے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

جوش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضع قرار دیتے ہیں۔ مثلاً الٰہیات۔ حکمت۔ نجوم۔ ہیئت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیائے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں۔ اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں۔ جیسے ریاضی اور طبعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ یہی وجہ ہے۔ کہ امام غزالی وغیرہ نے حق نے اپنی تصنیفات میں اُن پر کفر کا فتوے دیا ہے۔ جب ابوالفضل نے یہ سنا۔ تو سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا۔ کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سخت برافروختہ ہوئے۔ اور ابوالفضل کو سخت سست کہکر مجلس سے اُٹھ گئے۔ ابوالفضل اپنے کہنے سے سخت نادم ہوا۔ اور بہت معافی مانگی۔ بلکہ دوسرے روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ جو کچھ کل مجھ سے ہوا سہواً ہوا۔ جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں۔ وہی حق ہے۔ جناب کسی قسم کا ملال نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت وسماجت سے سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ عید فطر کے روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابوالفضل کے گھر تشریف لیگئے۔ اس دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ فرمایا۔ عصر کا وقت تھا۔ کہ آنجناب کی ابوالفضل سے ملاقات ہوئی۔ ابوالفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں۔ فرمایا واقعی میں روزے سے ہوں۔ ابوالفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابر وگرد آلود نہ تھا۔ کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا۔ کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس میں تو ایک مجمع کی گواہی کی ضرورت ہے۔ جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں اس بارے میں بادشاہ کی گواہی مطلق غیر معتبر ہے۔ کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو گیا ہے۔ ابوالفضل نے کہا۔ قاضی کا علم کافی ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ قاضی کا

علم معاملات میں کفایت کرتا ہے۔ نہ کہ عبادات میں۔ آخر اس نے کہا کہ ان شاہ کو کو جانے دیجئے گا۔ آج عید ہے افطار فرمائے گا۔ چنانچہ پانی منگا ہاتھ میں لے آنحضرت کے ہونٹوں کے قریب لے گیا۔ آنحضرت نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے کپڑوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنحضرت نے خود اٹھ کر پانی لیا۔ اور روزہ افطار فرمایا۔

چند روز بعد پھر ابوالفضل اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کی۔ اور کہا کہ خرق التیام کے عدم کے سبب آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہوسکتے۔ آنحضرت نے عقلی ونقلی دلائل و براہین سے ثابت کردیا ہے۔ کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق التیام فرشتہ نازل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین نور سے۔ پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا رستے میں ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گزر آتے ہیں۔ جس طرح نظر عینک میں سے یا روشنی شیشے میں سے۔ ابوالفضل نے کہا کہ ممکن ہے۔ کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم اُن کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے۔ یہ سنکر ابوالفضل خاموش ہوگیا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نہایت قہر وغضب سے "الحب للہ والبغض للہ" کہکر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کردی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی۔ اور کئی مرتبہ آنجناب کے در دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار رہا۔ لیکن آنجناب نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی + آنجناب نے جو رسالہ اثبات نبوّت تصنیف فرمایا ہے۔ اس کی تصنیف

کی وجہ یہی ابوالفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے سے ابوالفضل قتل کیا گیا۔ اور اس کے سر کو دہلی کے کوڑا کرکٹ والے تاب دان میں پھینکا گیا۔ اور قیوم اول رضی اللہ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور ہوا کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

تیغ اعجاز رسول اللہ سرِ باغی بُرید

ابوالفضل کا حضرت قیوم اول رضی اللہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا۔ دونو آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے +

چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو اکبر آباد میں رہتے ہوئے مدت گذر گئی۔ اس لئے آنجناب کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے۔ تو پوچھا۔ کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اِس قدر تکلیف کیوں اُٹھائی؟ فرمایا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف زود بہ کنعاں یعقوب پیر آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اول رضی اللہ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اول بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہو لئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے +

ذکر در بیان تزویج حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

بدختر شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے۔ تو اثنائے راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے۔ جو بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھوڑا سا لکھا گیا ہے +

شیخ سلطانؒ نے جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو شیخ صاحب کو فرماتے ہیں۔ کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے۔ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفہ اعظم ہے کردو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے۔ تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد کون ہے ✦

دوسری دفعہ پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ نے شیخ صاحب سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا جب شیخ صاحب بیدار ہوئے۔ تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ حضرت قیوم اوّل بھی ان دنوں تھانیسر ہی میں تھے۔ جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ صاحب سے بیان فرمائی تھیں۔ وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ پھر شیخ صاحب اطمینان قلبی کے لئے حکم ثانی کے منتظر تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خواب میں فرمایا۔ کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں۔ کہ اپنی لڑکی کی شادی **شیخ احمد** سے کردو۔ تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہ کروگے تو ایمان تمہارا سلب کرلیا جائیگا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ ایک مرد خدا پیدا ہونگے جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہوجائے گا! اور بدعت اور گمراہی کو جہان سے اٹھادینگے۔ وہ مرد خدا یہی **شیخ احمد** ہیں ✦

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں۔ تو مجھے بھی منظور ہے۔ حضرت مخدومؒ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرکے اسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے ✦

اس شادی کے بعد حضرت **قیوم اول**ؒ کے پاس ظاہری مال و دولت بکثرت ہوگیا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ ایک نئی حویلی بنوائی۔ جہاں پر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ تو پرانی حویلی فرمایا کرتے ایسے ہی

آنجناب رضؓ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب "پرانی حویلی والے" پڑ گیا +

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت بھی حضرت مجدد الف ثانی رضؓ سے ترک نہ ہوئی۔ ایسے ہی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى۔ اور تجھے تنگدست پایا۔ سو غنی کر دیا +

شیخ سلطان رحؒ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ خاص سے ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار یار ہیں۔ پانچواں شیخ احمد ہے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کریگا۔ اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائیگا +

شیخ سلطان نے خواب کے شکریہ میں دوگانہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ اور اس بات کا شکریہ بجا لائے۔ کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا۔ جو امت میں سے افضل ہے +

تجدید سے پہلے عالم شباب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہت لاغر ہو گئے۔ اور اس قدر ضعف طاری ہوا۔ کہ زیست کی امید باقی نہ رہی۔ ذوجہ مطہرہ (دختر شیخ سلطان کی بیٹی) جو آنجناب کے حرم محترم تھے۔ اور سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکسار سے بارگاہ الہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ خاطر جمع رکھو ابھی اللہ تعالےٰ نے آنجناب سے ہزار ہا کام لینے ہیں۔ جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلدی ہی آنجناب شفایاب ہو گئے۔ اور آنجناب کو قرب الہی کا وہ درجہ عنایت ہوا جس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آسکتا +

ذکر در بیان فرزندان و خلفا یافتن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ از والد بزرگوار خود

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کبر آباد سے واپس آئے۔ اور شیخ سلطان کی بیٹی سے

شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں ہی رہے۔ اور باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے تمام فرزندوں کو بلایا۔ اور خرقہ خلافت جو سلسلہ سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی سے حاصل ہوا تھا سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا +

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ اپنے رسالہ "مبداء و معاد" میں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نسبت **فردیت** کا سرمایہ اپنے والد بزرگوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ۔ کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ (یہاں مرد خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں) +

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس درویش کو عبادت نافلہ کی توفیق خصوصاً نافلہ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی) یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں +

شجرہ چشتیہ

حضرت **قیوم اوّل مجدد الف ثانی** رضے اللہ تعالے عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ

عثمان ھارونی رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے
انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے
انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے
انہیں شیخ علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں شیخ ھبیرۃ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے
انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں سلطان ابراھیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے
انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں عبدالاحد زید رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے - انہیں حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ
عنہ سے - انہیں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ؛

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سلسلہ قادریہ چشتیہ - سہروردیہ
کبرویہ نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے - اور اسی واسطے آنجناب کے خلفا آج تک
ان مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی پوری پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف
شرع امور مثلاً رقص وسماع اور توحید وجودی سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ آنحضرت
رضی اللہ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی مخالف شرع امور سے مسدود ہو گئی -
لیکن اُن کے سلسلے آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ کے وجود شریف کے توسط سے
منقطع نہیں ہوئے - چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پر کیا جائیگا ؛

ذکر در بیان مجملی از احوال خیر مآل حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ

دو دیدن واقعات کہ دلالت میکنند بر علو مراتب و منزلت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
حضرت خواجہ بیرنگ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں - جو اپنے زمانہ کے
متقی اور صالح مرد تھے - آپ دن رات خوف خدا سے گریہ زاری میں مشغول رہتے - خواجہ
بیرنگ کابل میں ۹۷۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے - لڑکپن میں بزرگی کے آثار جناب کی
پیشانی مبارک پر نمایاں تھے - ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا ماوراء النہر
اور بدخشان میں بہت سیر و سیاحت کی - اور وہاں کے علما و مشائخ سے ظاہری اور
باطنی علوم میں کافی حصہ حاصل کیا - اور سلسلہ خواجگان کے خلفا سے بہت سی فیض حاصل

کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے ؛

آپ راہ خدا میں حد سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں۔ ویران جگہوں۔ اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پتھر مارا کرتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔ اور کیچڑ۔ مٹی۔ برف۔ اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتٰے کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خوان نعمت سے آپ کو معمور کرتے ؛

خواجہ ہاشم کشمی رضی اللہ عنہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کام خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفا کی روحانیت سے سرانجام ہوا ہے ؛

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی تھے۔ آپ کے مفصل حالات آپ کا ماوراء النہر بدخشان اور ہندوستان میں سیر و سیاحت کرنا مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہند میں آکر اقامت پذیر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں مندرج ہیں۔ اس واسطے یہاں پر آپ کے مفصل حالات نہیں لکھے گئے ؛

ایک روز حضرت خواجہ بیرنگ۔ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الحق والدین نقشبند رضہ کے مزار پرانوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ موخر الذکر نے خواجہ بیرنگ کو فرمایا۔ کہ عزیز من! عنقریب ملک ہند میں حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اتم مبعوث ہوگا صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ بعد از ایں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیا کی توجہ اسی کی طرف ہے۔ ہر ایک اُسے اپنے سلسلے میں لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیلے سے اُن کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت و ارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ ہماری

یہ امید بر آئیگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ۔ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو القا فرمائی تھی۔ وہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے ہم تک بطور امانت پہنچتی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفا کے سپرد کی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اغلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہے۔ پہلے خواجہ امکنگی کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے یہ نسبت حاصل کرکے ہند کا رُخ کرو اور یہ نسبت اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصلی جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گذر چکا ہے) +

حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ حسب الحکم خواجہ نقشبند خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے خواجہ امکنگیؒ کو بھی اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگیؒ نے خواجہ بیرنگؒ کو خواب میں فرمایا کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں۔ حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگیؒ نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سُنکر ہر دو خواجہ صاحب تین روز خلوت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالے کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبندؒ نے جو تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت لو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک کار عظیم ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضے اللہ تعالے عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سفر ہند کی تیاری میں مشغول ہوئے +

ذکر و بیان واقعہ دیدن خواجہ بیرنگ طوطی بر شاخ کہ در دہان ایشاں

شکر ریزد بخیت و تعبیر کردن خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ این واقعہ را متوجہ شدن خواجہ بیرنگ بسوے ہندوستان بیان اتحاد کہ در اثنائے راہ حضرت خواجگی مشاہدہ نمودہ اند و

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں از خواجہ ہاشم کشمی

برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ جب مخدوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا۔ تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کے لائق نہ پاکر عاجزی ظاہر کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ جب میں نے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود بخود اُڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے۔ تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہوگا۔ یہ خیال کرتے وہ طوطا اُڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا۔ میں نے اپنا آب دہن اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی +

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیئے کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دہن تربیت میں آئیگا جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائینگے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مدت سے تمام اولیا اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں جلدی جاکر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دہن تربیت میں آئیگا اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے +

واقعہ دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدر الدین اپنی تواریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ جب میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا۔ کہ تم اب قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہو۔ اور پھر اس کا حلیہ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی۔ کسی کو بھی اس صورت و شمائل کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کئے۔ میں نے کہا شائد اس شہر کے باشندے میں قطبیت کی قابلیت ہو جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حلیہ مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دنوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں وارد ہوئے۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے +

واقعہ دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدر الدین اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ

حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ
مَیں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا۔ کہ زمین سے لیکر عرش تک ایک مشعل روشن
ہے۔ جس سے تمام جہان منور ہوا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور
اس ایک مشعل سے ہزارہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیئے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام جنگل
چراغوں سے پُر ہوگیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد وہی عزیز ہے جس کی خاطر
تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے
یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے +

دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجگی کے
رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا۔ کہ جب حضرت خواجہ امکنگی ؒ نے خواجہ بیرنگ ؒ کو
ہندوستان کی طرف روانہ کیا اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم الخدمت یاروں نے
سُنا۔ کہ حضرت خواجگی نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہمنشینی میں خلعت خلافت دیکر
ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت جھنجھلائے۔ کہ ہم نے اتنی مدت
خدمت کی اور اس جوان نے جلدی خلافت کاملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ امکنگی
نے یاروں کی شورش کی خبر سُنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام
سرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح
کر کے خلافت حاصل کی۔ اُسے ہندوستان میں ایک عظیم در پیش ہے۔ اسے اس کام
کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیز کے منتظر ہیں۔ اس واسطے
اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت
لیکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے جو
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے علو شان پر دال ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک
لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سُننے والے
کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا
گیا ہے +

جب حضرت خواجہ بیرنگ مُلک ہند میں داخل ہوئے۔ تو اس عزیز کی
ہر جگہ جستجو کی۔ جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔

اور حضرت خواجہ اُمکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور واقعات میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پتا نہ ملا۔ آخر جب دار الارشاد سرہند میں پہنچے۔ جو اس عزیز کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا۔ کہ واقعہ ہی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے۔ اور حد سے زیادہ جستجو کی لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی اس عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال آیا کہ شہر دہلی ولایت ہند کا مرجع و مآب ہے۔ وہیں چلیں۔ شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ بزرگ دہلی تشریف لائے۔ تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہی مفصل لکھا جائے گا +

ذکر دربیان عزم سفر حج حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

وملاقات نمودن بحضرت خواجہ بزرگ باقی باللہ رضی اللہ عنہ واخذ کردن طریقہ نقشبندیہ از خواجہ بزرگ و بیان معاملات کہ مابین خواجہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ دست دادہ اند

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشتاق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بر نہیں آتی تھی جب آنجناب کے والد ماجد اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ پختہ کر لیا۔ کسی فرد بشر کو اس امر کی اطلاع نہ کی۔ اور تن تنہا اس سفر مبارک کیلئے روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے۔ تو مولانا حسن کشمیری نے جو شروع سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ بزرگ کی کرامات اور مناقب بیان کئے۔ حضرت قیوم اول کو بہت شوق ہوا۔ آنحضرت نے اپنے والد ماجد سے بھی اس سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سنی تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ نے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہ وہی عزیز ہے۔ جس کی تشریف آوری کی خوشخبری خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ اور اس واسطے اُسکے واسطے حیلہ کو قبول کیا ہے۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ وطن مالوف سے کس ارادے سے آئے ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ بیرنگ ؒ نے خود ہی فرمایا۔ کہ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الٰہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے۔ وہ یہیں سے حاصل ہو جائیگا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین روز ٹھیریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مان لیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بیرنگ ؒ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو خلوت میں لے جا کر خواجگان کے طریق کے مطابق نشان دیا۔ جس سے دن بدن بلکہ آناً فاناً آنجناب کو عروج حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لیگئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آ سکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت۔ فردیت۔ قیومیت۔ خلت۔ طینت۔ امالت محبوبیت ذاتی۔ سابقیت۔ اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کیا۔

پہلے پہل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو توحید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود آنحضرت ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انابت کے ایک وزبعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیا معتبر سمجھتے ہیں۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں۔ مجھ طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے جس میں تمام عالم اس طرح نمایاں ہیں۔ جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بیخودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی۔ کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی اور بعض اوقات رات بھر۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ بیرنگ ؒ سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے مجھے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو

روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اُس کی کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ اپنے کام میں لگے رہو۔ بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہو۔ اور متصل اور داخل محاسبہ کرتے ہو۔ مَیں نے عرض کی۔ جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا ہے فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی اثنا اس قسم کی فنا حاصل ہوئی۔ مَیں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی۔ کہ پہلے مجھے حق تعالے کا علم حضوری حاصل ہوا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو گھیرا ہوا ہے۔ مَیں نے اس نور کو حق تعالے سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے میں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا اس واسطے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیا سے ہے۔ جو اوپر نیچے واقع ہے۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتی کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس نقطہ کی بھی نفی کر دینی چاہیئے۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ نقطہ بھی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی۔ کہ اس مقام پر شہود حق خود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ یہی حضور حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے اور اسی حضور کو حضور بے غیب بھی لکھتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج بدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد واذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل ہوئی تھی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی۔ جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی۔ کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھی۔ جیسے پہاڑ کے مقابلے میں رائی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار عالم کو فرداً فرداً بچشم خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین یہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرہ میں حق تعالے دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی

کم شے میں دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ اپنے آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کا باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے۔ اور اسی مقام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں جہان کی مختلف صورتوں کو جیسا کہ پہلے دیکھا کرتا تھا اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگیں۔ اور ہر ایک ذرے کو جیسے میں پہلے حق تعالیٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی فرق و تبدیلی کے وہی دیکھنے لگا۔ اس دید سے بڑی حیرت ہوئی +

اسی اثنا میں **فصوص** کی یہ عبارت "وان شئت قلت الذی عالم حق وان شئت انہ خلق وان شئت قلت انہ خلق من وجہ وان شئت قلت بالحیرت بعدم التمیز بینہما" جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی تھی۔ یاد آگئی۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دور ہوگئی۔ بعد ازاں یہ کیفیت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے کام میں لگے رہو۔ حتے کہ موجود اور موہوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض ہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دو روز بعد محض اپنے فضل و کرم سے موہوم اور موجود کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود حقیقی اور موجود موہومی میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو موہوم دکھائی دیتے ہیں۔ وہ حق سبحانہ سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض موہوم پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ جب یہ حالت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ کہ "فرق بعد الجمع" یہی ہے۔ تمام اولیائے گذشتہ و آئندہ کی کوشش صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام کا نام مشائخ نے مقام تکمیل و ارشاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب ہمت اور ظاہر ہوتا +

جو کمالات اوروں کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں وہ حضرت **قیوم اول** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھوڑے دنوں میں حاصل ہوگئے ۵

بگلے بردند زیں ہلیز نسبت بآں درگاہ والادست بردست

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تجدید الف ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید وجودی کے مذکورہ بالا کمالات و مقامات سے ترقی کی۔ اور اصل اصول سے جو کمالات نبوت کا اخص خصائص ہے۔ اور سوائے صحابہ کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ مشرف ہوئے۔ اور یہ کمالات سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ آنجناب رضؓ نے اس سے پیشتر توحید وجودی کے بارے میں لکھا۔ یا فرمایا تھا۔ اس سے نادم اور مستغفر ہوئے۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوب کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو اپنے طریقہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جو معارف توحید وجودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں۔ وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے جب مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اور مستغفر ہوا۔

استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع کرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ؛

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جو کلام میں نے توحید وجودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے۔ اس سے میں توبہ کرتا ہوں۔ تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے۔ کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے لئے توبہ بھی مشہور شدہ چاہیئے۔ مقام وحدت وجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس طرح غالب آئے۔ کہ جو شخص آنجناب رضؓ کے روبرو قلم کو قط لگاتا۔ تو آنجناب رضؓ کی انگلی کٹ جاتی ؛

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج حضرت خواجہ بیرنگ رضؓ کے خلف کے سرتاج تھے حضرت خواجہ بیرنگ رضؓ نے شیخ تاج کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ یاروں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتا دیا کرو۔ لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنےٰ کر رکھا تھا۔ وہ بذات خود سنا کرتے تھے ایک وزاتے لئے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا۔ کہ اے جوان! کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ میں نے از روئے انکسار کہا۔ کہ میرے احوال آپ کے سننے کے

لائق نہیں۔ شیخ تاج نے جب مجھے دق کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اُس پر تصرف کیا۔ تو بے خود ہو کر گر پڑا۔ جب اُس نے بہت کچھ منت و مناجت کی۔ تو میں نے از روئے جذبہ واقعہ مذکور بیان کیا۔ وہ واقعہ سُنکر شیخ تاج کی حالت بدل گئی اور جو حالت میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ اس کا اثر ظاہر اطور پر شیخ تاج پر ہو گیا +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت خواجہ بیرنگ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت حسب ذیل مضمون کا ایک خط لکھا +

مکتوب۔ ایک شخص شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثرت علم اور قوت عمل سے موصوف چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی دن آفتاب ہو گا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائیگا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین واثق ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکور کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں۔ جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں۔ اُن میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرار الٰہی اور جواہر عالیہ ہیں عجب استعداد کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ اُن میں سے ہر ایک چراغ ہو گا۔ جس سے جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائینگے +

مختصر یہ ہے۔ کہ وہ شجرہ طیبہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسے نیک اور عمدہ پھول پھل دے۔ اللہ تعالےٰ کے دروازے کے فقیروں کے دل بھی عجیب ہیں۔ قیامت تک اس کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہو گا +

ذکر در بیان رسانیدن حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ نسبت معہودرا

کہ از حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام بوسائط کثیرہ بخواجہ بطریق امانت رسیدہ بود کہ باہل آں برساند یعنی وارث آں نسبت کہ عبارت از حضرت شیخ قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ است وخلافت دادن سلسلہ نقشبندیہ بدم رحمت

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ از دھلی بوطن مالوف دار الارشاد سرھند تعالیٰ تیکر آنجناب را در سرہند رونمودہ اندو بمرتبۂ قطبیت فردیت رسیدن :-

حضرت خواجہ بیرنگ اس بات کے شکریہ میں کہ اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا کام آسان کر دیا۔ کہ ایسی فضیلت اور قابلیت والے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچایا۔ جو انسانی انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلوت میں بلا کر نسبت معہود جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بطور امانت خواجہ امکنگی کو پہنچی۔ اور خواجہ بیرنگ نے حضرت خواجہ نقشبند کی وصیت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچا دینا۔ (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آنے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیکھے آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آنے کا سبب بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبند نے صرف تمہاری خاطر اس ملک میں بھیجا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی اور سبقت لیجائے۔ اور اس گوہر کو جواہرات کے سلسلوں کے تمام گوہروں کا شاگوھر ہے اپنا سر حلقہ بنائے۔ اور یہ نسبت کہ میری رحلت کے دوسرے ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا اُسے پہنچائے۔ سو وہ نسبت بہت سے وسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نے اپنے خلفا کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث ہو۔ اُسے یہ پہنچا دینا۔ اب وہ نسبت چند وسائط سے مجھ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پایا کر یہ نسبت آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو القا کی۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے مرکز پر ٹھہرا ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پر آپ پر ہوگا۔ حضرت خواجہ نے نسبت القا کر کے فرمایا کہ میں نے واقعہ میں

دیکھا تھا۔ کہ ایک طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور خواجہ امکنگی نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل کوئی ایسا عزیز روبکار ہوگا۔ جس سے تمہیں نعمت عظمےٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں باقی کے واقعات بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حق میں دیکھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بیان فرمائے۔

حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے نسبت خاصہ نصف رجب ۱۰۰۹ ہجری میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو القا فرمائی لہٰ۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو کامل اجازت و خلافت دیکر آپ کے ہمراہ چند اپنے معتبر اصحاب کیے۔ اور سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا۔

مُلا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں شیخی نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے ہیں سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آ ہی گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی وقت تک ہوتی ہے۔ جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہولیں۔ چونکہ اب ہم اُن کے کام سے فارغ ہوگئے ہیں۔ اب ہم شیخیت سے کنارہ کش ہوکر طالبوں کو اُن کے سپرد کرتے ہیں۔

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دار الارشاد سرہند میں واپس تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا آدمیوں کو اپنے باطنی چشمہ سے سیراب فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ عین ارشاد کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بعض اعلیٰ مقصدوں کے لئے گوشۂ تنہائی اختیار کیا۔ اس اشارہ اور طرح پر خواجہ صاحب سے غرض عرض کرتے تھے۔ جب

آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوار کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جس میں ظاہر کیا۔ کہ تجدید الف ثانی کے مقامات درپیش تھے اس واسطے چند روز گوشہ تنہائی اختیار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائیگا +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو ختم کیا۔ تو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آیندہ اولیا میرے ممدو معاون تھے۔ اور ہر ایک نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور قابلیت اولیٰ کے مقامات میں جسے حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لیے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت کی ترتیب سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک ہے۔ اور دائرہ ظلیت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں۔ بعض قطب افراد کی ہمنشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچکر جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا ملا۔ اور وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ اور منصب فردیت سے اس فقیر کو مشرف فرمایا۔ درحقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو سائے سے ملا ہوا ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرد خدا سے "جو خوارق عظیم میں مشہور تھے" حاصل ہوا لیکن مجھے

اپنے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا لیکن صرف اسی وقت تک۔ جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گزرا تھا۔ لیکن اس مقام سے گذرنے پر اور مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں اور اپنے آپ میں خود بخود پائے جاتے ہیں۔ عزیز من! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے۔ مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "سیر عن اللہ باللہ" ہے۔ دوسرے سلسلوں کے مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقرر حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعدازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ نزول کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے۔ جسے حقیقت جامع بھی کہتے ہیں۔ اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے۔ پھر مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی پھر عروج واقعہ ہوا۔ اس موقعہ پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب میں جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک کا مفصل حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہوگا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں۔ جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں۔ کہ قطب ارشاد جو نسبت فردیت کا جامع ہوتا ہے۔ بہت عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اس کے نور ظہور سے عالم ظلمانی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور تمام جہان پر یکساں ہوتا ہے۔ محیط سے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت ایمان اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالےٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے

یہی انکار اس کے فیض کا سدراہ ہوتا ہے۔ جس شخص سے اس قطب کو تکلیف پہنچے۔ وہ بھی ہدایت ارشاد و معرفت الٰہی سے بے نصیب ہے۔ جو شخص قطب ارشاد کو نہیں پہچانتا اور ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے۔ اُسے بھی اس قطب سے فیض حاصل ہوتا ہے لیکن اگر قطب ارشاد سے ملاقات کرنے کے بعد اس کی قطبیت کا انکار کرے۔ تو خواہ کتنا ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر بھی ہدایت و معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص کو قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الٰہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و مقر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچیگا۔ قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک روزن سا کھل جاتا ہے۔ جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے۔ خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے قطب ارشاد کی بواسطے سے پہنچتا ہے منصب فردیت سے کسی کو فائدہ و فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دو منصب (قطب ارشاد و فرد) ایک شخص کو حاصل ہوں۔ تو ایسا شخص نورٌ علےٰ نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔

دربیان نزول خلعت تجدید الف ثانی برحضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمانی مُجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت سلطان الاولیا قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر تجدید الف ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات۔ تجلیات۔ ظہورات۔ احوال معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے۔ اور وحدت وجود کے متعلق حالات جو اس سے پیشتر آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے۔ مفقود ہو گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت وجود کے متعلق ہیں۔ وہ ولایت صغرےٰ میں ہیں۔ جو اولیا کی ولایت ہے۔ جو اوائل سالک پر ولایت

کبریٰ ولایت علیا۔جو علی الترتیب ولایت انبیا اور ولایت ملائکہ ہیں"۔اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ" جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام" میں وارد ہوتے ہیں۔وہ بعینہٖ شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح وقایہ۔ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔حضرات انبیا اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علوم و معارف اور خاص الخاص کمالات دراصل وہی علوم و معارف ہیں۔جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوئی ہے۔شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے +

جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء نے کیا ہے۔جیسے وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سننا۔یہ انبیاء کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں ہیں۔جو ولایت انبیا کا ظل ظلال ہے۔جن کی یہ رائے ہے" الولایۃ افضل من النبوۃ" کہ ولایت نبوت سے افضل ہے"۔اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ حق تعالےٰ کا رُخ کیا جاتا ہے۔اور نبوت میں حق تعالےٰ سے مُنہ موڑ کر خلقت کی طرف رُخ کیا جاتا ہے۔پس جو رُخ اللہ تعالےٰ کی طرف ہے وہ اس رُخ سے جو خلقت کی طرف ہے۔بہتر و افضل ہے۔لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا رد بحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔بلکہ صفات تک ہوتا ہے۔اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامنگیر ہے۔اس واسطے نزول بھی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔اور ہدایت اور ارشاد بھی کما حقہٗ نہیں کر سکتا۔لیکن برخلاف اس کے نبوت کا عروج ذات تک ہے وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے۔اور ہدایت اور ارشاد بھی بوجہ احسن کر سکتا ہے۔رد و بخلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہوا کرتی ہے۔اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی۔تو حق تعالےٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔اور انبیا کو اولیا کہکر تعریف کرتا۔ادنےٰ مقام کو اعلےٰ مقام پر کیونکر ترجیح دیتا۔لیکن اللہ تعالےٰ نے کسی مقام پر انبیا کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا۔جہاں کسی انبیا کی تعریف کی ہے نبوت سے کی ہے۔نہ کہ ولایت سے ولایت سے۔جابجا پروردگار

نے انبیا کی تعریف میں "وَکَانَ رَسُوْلاً نَّبِیًّا" فرمایا ہے ۔

صوفیائے متقدمین نے جو فرمایا ہے ۔ کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت وجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ خاص الخاص علوم معارف انبیا کے ہیں ۔ ہزار ہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں ۔ کہ انہیں انبیا سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے ۔ اگر یہ علوم و معارف انبیا کے ہوتے ۔ تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت وجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے ۔ اور سماع و نغمہ سنتے ۔ کیونکہ انبیا کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اُسے ظاہر کر ہی دیتے ہیں ۔ خواہ اُس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے ۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں پھر اُن کے سوا اور کون ہے ۔ جو حق بات کا اظہار کرے ۔ اور اس کی تحقیق کرے اللہ تعالےٰ نے جہاں کہیں انبیا کی تعریف کی ہے ۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے ۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیا کا کلام غیر ۔ غیریت عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے ۔ نہ کہ توحید ۔ اتحاد پر ۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر دال ہے ۔ نہ حلت پر ۔ وحدت وجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہدینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے ۔ اور بات ہے ۔ جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع و نغمہ کے متعلق ہیں ۔ وہ انبیا کے علوم سے نہیں ۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیا میں داخل ہی نہیں ہاں یہ ولایت اولیا میں داخل ہیں ۔ جو ولایت انبیا کی ظل ظلال ہے کمالات نبوت ولایت سے ہزار ہا درجہ اوپر ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم معارف و کمالات از سر نو تازہ ہوں ۔ جو ذات کے متعلق ہیں ۔ اس سے پیشتر ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اُولوالعزم صاحب شریعت جدید پیدا ہوا کرتا تھا ۔ چونکہ اس امت میں تنسیخ و تبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں ۔ اس واسطے ضروری تھا کہ اس امت میں کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو اس دین کو از سر نو تازہ کرے ۔ زینت بخشے اور ذات حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے ۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ولایت صغرےٰ سے ترقی کر کے ولایت کبرےٰ ولایت علیا اور کمالات نبوت حاصل کئے ۔ جو صحابہ اور تابعین کے بعد اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے ۔ حتےٰ کہ ولایت

گبر نے تک کوئی نہ پہنچا۔ چہ جائیکہ ولایت علیا۔ اور کمالات نبوت حاصل کرتے۔ توآنجناب پر علوم معارف شرعیہ جو معارف انبیا ہیں۔ ظاہر ہونے لگے۔ جب کمالات نبوت بدرجہ اتم حاصل ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خلعت آنجناب کو عنایت فرمائی +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوا کریگا۔ اور جو حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" وہ بھی صادق آتی ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسٰے اور حضرت عیسٰے یکے بعد دیگرے ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہونا تھا۔ جو حضرت موسٰے و حضرت عیسٰے کا قائم مقام ہو +

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام ملائکہ مقربین اور تمام اولیائے امت و علمائے ملت سمیت تشریف فرما ہوئے۔ خود دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ اور گویا وہ محض نور تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پہنائی۔ اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے اور اس امت کا دینی و دنیاوی تمام کارخانہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ آئندہ دینی اور دنیاوی تمام امور مثلاً فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ مرض وغیرہ جو کچھ ہونگے تمہاری وساطت سے ہونگے۔ جو قرب و منزلت اللہ تعالےٰ نے تمہیں عنایت کی ہے۔ وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی۔ اور نہ آیندہ کریگا ؎

گوئے عالم از میداں ربودۂ تجدید الفے انو بسنر اوار بودۂ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امور ہمارے متعلق تھے وہ سب تمہارے حوالے کر دیئے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تم ہماری امت کے خبر گیر رہنا۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے دفتر میں آنجناب کا اسم شریف خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ

کرو بیہ کو حکم دیا۔ کہ زمین و آسمان میں منادی کردو۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے اور ان کا نام دیوان قدس میں "مجدد الف ثانی" لکھا ہے۔ تمام مخلوقات کو مطلع کردو۔ کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے۔ وہ ان کی اطاعت کرے۔ اور جو تجدید وغیرہ کمالات کو جن سے وہ دوسرے اولیا سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کریگا تو غضب الٰہی اس پر نازل ہوگا اللہ تعالےٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کمالات کو گذشتہ حال اور آیندہ کے تمام اولیا نے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیر نے بھی آنجناب کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور آکر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائیگا تمام مخلوقات انبیا۔ رسل معہ صحابہ۔ ملائکہ اور تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دی اور تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے امت سے آپ کو افضل تسلیم کیا بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا استعمال۔ کیونکہ معدودے چندان کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص جو اُن کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے صرف ان کے اقوال و افعال کو پسند کرکے اُن پر عمل کرتے ہیں۔ اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں +

جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آیندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیا کے لئے وحدت وجودی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آیندہ جو وحدت وجود کا دعوے کریگا۔ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ سالکوں کو بھی سماع و نغمہ سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آیندہ جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا گمراہ ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آداب نبوت بجا لاکر اپنے جبہ مبارک کو آستان رسالت کی خاک پر ملا +

مجدّد صد سالہ وہ شخص ہے۔ کہ سو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو۔ اس سو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث قطب ولی وغیرہ ہوں اہل منصب سب مجدد کے فیض کے محتاج ہوں۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں وہی وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے +

مجدد الف اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے کیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی کے بعد تبعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا صاحب موجود مجدد الف ہے۔ چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علما ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات صفات۔ افعال۔ احوال۔ مواجید تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ یہی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علما کے علوم اور اولیا کے معارف سے پرے کے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اُن علوم سے وہ نسبت ہے۔ جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست ذات پاک ہما ہے +

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا! اب وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان میں بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ پیغمبر اولو العزم مبعوث ہوا کرتے تھے اور نئی شریعت لایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ اور اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علما کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سا مرتبہ دیا ہے۔ انبیا کے وجود سے صرف اولیا کے وجود پر اکتفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت کو زندہ کرتا ہے خصوصاً ہزار سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی اولو العزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں ایک عالم۔ عارف مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے جو گذشتہ امتوں کے کسی اولو العزم پیغمبر کا قائم مقام ہو +

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے "اولھم خیر ام آخرھم خیر" پہلے اچھے ہیں یا آخری۔ لیکن "اوطھم ام اوسطھم" پہلے یا بیچ کے نہیں فرمائے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی۔ جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونو اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ علو نسبت ہے۔ لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی بلند تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے۔ بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبت قلیل ہے۔ لیکن ہے بلحاظ کمیت و کیفیت بہت اعلےٰ درجہ کی۔ لیکن سابقین سے مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہے۔ "الاسلام بدء غریبًا وسیعود کما بدا فطوبیٰ للغرباء" اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور عنقریب ایسا ہی ہو جائیگا۔ جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے ہوجانے کے بعد مختلف امورات میں بیّن تبدیلی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں رہی۔ اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تر و تازگی سے متاخرین میں جلوہ گر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں۔ اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو جانچیں۔ اور احوال کی صحت و سقم کو دیکھیں کہ وہ شرعی امور کے مطابق ہیں۔ یا مخالف اور پھر دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے۔ ایسا کریں تو شائد اصل حقیقت سے واقف ہو کر ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔ شائد آپ نے دیکھا ہی ہو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ کہ طریقت

اور حقیقت دونو شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے مقابلہ میں ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ خصوصاً مکتوبات میں طریق کے بارے میں اس گفتگو کی اصلی غرض نعمت حق کا اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے۔ نہ یہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دیں۔ اللہ تعالٰے جل شانہٗ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے اچھا سمجھے۔ چہ جائیکہ اکابر دین کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے ؎

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
من آں خاکم کہ ابر نو بہاری کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج برج کے حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین اول کی دسویں تاریخ تھی +

ذکر در بیان خلعت قیومیت ممکنات کہ حق تعالٰے حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالٰے عنہ را عنایت کردہ است

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں آنجناب نے ایک نہایت اعلٰے درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی۔ اسی وقت الہام ہوا۔ کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالٰے پیغمبر اولو العزم کو عنایت کرتا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث اور تابع ہونے کے عطا ہوئی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا ہے +

بعد ازاں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی۔ اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اول ہیں +

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسما و صفات شیونات۔ اعتبارات اور اصول ہوں۔ اور تمام گذشتہ اور آیندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان۔ وحوش۔ پرند۔ نباتات۔ ہر ذی روح۔ پتھر۔ درخت۔ بر و بحر کی ہر شے۔ عرش کرسی۔ لوح۔ قلم۔ ستارہ۔ ثوابت۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ بروج سب اس کے سائے میں ہوں۔ افلاک و بروج کی حرکت و سکون۔ سمندروں کی لہروں کی حرکت۔ درختوں کے پتوں کا ہلنا۔ بارش کے قطروں کا گرنا۔ پھلوں کا پکنا۔ پرندوں کا چونچ پھیلانا۔ دن رات کا پیدا ہونا۔ اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا نا موافق رفتار سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت و سکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اُس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی۔ کوئی دن۔ کوئی ہفتہ کوئی مہینہ۔ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے۔ غلہ کی پیدائش۔ نباتات کا اُگنا۔ غرضیکہ جو جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے۔ وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا +

روئے زمین پر جس قدر زاہد۔ عابد۔ ابرار اور مقرب۔ تسبیح۔ ذکر۔ فکر۔ تقدیس اور تنزیہ میں عبادت گاہوں۔ جھونپڑوں۔ کٹیوں پہاڑ اور دریا۔ کنارے۔ زبان قلب روح۔ سر خفی۔ اخفی اور نفس سے شاغل اور معتکف ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں۔ گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب اُن کی عبادت قیوم کے ہاں قبول نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی

کارِ جہاں بسر رود بے رضائے او	در دست اوست بخشنے نہ چرخ را مہار
بر جملہ جاکداں و دان است حکم او	چوں جادۂ صحاری چوں موج دریا

قیوم بمنزلہ **جوہر** اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالٰے کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے۔ اور اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے اس واسطے اُسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث قطب۔ فرد۔ ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالٰے کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے افراد اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو +

ہزار سال بعد ایک **قیوم** پیدا ہوتا ہے جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی مسلمان دیندار نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہؤا۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کی امت بھی تند ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُسے اللہ تعالٰے کا بیٹا کہا کرتی تھی +

جواہر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے۔ اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے گوہر وں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے یکتا ہوتا ہے۔ اور ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہؤا نہ بعد میں ہو گا۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت **قیوم اول** مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دو نو دین اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

جب آفتاب رسالت پناہ نے ان دو نو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال کمالات نبوت اور انوار رسالت ۔فیضان قیومیت کی تربیت اویسیوں کی طرح ان پہاڑوں کے کانوں پر چمکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی ۔اور کھیتی باڑی اپنے اختتام کو پہنچی ۔تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اوّل خاتم المرسلین کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل ظاہر ہوئے ؎

چو خورشید رسالت شد ہویدا ۔ بزیر سایۂ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں از رش زجبیں ۔ اشارت یکنم از ہر دو شحیین
بہا او را نباشد در بدخشاں ۔ بود روشن برنگ لعل رخشاں
ازاں چوں الف ثانی شد مجدد ۔ بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست ۔ دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمیں میگشت معدوم ۔ بعالم گر نبودے ہیچو قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است ۔ چنیں دانم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض حبا ودش ۔ بود تا ایں زمین و تا زمانہ

قیومیت کی ضروری شرط طینت اور اصالت ہے ۔یعنی جو شخص قیوم ہے ۔اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ضرور ہے ۔حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت ۱۰۰۰ ہجری میں عنایت ہوئی ۔جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر کیئے سات ہزار ترپن سال گذر چکے تھے ۔اور زمین و آسمان کو پیدا ہوئے دو ارب بتیس کروڑ ننانوے لاکھ ترپن سال ہو چکے تھے ۔ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب کہ بحساب شمسی پندرہیں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق فیماع تھی ۔ آنحضرت کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے ؎

۲۳۲۹۹۰۰۰۵۳

ذکر در بیان طینت و اصالت و محبوبیت ذاتی کہ حق تعالےٰ از کمال فضل خود قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ را عنایت کردہ است

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے ۔

اصالت کا درجہ طینت سے اعلے ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلے وارفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ افعالی محبوبیت امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر اولیا کو حاصل ہے جو مستثنے ہیں صفاتی محبوبیت انبیا کو حاصل ہے۔ اور ذاتی محبوبیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمت عظلے سے مشرف فرمایا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی ؛

ایک رات حضرت **قیوم اول** رضی اللہ تعالے عنہ عشا کی نماز کے بعد دعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جنکی تاب آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ آپکا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر کے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے ؛

حضرت **قیوم ثانی** معصوم ثانی عروۃ الوثقے رضی اللہ تعالے عنہ اپنے مکتوبات کی جلد اول کے مکتوب بانوے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جناب سرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک دولتمند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث اور قیوم رابعہ رضی اللہ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت علیسے علیہ السلام کی طینت کا ہے"

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں" جب محفل عالی یعنی محفل انبیاء کرام میں پہنچے تو وہاں

اس قدر بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیا ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کرو۔ جب جگہ ملی تو میں معہ اپنے فرزند محمد معصومؒ کے بیٹھ گیا" یہ مقام اصالت ہے۔ جو حق تعالٰے نے انبیا کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا۔

اِن فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں ❖

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترہ ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترہ کے دائیں طرف وہ انبیا تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیا میں جگہ دی۔ جو سر زمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیا کا لباس ہماری نسبت اعلٰے درجے کا تھا جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام انبیا ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا۔ کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے

ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعتؒ ہیں ❖

اس چبوترے کے نیچے مقام ضمنیت ہے۔ اس میں بھی چار زینے ہیں۔ اور یہ شکل مربع ہے۔ انبیا کے چبوترے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوٰۃ کا منتہائی مقام ہے۔

بعد ازاں حق تعالٰے نے حضرت قیوم اولؓ اور قیوم ثانیؓ کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا ❖

یہی مقام ہے جسکی نسبت حضرت محبوب رب العٰلمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالٰے کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہے ❖

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وراثت اور تبعیت کے طور پر اگر حاصل ہو۔ تو لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے۔ یا نبی کے مساوی ہو گیا منصب نبوت کو حاصل کر لینا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لینا اور بات ہے آنحضرت کا تابعدار خواہ مقامات الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے۔ پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیا تبع اور طفیل سے بری ہیں تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں محض متبوع ہیں +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طینت آدم علیہ السلام "یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے بنائی گئی ہے" جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے۔ تو بدن مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ مٹی کو بچ رہی۔ حکم الٰہی سے اس مٹی کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹ جائے۔ تو پھر تر و تازہ نہیں ہوتا۔ جس طرح انسان سر کٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا +

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ تو یہ مناسب ہے کہ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ عنہما کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طینت سے بنایا جائے +

جب یوں حق تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان مقامات اور کمالات مثلاً تجدید الف طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت قیوم اوّل پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو۔ جیسا کہ قاسمؓ اور ابراہیمؓ تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیئے ہیں اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد اس واسطے ہوئی۔ کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا۔ جو دین کی تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس مطلب کے لیئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اولوالعزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے دین کو از سر نو تر و تازگی ہو گی۔ زینت نصیب ہو گی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہیں۔ تم سے بھی ہونگے۔ اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ بطریق ورثہ پدری نصیب ہونگے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں اہل خوداد میرے

اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پُر ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے منور ہو اور دین اسلام کو از سر نو رونق ہو +

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسمؓ و ابراہیمؓ کا بھائی ہے۔ جو حق تعالےٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضؓ نے حضرت قیوم اولؒ کو بغل میں لیا۔ اور ازراہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزندوں میں سے افضل ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ کہ بیٹا یہ یہ کام کرنا جو حدیث شریف ہمارے سردار **ابراھیم** رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے لوعاش لکان نبیا۔ "اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا"۔ ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو۔ جو انبیائے اولوالعزم سے ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور میں آیا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تر و تازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہوئی۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الٰہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عنایت فرمایا +

ذکر در بیان

سال اول تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی و خطاب یافتن از حق تعالےٰ "بخزینۃ الرحمت" و حوالہ شدن خزانہ رحمت الٰہی با نحضرت و آمدن کعبہ معظمہ برائے زیارت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان متحقق شدن زمین خانقاہ آنحضرتؐ بزمین کعبہ معظمہ

اس سے پیشتر بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے زیارت

کعبہ میسّر نہ ہو سکی۔ اس سال وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک دن اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے۔ کہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ انسان۔ فرشتے۔ جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجنابؒ نے توجہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ کعبہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی نور ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں رکھ دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنحضرتؒ کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ کی زمین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام حقائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتۂ غیب نے آواز دی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی یہ مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض مسجد کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آج کل وہ صفہ عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجنابؒ کا روضہ مبارک اسی صفہ کے شمال کی طرف ہے۔ پس صفہ اور روضہ مبارک کے درمیان قریباً چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے +

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" کے خطاب سے سرافراز فرمایا۔ اور اپنی رحمت کاملہ کا خزانہ آنجناب کو عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے لا انتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس قدر خوبصورت ہیں کہ آنکھیں اُن کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ آپ کی فرمانبرداری

کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الٰہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سو خزانہ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجناب نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعید کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ آپ کی مُہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کو "خازن الرحمۃ" فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ سے بچانا۔ پل صراط پر سے آسانی سے گذارنا۔ بُرے اعمال کا حساب۔ میزان وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اوّل مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب تین سو گیارہ میں جو حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں ؎

ہمچو الف ب حبیبِ خدا	ہائے دو چشمی است مربی ما
لام مربی خلیل اللہ است	میم زتکلیم کلیم آگہ است

اس میں ہائے دو چشمی کا اشارہ رحمت الٰہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں لیکن اس دو چشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چشمی کے کمالات کی تفصیل کا شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

ذکر در بیان

دیدن حضرت خاتم الرسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را در واقع حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بشارت رسالت باجتہاد حضرت قیوم اوّل و بیان بعضے مسائل اجتہادیہ آنحضرت و بیان سفر آنجناب از دار الارشاد سرہند بدہلی :-

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اوائل حال میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو۔ اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس وقت سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت امام شافعی کی طرف ایک حصہ۔ آنجناب عموماً دونو مذاہب پر عمل کیا کرتے تھے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ فرمایا۔ کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے۔ اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ اور آپ کے استادوں اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ معہ استادوں اور شاگردوں کے تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اگر آنجناب کے اجتہاد کی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے۔ تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونو کے موافق نہ ہو۔ تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجتہادیہ مسائل بہت ہیں۔ جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

اول متکلمین کی رائے میں شاہق الجبل یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابوالمنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم نے

کی رائے ہے۔ کہ خداشناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کا فر مطلق نہیں اور خود ابو المنصور کی بھی یہی رائے ہے۔ اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ "بے شک اللہ تعالٰے مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا باقی میں سے جسے چاہے گا بخش دیگا" پس ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا +

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابو الحسن اشعری کی رائے ہے کہ "شاہق الجبل" جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ "وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا" یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ اُن کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں" +

اب یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشینگے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے۔ عذاب نہیں دینگے۔ دونو مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کیلئے ایک ایک آیت پیش کی ہے +

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوارا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وساطت بغیر بہشت میں داخل کر لیا جائے۔ لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دئے بغیر عذاب دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کردیا جائے گا +

آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیا کے پیش کی۔ تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ آنجناب دار الحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی خاک کردئے جائینگے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کی یہ رائے ہے۔ کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں۔ عذر کے لائق نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہادیہ بکثرت ہیں یہاں پر بطور "مشتے نمونہ از خروارے" صرف انہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہادیہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک "ہر سہ جلد مکتوبات" و ہفت رسائل کا مطالعہ کرے۔

مُلا عبدالرحمٰن جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے اور جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سنے تھے۔ اسی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جس میں اُن یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ بھیجا۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الٰہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے۔ تو اُن سے تمہارے واسطے التماس کی جائیگی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دینگے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائیگا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرایا کرتے تھے جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے درج کیا جاتا ہے :-

مکتوب "ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے خواجہ برہانؒ نے اُسے مشتاق کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پایہ کا ہے۔ آپ کی منشاء یہ ہے کہ خواجہ احرار کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ارواح اُن کے

متعلق تھے۔ لیکن جب حاضرِ خدمت ہوا۔ تو بسبب کمزور ئی قوت حافظہ معتمد نہ ہوا۔ کہ
مشارٌ الیہ کون تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ
میں دیکھنا چاہیے۔ تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے اُن کی باتوں سے عصمت کے معنی مفہوم
ہوتے ہیں۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ بحسب خلقت نہایت
در بدایت مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت
مطلق ہے کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ مہربانی وہاں بھی دیکھیں +

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام
میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شائد کہ اس نقطہ
کے فوق کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ از راہ عنایت بہت
ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے +

اور التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں کہ آیا
اس میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر
منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے اُپر مخلوق ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے
کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنائے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوئی۔
نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ
کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں +

نیز خانہ حیرت " جو مقام انبیاء علیہم السلام ہے " میں بھی ایک نظر ڈالیں۔ اس
میں کوئی ایسا مقام ہوگا۔ جو عود مذکور سے بے کھٹکے کر دیتا ہوگا +

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شائد اس ظاہری راہ کے علاوہ
کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شائد اللہ تعالےٰ کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے
ہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالےٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کئی
ایک مقامات کے نہ نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکر لکھوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ
حسب مرضی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں" +

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کے پیر تھے لیکن حضرت مجدد صاحب سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح

پوچھتے ہیں جس طرح مُرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں متوقف جس کا ترجمہ میں (مترجم) نے لفظ میکرے سے کیا ہے" سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھ رہے ہیں +

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر تمام مریدوں اور خلفا سمیت استقبال کے لیئے آئے۔ اور آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں مسند پر بٹھایا۔ اور خود اُن کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے تاکیداً فرمایا کہ جو کچھ یہ (حضرت مجدد الف ثانی رض) حکم کریں۔ اس پر عمل کرو +

ذکر و بیان

سال دوم از تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ حوالہ نمودن حضرت بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت قیوم و داخل شدن حضرت خواجہ بحلقہ آنحضرت و مراجعت آنحضرت از دہلی بہ سرہند و آوردن شاہ سکندر خرقہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ را برائے آنحضرت کہ بہ طریق امانت پیش وے بود و اجتماع کردن و مناظرہ نمودن تمامی اولیائے امت کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مروج سلسلہ ایشان باشند

اس سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب بعض یاروں نے اس بارے میں حجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں

ستارے اندہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ اسی پائے کے شیخ احمد رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں سمیت مریدوں کی طرح آنجناب کے حلقہ میں داخل ہوتے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اُٹھتے تو اُلٹے پاؤں واپس آتے کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے ۔

جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے۔ تو اسی ثنا میں شاہ سکندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں لائے۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ اُن کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے لکھا گیا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رض کا خرقہ بطور امانت تھا۔ کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا" اس دنیا سے رحلت کرتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا۔ اور وصیت کی کہ جب اس خرقے کا وارث مبعوث ہو اُسے دے دینا۔ شاہ سکندر نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھ چھوڑا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رح نے خواب میں شاہ سکندر کو فرمایا کہ یہ خرقہ قیومیت مآب کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رح نے خرقہ کو دینے میں تامل کیا۔ کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں شاہ کمال رح نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ کمال رح نے دیدہ و دانستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رح نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائیگی۔ شاہ سکندر رح مجبوراً وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آنجناب صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رض نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا۔ اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ

ہو گئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ نقشبندیہ نسبت چھپ گئی پھر نسبت نقشبندیہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ قادریہ نسبت مستور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں۔ مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بھی تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سمیت تشریف لائے اور حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ اور آپس میں مناظرہ کرنے لگے +

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اول رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں ہماری نسبت لی۔ یعنی لڑکپن میں شاہ کمال کی زبان چوس کر تمام قادریہ نسبت لے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) پس سب سے ہمارا حق فائق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو رواج دے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مسند نشین ہے۔ اور جو نسبت معہود جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے اس میں ہم حق بجانب ہیں کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دے۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں۔ کیونکہ اس مرد خدا کے آباو اجداد ہمارے سلسلہ میں تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور مناظرہ کرنے لگے۔ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ تاکہ اُن کے سلسلے کو رواج دیں +

خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین علیہما الرحمۃ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ اس قدر اولیائے امت کی روحیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر۔ کوچے۔ بازار بلکہ شہر کا گرد نواح اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پر ہو گئے۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مناظرہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے از راہ لطف و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا۔ کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہو گا اس کا اجر تمہیں مل جائیگا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہو گا۔ کیونکہ

اسے نسبت معہود اسی سلسلے سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اس سلسلہ کے سردار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اُتر کر باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ
میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ
ہے۔ اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو رواج ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ
کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی
اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کی نظر کیمیا اثر میں گذاری۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی
نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ممتاز فرمایا تھا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔
جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منور ہو گئیں پس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔
آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور مشائخ
سلاسل کو بھی اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرات قیوم اربعہ کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس
سلسلہ میں چاہیں مرید کریں۔ لیکن ان کے بعد اُن کے خلفا کے لئے منع ہیں۔ کہ سوائے
نقشبندیہ اور قادریہ سلسلہ کے کسی اور سلسلہ میں مرید کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا
حق باقیوں کی نسبت فائق ہے۔ حضرت قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو کے سوا باقی سلسلوں
میں شاذونادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ احمدیہ میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں
لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں
میں بدعتی امور بہت سے ہیں۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا۔ لوگ صرف
اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں۔ کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع
باتیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد رکھیں۔ یہی وجہ ہے
کہ حضرات سرہند منع فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں۔ لیکن بدعتی امور
مثل وحدت وجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ کو نسبت معہود طریقہ نقشبندیہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اس واسطے

سلسلہ نقشبندیہ کو بکثرت شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالٰے عنہ سے رخصت ہوئے +

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق ڈلو کی پندرھویں تاریخ تھی +

اسی سال سید صدر جہان اور خان اعظم جن کے خوابوں اور واقعات کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے +

نیز اسی سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی علو شان معلوم ہوتی ہے +

مکتوب:۔ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بحضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ۔ حق سبحانہٗ تعالٰے کمال کے اعلٰے درجے پر پہنچائے۔ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سر مُو تکلف نہیں جو حقیقت ہی لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گو ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے۔ تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہان سے خوش دماغ میں آئے کیوں اس کے پیچھے نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے ؎

گر طمع خواہد ز من سلطان دیں | خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالٰے کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے۔ اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے +

دیگر مقصود یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب کیا تھا۔ سو اُسے آنجناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالٰے اپنی استعداد کے مطابق بہرہ

ہوگا۔ اور کامل توجہ وعنایت حاصل کرے گا۔ والسلام"

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا نہایت تواضع اور انکسار سے لکھا۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تین مہینے بعد پھر حضرت خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پُر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ اور وہ یہ ہے:۔

مکتوب اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے۔ مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیازمندی عرض نہیں کی۔ اس کلمے کو سچے نامہ بر حضور خدمتِ والا میں عرض کر دینگے۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں۔ اور کیا عرض کروں۔ کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں لکھنا بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ اور دنیاوی اوضاع واطوار کی حکایت بہت بیجا معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی حد کو مدِ نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیئے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق وتعطش یہاں تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں ؎

بس تشنہ وبس خرابم اے دوست | در حسرت یک دم آیم اے دوست
ہر جا کہ تر شحے تو بینم | در تعطش آیم و نشینم

یہ مکتوب پڑھکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ بے اختیار حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے دھلی روانہ ہوئے۔

ذکر بیان

سالِ سوم از تجدید الف وقیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبیان سفر آنحضرت از سرھند بہ دھلی واستفادہ کردن حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ از حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ وبیان آدابے کہ خواجہ بجناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہ کردہ اند

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بے اختیار ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی۔ تو پاپیادہ شہر سے باہر آئے۔ اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حلقہ یا مجلس سے جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوا کرتے " اُٹھتے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس آتے۔ تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے"۔ بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور یاروں کو بھی تاکید کیا کرتے۔ کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ آنجناب ہی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر بجالایا کرتے تھے۔ اور یہاں لکھی گئے ہیں۔ وہ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدرالدین سرہندیؒ کی تاریخوں سے نقل کئے ہیں۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سُنے ہیں ✤

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میرے مرشد میر محمد نعمان نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے حجرے میں تخت پر اونگھ آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ تن تنہا درویشوں کی طرح آنجناب کی زیارت کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحبؒ نے اُسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیاز کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے نزدیک کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچھلے اور بڑے افتقار و انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب کی خدمت میں بیٹھے ✤

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمانؒ نے فرمایا۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا۔ کہ تم حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ۔ اور وہیں یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی

میں لگے رہو۔ بلکہ اُن کے روبرو ہماری تعظیم بھی نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف توجہ
بھی نہ کرو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا۔ کہ شیخ احمدؒ ایسا آفتاب ہے۔ جس کے مقابلے
میں ہمارے۔ جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ اس سے پہلے امت محمدی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آیندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت
قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے خاص بیاض کی نقل کی ہے ان میں
لکھا ہے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں بہتیرا عرض کرتے کہ میں آپکے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ لیکن خواجہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالٰے کی طرف سے مامور ہوں +

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمت نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے
کھینچے۔ اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب
نہیں ہوئے۔ ایک دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت لکھا تیسرے میں
کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں
کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اول
مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے
(سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں +

ایک روز حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو فرمایا
کہ اب مجھ میں کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر
اپنے شیر خوار اور خوردسال بچوں خواجہ عبد اللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ کو منگا کر آنجناب سے
التماس کی۔ کہ ان دو نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجنابؒ نے حسب الارشاد
اُن مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی۔ کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر
ہوا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے غائبانہ آنجناب کے فرزندوں کی طرف توجہ
کی۔ چنانچہ جلد اول کے مکتوب ۲۶۴ میں جو حضرت خواجہ صاحب کے فرزند کے نام لکھا ہے
بیان فرمایا ہے۔ آنجنابؒ کے احوال لکھنے والوں نے بھی بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت
خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے
تو حضرت قیوم اولؒ نے بڑے ادب و انکسار سے معافی مانگی۔ کہ کہیں ترک ادب ہو جاتی

لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ ہماری باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت وجودی کے مقام تک ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں۔ جو اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جو صرف انبیا کا حصہ ہیں۔ بڑا ہی افسوس ہوگا اگر آپ ایسی نعمت کا مجھ سے دریغ کریں۔ جب حضرت خواجہ صاحب بہت در پے ہوئے۔ اور خطرہ تھا۔ کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب ہو جائیں۔ اس واسطے مجبوراً حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے دعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالے نے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پر اُن کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے اُن کا مقصود حاصل ہوا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس موقع کو اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے ✢

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں یہ قصہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت خواجہؒ کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کی "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے" زبانی سُنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے سُنا جو فرماتے تھے۔ کہ ہم حضرت شیخ احمدؒ کی توجہ مبارک سے اُن مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے کھینچ کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا ✢

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر مجلسوں میں آشنا و بیگانہ و یار و اغیار کے روبرو فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ او طفیل سے معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہی ہے ✢

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اُن میں سے بعض میں لکھا ہے کہ مَیں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچا دیا۔ اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد آنجناب کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں ✢

چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے۔ کہ

اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عرض داشت آئی - اُس میں بھی "عزیز متوقف" کے احوال درج تھے - جب پڑھی تو بعض یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں ہی "عزیز متوقف" ہوں - مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے اور پھر اشارتاً عزیز متوقف لکھتے ہیں - حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں - اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے - تو آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے اس کتاب میں اُن کی گنجائش نہیں +

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہو کر دار الارشاد سرہند کی طرف لوٹ آئے - اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی +

"مرآت العالم" اور "مرات جہاں نما" میں جو سلطان اورنگزیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لیکر اورنگزیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں - اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں ہوئے لکھے گئے ہیں - علاوہ ازیں انبیاء - اولیا - بادشاہ - علماء - شعراء - اہل حرفہ وغیرہ سبھی کے حالات درج ہیں - اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واسطے بجا لایا کرتے تھے بطور عجائب روزگار درج کئے ہیں +

ذکر دربیان

سفر حضرت قیوم اول بہ بلدہ لاہور و بیان ارتحال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ و مراجعت آنحضرت رضی اللہ عنہ بدار الارشاد سرہند و مرید شدن خانخانان، و مرتضےٰ، و مولنٰے طاہر لاہوی حاجی محمد و مولانا میر نصیر احمد رومی و خواجہ فرخ حسین و مولانا جمال تلوی کہ ہر یک از اکابر مشائخ عصر و اجلہ علمائے وقت خود بودہ اند

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دار الارشاد

سرہند میں ہر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام وضیع و شریف آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُنکر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علما مثلاً مولانا طاہر۔ مولانا حاجی محمد، مولانا جمال تلوی وغیرہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی واقف تھے۔ کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے رکھی تھی۔ جب اُنہوں نے یہ سُنا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ مریدوں کی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ادب بجالاتے ہیں۔ اور باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں۔ تو اُن کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ اُن لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی۔ کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجنابؒ کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجنابؒ کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دونو جہان کی سعادت خیال کرکے بمعہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین، اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید ہوگئے۔ اور بن داموں غلام بن گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزارہا آدمی آنجنابؒ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے +

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے کہنے لگا۔ کہ ایک روز مولانا جمال تلویؒ نے کمال اعتقاد سے آنحضرت سے پہلے اُٹھ کر آنحضرت کی نعلین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے لگالیں۔ جب آنحضرت اُٹھے تو پہنائیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ دونو صاحب علم میں یکساں ہیں۔ اور ورع اور صفائی باطن میں بھی مولانا آنحضرت سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔ تو دلیری کرکے مولانا سے پوچھا۔ کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر موجب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت عالم باللہ اور اسرار "لی مع اللہ" سے واقف و محرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم اُن کی تواضع کرنے سے اجر عظیم حاصل کرلیں +

ایک روز مولانا جمالؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیا مسئلہ وحدت وجود "جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے" کے قائل ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آنجنابؒ نے مولانا کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے۔ جن کو سُن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اِس طرح بدل گئی جس طرح نشے والے کی ہوتی ہے۔ زانو مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیکر رخصت ہوتے۔ کسی کو معلوم نہ ہُوا۔ کہ آنحضرت ؓ نے زبان گوہر فشان سے کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پرو دیا ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی

مولانا طاہرؒ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ جب آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجنابؓ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور اپنی خدمت میں رکھا حتےٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالےٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائیگا۔

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ بدخشان اور ماورالنہر کے بڑے مشائخ سے تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی بشارتوں اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ولایت تُوران میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ سے توجہ باطنی لی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہؒ کے ساتھ ہند میں آئے تھے۔ اُن میں سے بعض اپنے وطن گئے۔ انہوں نے از راہ تعجب تجدید الف۔ قطبیت۔ اصالت۔ قیومیت اور حضرت خواجہ صاحب کا آنجنابؓ سے توجہ لینا وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حالات سنے ہوئے تھے۔ اس لئے آنجنابؓ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سُنکر انہیں کامل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجنابؓ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہا۔ اُن میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین کمر ہمت باندھ ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو ان دنوں حضرت قیوم اول بھی سرہند سے

لاہور میں تشریف فرما تھے۔ آنجنابؒ کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کرکے مرید بنے۔ آنجنابؒ کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین ؒ کے نام ہیں ✦

میر تصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ سر زمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اُس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اُس سے دعا اور توجہ طلب کرکے اُسے اپنے لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ میر مذکور حسب الارشاد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کرکے شہر لاہور میں آئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے ✦

اسی اثنا میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر آئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سنکر بہت گھبرائے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہکر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خانخانان اور مرتضیٰ خان جو ہندوستان کے اعلےٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دونوں یہ دو شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہؒ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم زمان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں جانا۔ اور اُن کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے وصال کے بعد خانخانان اور مرتضےٰ خان دونو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ✦

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ ہجری کو ہوا۔ اور شہر دہلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا حسام الدین نے بنوایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی تھی۔ کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا۔ لیکن نہایت عمدہ اور نفیس۔

عجیب تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لا سکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انوار الٰہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحبؒ کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے۔ اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا بھاری قبرستان ہے۔ امیر لوگ اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں لیکن پھر ہاتھ نہیں آتی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بھاری زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر ان کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبد اللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہ داد رحمۃ اللہ علیہ یہی تینوں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

ذکر در بیان

سال چہارم از تجدید الف و قیومیت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آمدن آنحضرت از سرہند بدہلی برائے تعزیت حضرت خواجہ بیرنگ و انحراف ورزیدن یاران

خواجہ از حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ باز تنبیہ شدن توبہ کردن از اعمال خود و عفو نمودن آنحضرت از تقصیرات آنجماعت

خواجہ ہاشم اور ظاہر الدین ، برکات الاحمدیہ اور حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ماتم پرسی کے لئے دہلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا۔ اور آنجناب کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے۔ اور از سر نو آنجناب سے بیعت کی اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منقض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب نے بہتیرا انہیں سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی لیکن بے سود۔ نہ صرف اتنے پر اکتفا کی۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہلاکت کے دعائیں کیں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبت سلب کر لیں۔ پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے وطن مالوف کی طرف چلے آئے +

شیخ تاج جوان لوگوں کے سردار تھے۔ ان کے دل میں بھی ان میں سے بعض کے ساتھ میل جول کرنے کے سبب کچھ شک سا آگیا۔ وہ بھی اپنے وطن چلا گیا۔ اثنائے مختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں۔ اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ ہے +

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچا تو اپنے باطن کی طرف بہتیری توجہ کی۔ لیکن اپنے احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوا جب متوجہ ہوا۔ تو خواب میں دیکھا۔ کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہوئی ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں ہو بیٹھے۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سی فضل کے منکر ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا

منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کا موجب ہے۔ اور اس میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے
اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیا نے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی
عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھا۔ کہ یا الٰہی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیاء امت سے
افضل ہے۔ میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔
ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رخ آنجناب کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے
سردار خود آنجناب ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے
امت سے افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی۔ کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا۔ اس لئے میرے
دل میں بھی شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا۔ اب میں معافی کا
خواستگار ہوتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات
عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رض نے شیخ کا کان پکڑ کر یہی فرمایا جب شیخ تاج نے
حد سے زیادہ عجز و زاری کی۔ تو آنحضرت رض نے شیخ کی تقصیرات معاف فرمائیں۔

شیخ تاج یہ واقعہ مشاہدہ کر کے سخت شرمسار ہوا۔ اس خطرہ سے جو آنجناب کی نسبت
اس کے دل میں تھا۔ سخت نادم ہوا اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ
کی۔ تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے ہم پیروں خصوصاً مولانا
محمد تلیج کی طرف جو حضرت خواجہ صاحب کا سالا تھا۔ اور مرزا حسام الدین کی طرف
اس مضمون کا لکھا۔ کہ تم سب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں عریضہ لکھو۔ اور اس عریضہ میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے
خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے
قصور کو معاف فرماوینگے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو واضح رہے کہ جس شخص نے
پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور اب آنجناب کا
منکر ہے۔ وہ مرتد ہے اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے
شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو۔ مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان
ہے۔ لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائیگا۔ آخری وقت میں

اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائیگا۔ تم سب اپنے ہم پیروں کو اطلاع دے دو جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھیرے۔ اور ملا حسن۔ جعفر بیگ۔ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے۔ تو انھوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یار لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو آنجناب کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا۔ اور وہاں کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ ہر چند میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا۔ انھوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا اتنے میں خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ثنا و ستائش کا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدد الف ثانی رح کی مدح مستفیض ہے۔ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے فخر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے۔ کہ میری امت میں ایسا عزیز ظاہر ہوا ہے۔ جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ عزیز تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ یہ سن کر تمام یاروں نے توبہ کی۔ اور اپنے اپنے بدعقیدہ سے سخت نادم ہوئے +

شیخ تاج نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ حکایت بھی لکھی تھی۔ کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پر پانسو دینار کی ہمیانی تھی۔ وہ اسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا۔ کہ شاید اسی بزرگ نے اٹھائی ہے اس نے اپنے آدمیوں کو کہا۔ جنھوں نے اس بزرگ کو بہت مار پیٹ کی آخر اس مرد عزیز نے چاروناچار کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی اور جگہ سے مل گئی۔ جو تکلیف اس نے درویش کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیارے! تم اس قدر عاجزی کیوں

کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہونگا۔ جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤنگا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے۔ کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگذر فرمائینگے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقعہ پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر ہو کر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کذائی سے آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجنابؒ نے از راہ لطف و کرم سب کو معافی عنایت فرمائی۔ اور ان کے قصور بخش دئے۔ انہیں دنوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو یار حضرت مجدد الف ثانیؓ کے منکر ہیں۔ ان پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مستعملہ پانی پئے گا وہ اس بلا سے بچ جائیگا۔ جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنحضرتؒ نے فرمایا کہ مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔ فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی مرتبہ بغیر نیت قرب اعضاء دھوئے جائیں۔ تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحبؒ کے اصحاب اور کیا آنحضرت رضؓ کے یار سبھوں نے بڑے پکے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔

ذکر در بیان

سال پنجم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دعوت نمودن سلطان ہند علانیہ برائے بیعت خود و استغاثہ کردن خلائق بحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ

از جور سلطان و غضب نمودن آنحضرت بر سلطان و مآل کار او۔ یدشدن خانجہاں لودی وسکندر خاں و دریا خاں :-

پہلے لکھا گیا ہے کہ ہند کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ اور اس نے نبوت کا دعوےٰ بھی کیا۔ تھوڑی مدت بعد اس نے خدائی دعوےٰ بھی شروع کر دیا۔ لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کرواتے تھے۔ کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تخت نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا۔ اور "انا ربکم الاعلیٰ" "میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر "لمن الملک" "کس کا ہے ملک" کا نقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے لیئے جہان بہت تنگ ہو رہا تھا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ تو قتل کئے جاتے تھے۔ بہت سے من چلے مسلم اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا پر نہ کیا۔ اسی طرح ہزارہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلقت بہت گھبرا گئی۔ تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا۔ کہ ہم اس قیوم کی قیومیت کی آمد کے منتظر تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس خیر اولیا کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائیگا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح دام بلا میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ آنحضرت رہ نے غیرت میں آکر بادشاہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لیئے توجہ کی۔ خانخاناں۔ خان اعظم سید صدر جہان اور مرتضےٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "جو آنجناب کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے" حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بادشاہ کی طرف نصیحت آمیز کلمات کہلا بھیجے۔ کہ اگر اس دعوےٰ سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دو۔ تو بہتر ورنہ غضب الٰہی کے لئے منتظر رہو۔ انہوں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ منت سے کام نہیں نکلتا۔ تو آنحضرت کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ اس بارے میں وحشت ناک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو آنحضرت قیوم اول رہ کے سبب سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے۔ بادشاہ کو سنائے۔ اور بتائے۔ آخر بہت قیل و قال کے بعد صرف اتنی بات

قرار پائی۔ کہ لوگوں کو اختیار رہے۔ خواہ دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ بُرے طریقہ میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لیے لایا کرتے تھے انہیں تاکیداً منع کیا گیا۔ کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لانا۔ اس مطلب کے لیے ایک دن مقرر ہوگیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین باطل میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائیگا۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ نے سُنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر غضب الٰہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے اوپر غرفہ میں بیٹھ کر محل کے تلے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک تو زر و دیبا سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑاؤ اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں بسبب پرانا ہونے کے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اُسے جابجا کیڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا اس کا نام بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکھا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پرتکلف کھانے اور میوے مہیا کیے۔ اور بارگاہ محمدی میں بالکل نامرغوب بیمزہ طعام رکھا گیا۔ پھر عام اجازت دی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہو اور جو چاہے بارگاہ محمدی میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے تمام مرید مثلاً خان جہان مرتضٰے خان، سید صدر جہان، اور خان اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگ جن کے سر میں جنون اسلام جوشزن تھا جناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اول کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہ محمدی میں بیٹھا تھا اسے کہا۔ اے سید! آج تو تُو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیا جواب دیگا۔ یہ سنکر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدی میں داخل ہوا۔ دونو فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا۔ کہ بارگاہ محمدی کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ دو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو آنحضرت نے اُسے دی

باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی آنجناب کا مرید ہو گیا۔ آنجناب کے تمام خلفا کی خانقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا۔

اسی سال میر محمد نعمانؒ کو جو فرزندوں کے بعد پہلا خلیفہ تھا خلافت دیکر دکن بھیجا اس علاقے میں میر مذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ مراقبہ کے لئے خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے اور ایسا ہجوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر مذکور کو دکن سے بلوا اپنے پاس رکھا۔

آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ نے شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

ذکر و بیان

سال ہفتم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ عرضداشت کردن عبداللہ اوزبک تا بادشاہ توران بحضرت قیوم اول برائے استمداد و توجہ بر فتح ایران جنگ عبداللہ خاں باشاہ عباس بادشاہ ایران و فتح یافتن بر ایرانیان از توجہ شریف آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب رفض (شیعہ) کا پورے طور پر رواج ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پُر ہو گئے اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدوم شامت لزوم سے پُر ہو گئی مسجدوں اور مصلوں میں علانیہ تینوں خلفا اور عائشہ صدیقہ کو گالی گلوچ بکتے تھے۔ اس خبر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزردہ خاطر تھے بخارا سمرقند و ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علما جن میں مذہبی جوش بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے حرمل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبداللہ خاں اوزبک کو ایران سے جہاد کرنے کے لئے کہتے۔ چونکہ عبداللہ ایک سلطان دیندار اور متقی پرہیزگار آدمی تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شرعی حجت بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہل قبلہ سے جہاد کروں۔ وہ کہتے تھے

کہ روافض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ آخر یہ صلاح ٹھیری کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیئے۔ عبداللہ خاں نے علما کی خواہش کے مطابق آنجناب کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت ؓ نے حقیقت معلوم کرکے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضے اللہ تعالےٰ عنہم کے فضائل اور اُن کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں" عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو۔ اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور فتح نصیب ہوگی عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو قبول کیا لیکن باقی تین خلفا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ وحشت ناک خبر سنکر عبداللہ خاں آگ بگولا ہوگیا۔ اور اس نے قسم کھائی۔ کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کرونگا۔ چنانچہ ایک لشکر جرار لیکر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خبر شاہ عباس والئے ایران نے سنی تو ایک بہت بڑے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت کی۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہل سنت و جماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اُس نے انکار کیا۔ اس واسطے مجبوراً عبداللہ خاں نے تلوار اُٹھائی۔ ایرانی بھی برسرپیکار ہوئے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تورانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اُس کی ساری فوج قتل ہوگئی ؎

ایک روایت یہ ہے کہ لڑائی سے پہلے شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اُسے خیال تھا کہ میں قوی ہیکل اور پرزور ہوں۔ اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ بہرحال دونو اس بات پر متفق ہوگئے۔ اور لشکر سے ایک طرف

الگ آپس میں کشتی لڑنے لگے۔ آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پچھاڑ کیا۔ شاہ عباس نے
کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیئے۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کر لی۔ اس لڑائی
میں بھی خان توران ہی غالب آیا۔ عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں کہیں کوئی
ایرانی ملے اس کو تہ تیغ کر دو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں قصبوں اور گاؤں کے آدمی
قتل کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے
لگے۔ لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسےٰ علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مقدس ہے۔
بالکل امن چین میں رہا۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے
عبداللہ خاں نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خاطر انہیں امان دی۔ لیکن جب مزار مقدس کی
زیارت کیلئے گیا۔ تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا۔ جس کے تلووں پر تینوں خلفاء
کے نام لکھے ہوئے تھے خان نے نیزہ لیکر اس ملعون رافضی کے تلووں پر وار کیا۔ جب وہ زمین پہ
گرا۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے پار ہو گیا۔ اور فی الفور دوزخ میں اتار
ہوا۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی
نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پر تیر پھینکا۔ جو خان سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔
عبداللہ خاں نے کہا میں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی۔ لیکن ان بدبختوں نے کچھ
خیال نہیں کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس نے غصے میں آ کر حکم دیا۔ کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔
چنانچہ مشہد میں بھی خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا۔ کہ میں نے
یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالےٰ کی خاطر کی ہے۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی۔
اس واسطے تمہارا ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے
ڈر کے مارے کچھ نہ کہا۔ صرف منافقانہ طور پر توبہ کی۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا آیا۔
تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت جماعت (عبداللہ خاں) جب علمی بحث میں مقابلہ کی تاب
لا سکے تو السیف آخر الحیل "تلوار آخری حیلہ ہوتا ہے" کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی
انہوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر توران میں عبداللہ خاں
کے پاس بھیجا۔ عبداللہ خاں نے فتح کا شکرانہ اور ہدیے مع رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی۔ کہ ان شبہات کا
رد تحریر فرمادیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت سے اس بارے میں التجا کی آنحضرت

نے ان کی درخواست پر رسالہ ردشیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پُر لکھ کر ماورالنہر میں بھیجدیا۔ عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا۔ کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واقعی جواب اسے کہتے ہیں۔ جس پر مخالف کیلئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کرکے ہزارہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آنحضرتؓ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی ✦

"چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ جو علمائے ایران نے محاصرہ مشہد کے وقت لکھ کر علمائے ماورالنہر کو دیا" میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا۔ کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ رباحت قتل اور ان کے مال و اموال کو تاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو" اس رسالہ میں جو میرے پاس پہنچایا گیا۔ خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ایسی دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بیوقوفوں کو دھوکہ دے سکتی ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی مذمت بھی لکھی ہوئی تھی ؎

ترسم ایں قوم کہ بردردکشاں مے خندند
برسر کار خرابات کنند ایماں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ ان شبہات کا حل اور فرقہ ناجیہ کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی سادہ لوح اس رسالہ کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑ کر سیدھی راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔" واللہ المستعان وعلیہ التکلان" ✦

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہوگیا۔ چونکہ ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ مذہب تھے۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھا۔ اس لئے جب یہ لوگ رسالہ مذکور کو دیکھتے۔ تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرتؓ بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر نے موقع پاکر بادشاہ سے آنحضرتؓ کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجنابؒ کو پہنچی۔ اس کا سبب یہی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حسب موقع مذکور ہوگا ✦

اس سال آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ نصیب اعداً زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنحضرت نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلاکر اپنے نسبت خاصہ کا القا کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے آنحضرت کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو پورے طور پر صحت نصیب ہوئی۔ اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنحضرت کی عین حیات ہی میں وصال ہوگیا ✦

ذکر در بیان

سال ششم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی خزینۃ الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بیان اذعان کردن شیخ فضل اللہ برہان پوری و شیخ حسن غوثی کہ از اکابر مشائخ وقت خود بودند بر تجدید الف و قیومیت آنحضرت رضی اللہ عنہ

جب شیخ فضل اللہ نے جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتا تھا سُنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو آنجناب کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے آنجناب کے حق میں چند بناوٹی باتیں بیان کیں۔ مثلاً یہ کہ آنجناب اپنے آپ کو انبیا سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے۔ اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سُنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب معتمد مرید کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اور اسے وصیت کی کہ تم جاکر آنحضرت کے احوال اور اوضاع و اطوار کی دیکھ بھال کرو۔ اور چند مہینے تک وہیں رہو۔ اور رخصت ہوتے وقت یہ شبہات جو مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے پوچھنا۔ وہ شخص آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنحضرت نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنحضرت کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا دو تین مہینے خانقاہ میں رہا اور آنجناب کا بڑا معتقد ہوگیا۔ رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں آنجناب نے فرمایا

کہ جس حالت میں ہم ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ تو جو چیز قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا۔ کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کئے۔ آنجناب رضؓ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک عالم باعمل سرھند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ اُن کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں۔ تو بھی اس کا عشر عشیر ادا کر سکتے شیخ صاحب یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ وہ قطب الاقطاب حقیقت کے جواہر ارہ بیان کرتا ہے مثلاً تجدید الف قیومیت وغیرہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا۔ اور دعا اور توجہ کیلئے التماس کی۔ ان دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بعض دشمنان دین کے بہکانے سے بادشاہ ہند نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا لیکن آپ نے انکار کیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کیلئے پانچوں وقت نمازوں میں دعا مانگتے جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحبؒ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے۔ تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سا شخص موجود ہو۔ اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے کے شیخ تھے۔ بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی ہوگئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہوگا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھین جائیگا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھکر بہت ڈرے۔ اور تجدید قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی۔ اور آنحضرتؒ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ جو تذکرۃ اولیا کے احوال میں لکھا ہے۔ اس میں آنحضرتؒ کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالانشین مسند محبوبیت۔ صدر آرائے محفل وحدانیت خدیو مقام فردیت و قطبیت صاحب نسبہ قیومیت و تجدید الف"۔

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تربیت خاں کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہوگیا۔ کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا۔ تو مجھے خیال ہوتا تھا۔ کہ شائد مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے۔ تو یقین ہوگیا۔ کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔ اتنے میں ایک اور عالم باعمل اور پرہیزگار اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب و رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفات ہیں۔ نہ کہ تالیفات۔ اس واسطے کہ میں نے بہتیری غور کی ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا

بہتر ہیں۔ اور شریعت غرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے "جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں" اس مجلس کی قیل و قال سُنی۔ اس وقت آنحضرت کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو آنحضرت کے کلام پر واہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ تو غیرت میں آکر اُس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہے کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے کے لائق نہیں۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آجکل کے لوگوں کی سمجھوں کا اُنکی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے۔ جیسا اس کوتہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے"۔ کہ ایک دفعہ کسی دانا نے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اُسے نہیں دیکھا تھا۔ باور نہ کیا! اور نہ اُن کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اُسے جاہل اور بے وقوف کہا۔ جب جانور بادشاہ کے روبرو لایا گیا! اور اُس نے انگارے کھائے۔ تو سب کو یقین ہو گیا" بعد ازاں وہ امیر معہ تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے ✣

ذکر در بیان

سال ختم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکون و مزور آنحضرت بحضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و مرید شدن ہر یک شیخ کہ اعظم مشائخ وقت خود بو

"مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کسی کامل کا

کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید میں چلا جاوے اور مرید سر بسر شیخ کی رنگت اختیار کر جائے اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جائے۔ حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جائے۔ سو حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا مکوں و مزور بنایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے سے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری کے مکتوبات پچپن میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چار درجوں کو صحابہ کرام اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے آنحضرت رضے اللہ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع وہ ہے۔ جو تبعیت کے سات درجے طے کرے۔

تبعیت کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں۔ اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے اور وہ مخدوم۔ حق تعالےٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے جو ابتدا میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مزور" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے تاکیداً حکم کیا۔ کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے۔ سو آنحضرت نے حکم الٰہی کے مطابق اس کا اظہار فرمایا۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے

وسوسہ ڈال دیا ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور تمام اہل شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہوئے۔ دونو صاحبان کی شکل مبارک ایک ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی سی ہو گئی۔ اور حضرت قیوم اول کی سورت مبارک حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی ہو گئی۔ پھر دونو صاحبان کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ دیکھکر اُن لوگوں نے توبہ کی۔ جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی +

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انھوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکون و مزور ہونے کی خبر سنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہو گیا +

خواجہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی جناب میں واپس آنے کیلئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے۔ جس میں لوگ ایک عزیز کی زیارت کے لئے دوڑے دوڑے جا رہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو اُن سے پوچھا۔ کہ تم کس بزرگ کی زیارت کیلئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا۔ او بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ فرحت اثر خبر سنکر شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ حلقہ کئے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا۔ تو دوسرا شروع ہوا۔ میں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم کثرت ہو گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نیک مرد سے تحقیق کر لینا چاہیئے۔ تاکہ اطمینان ہو جائے۔ پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کیلئے آئے ہو۔ اور یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی حد نہ رہی۔ میں بسبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پرکمال پر پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوا +

اسی سال بزرگ شیخ جو اپنے وقت کے جید علما اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے علامۂ فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین خیال آئے۔ اور ٹھان لی۔ کہ اگر تینوں کا جواب شافی از خود دیں گے۔ تو مرید ہو جاؤنگا۔ اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آنحضرت کے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں +

الغرض جب میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ بزرگ شیخ ابن فلاں بن فلاں جب میں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا جب میں اٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہے۔ پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں +

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پر خیمہ تنا ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ تلے ہے۔ اور کارخانہ کارخانہ بھی وہیں موجود ہیں۔ اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ ہیں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ

اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنان کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں۔ جو آنجناب رضی اللہ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کیلئے مختلف معاملات کے لیئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں +

ذکر در بیان

سال دھم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ۔ آوردن مکتوب شیخ خلیل اللہ بدخشی علیہ الرحمۃ را خواجہ عبدالرحمن بجناب آنحضرت و دیگر قضایا کہ دریں سال شدہ است

حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالے عنہ کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ ولایت بدخشان میں ہوا۔ اور اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رض کے خلفا پھیل گئے۔ تو ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن نے جن کے پاس شیخ خلیل اللہ کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب رح نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے نام لکھا تھا" خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے۔ وہ ہند میں مبعوث ہوا ہے (اشارہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف کیا) یہ مکتوب اُسے پہنچا دو +

جب بیدار ہوئے۔ تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند شریف میں آئے۔ تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا مخالف تھا۔ خواجہ عبدالرحمن نے نیت کی۔ کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہنکر حاضر خدمت ہونگا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اس بدبخت نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی اہانت کرنا شروع کی۔ حتے کہ خواجہ صاحب رح اپنے اس آنے سے سخت نادم ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ تشریف لائے اور اپنے عصا سے اُس شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے +

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اُٹھے۔ اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیائے امت! آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزوم گردانا جائیگا آپ سے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اُسے عصا مار کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وہ فضلِ الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اُس نے آنجناب کی توہین شروع کی۔ مَیں نے کہا۔ اے بدبخت! اسی خاطر تو آنجناب نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور جب مَیں نے بہت منت و سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکلکر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن حاضر خدمت ہوئے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "ما مضیٰ فی اللیل لم یذکر فی النھار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت نہ بیان کرنا +

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمت کے مکتوب کو پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ "کہ مجھے آنجناب کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ رحمت فرمائیں" +

حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ خلیل امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں +

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانہ کے مشائخ اکابر سے تھے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے +

ملا بدر الدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد فاضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ خلیفہ صدر الدین کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ خلیفہ صدر الدین مدت تک مشیخت کی مسند پر سلسلہ کبرویہ میں طالبوں کی راہبری

کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے اُن کی خدمت میں لیجا کر مرید بنا دیا) اور عرض کی "خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اور میرا کام تاحال سرانجام نہیں ہوا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کیلئے آتے ہیں۔ اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتا دیں۔ جو اس زمانے میں سب سے فائق ہو"۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے تجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ کیونکہ وہ اولیاے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب نے قبول فرمایا۔

شیخ بلخی کے قصہ سے ملتا جلتا یہ قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تبع نام ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا بنی اسرائیل کے چار سو علما اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔ جو علما اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھیرتے ہیں۔ اس نے ٹھیرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان سے ہوگی۔ یہ سنکر وہ نہایت خوش و خورم ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پر از نیازمندی ایک خط لکھ کر اُن علماء کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ یہ خط حفاظت سے رکھو جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اُسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط ابوب انصاری کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھ کر اُس کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیا میں سے سب سے صالح تھا۔

ذکر دربیان

سال یازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ بیان مباہلہ و طلب نمودن آنحضرت داعیان سلاسل را و تصرف خود برآنہا نمودن و بیان

شق شدن ستارہ قطب و برآمدن ازاں ستارہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و نذر عن تجدید الف و قیومیت آنحضرت شدن و بشارت دادن حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ را بہ قطب الاقطاب

جب لوگوں نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت، اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت ذکی تھی انہوں نے تو ان کمالات کو قبول کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید بنگئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہوئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں۔ تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے سُنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ اُنہیں کہدو کہ اگر تمہارے دل یہی چاہتے ہیں۔ تو آؤ مباہلہ کرلو۔ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اُسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعوےٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی اُن سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل و عیال سمیت آکر طہارت کرکے بارگاہ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دعائے غضب کرتے۔ اگر نبی اپنے دعوے میں سچا ہوتا۔ تو ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہوکر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں" جب اُن لوگوں نے آنجنابؒ کی طرف سے سُنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا۔ کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گمان غالب ہے۔ کہ اس مرد اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالےٰ رد نہیں کریگا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو محال ہو۔ چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص نے آنجناب سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہوکر آئیں۔ اور آپکی تجدید الف

اور قیومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لائینگے جب
اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس
بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ آسان کردے گا +

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمۃ اللہ علیہ شہر جالندھر سے آنجناب کی
خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام آنجناب کی خدمت میں
اس طرح حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آنجناب
محل کے اندر تشریف فرما ہوتے۔ تو وہ باہر دست بستہ کھڑا رہتا +

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں جان محمد مذکور کی زبانی نقل
کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میں شام سے پہلے کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتاتا ہوں۔ کیا کر سکو گے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرے
والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکوں گا۔ آنجناب رض نے مجھے ایک اخروٹ دیکر
فرمایا۔ کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس
جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں۔ اُسے ہمارا اسلام کہنا
اور یہ اخروٹ دیکر بلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے
ہیں۔ اُن سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا
کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے
کہا ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور آنجناب کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا مجھے
آنجناب نے بلایا ہے۔ اُٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔ آنحضرت محراب میں بیٹھے تھے وہ آکر
دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں آنحضرت رض نے مجھے فرمایا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا۔
جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ لیکر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رض نے
فرمایا کہ اُن کے پاس لے جاؤ۔ جب میں اُدھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی
صورت کا ہو گیا ہے اُس نے کہا حضرت مجدد الف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں
لیجاؤ۔ جب اُدھر نگاہ کی تو دیکھا۔ کہ اُدھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ بیٹھے ہیں۔ اُس درویش نے پہلے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے میرا
حال پوچھا۔ آنجناب رض نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا اس کا باپ

میرا آشنا تھا۔ اسے آپنے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں۔ اُس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں۔ کہ حضرت غوث الاعظم سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلا جا کر وہاں سے فارغ ہو مجھے فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا۔ اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اُن کے بیچ میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر یہاں آپہنچا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کی ملازمت کرو۔ یہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضے اللہ تعالے عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ملازمت کی۔ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے باواز بلند فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے مجروح ہونے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے۔ وہ آنجناب کے تمام کمالات کو دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالے عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے رخصت ہو کر قطب ستارے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب ستارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ میں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ سلطان الاولیا کی زبان گوہر فشان سے سنا۔ انہوں نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی رضی اللہ عنہم اجمعین سے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ بذات خود اس مجلس میں

موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہو گئے ✦

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کو جان محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا دعویدار تھا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کو بلا کر اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقراء جو اس باغ میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب مشائخ امرت کے سلسلوں کے مدعی تھے۔ بعد ازاں حضرت **قیوم اوّل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا۔ صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا ✦

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں" کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے! اور وہ نور تمام جہان کے ہر ایک ذرے میں دھس گیا ہے۔ اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے۔ اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے" ✦

جب یہ خواب میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت شرف میں عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھنا ؎

چنیں گفت آں احمد نام ام ، کہ اے ثانیٔ من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی ، ز من ایں حکایت بیاد آوری
دریں لوح یک حرف نگذاشتی ، ہر آنچہ نہادم تو بر داشتی

ذکر در بیان

سال و آغاز دہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بشارت دادن حضرت قیوم اول

تمام سلسلۂ خود را تا قیامت مغفرت عام و مرید شدن مولوی
عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی و شیخ حمید بنگالی صاحب و بیان
سفر آنحضرت باکبرآباد و وفات میر یوسف۔ و مرید شدن
سلطان جنیان

اس سال حضرت **قیوم اول** رضی اللہ تعالٰے عنہ کو خوشخبری دی گئی۔ کہ آپ کا تمام سلسلہ قیامت تک جتنا ہوگا۔ سب کا سب بخشا جائیگا۔ اور پھر اس کے اظہار کیلئے بھی آنجناب مامور ہوئے +

چنانچہ رسالہ "مبداء و معاد" میں تحریر فرماتے ہیں "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو"+

ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رض) اپنے یاروں کے مجمع میں بیٹھا تھا اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگراں تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی۔ کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من تواضع للہ رفعہ اللہ "جس نے اللہ تعالٰے کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالٰے نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا"۔ کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک مذمت سے اٹھایا۔ اور یہ آواز دی۔ غفرت لک ولمن توسل بک الی بوسط او بوسط بغیر الی یوم القیمۃ "ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطے سے خواہ واسطے کے بغیر بخش دیا"۔ اور بار بار یہی فرمایا۔ حتٰے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا کہ اس واقعہ کو لوگوں پر ظاہر بھی کر دو ؎

اگر بادشاہ بر سر پیرہ زن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

ان ربک واسع المغفرۃ "بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے"+

اسی سال مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی جو علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسکو طالب تحصیل علم کے آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ہر ایک کتاب پر حاشیہ لکھا اور شرح کی جس سے طلبا فوائد کثیرہ حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی بغیر وہ کتاب حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے +

آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسا تھی۔ کہ مولوی صاحب کا کوئی شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتا تھا۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔ اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب حاضر خدمت ہوا۔ اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا۔ کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں ان کے مطالعہ میں مستغرق ہوں۔ کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ کو جی نہیں چاہتا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دئے۔ جب آپ نے ان ورقوں کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا جس کے علوم و معارف بالکل نئے تر و تازہ زیبا اور شریعت غرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک سے مشرف ہو چکا تھا۔ اور اس وقت اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مولوی صاحب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آنحضرت کے بڑے معتقد ہو گئے +

اسی اثنا میں ایک رات مولوی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو مولوی صاحب کو فرماتے ہیں۔ "قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون" تو اللہ کہ اور چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے" +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور ہو گیا۔ اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجیب حالت طاری ہوئی۔ جب بیدار ہوئے۔ تو اپنے دل کو ذاکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیازمندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اور لوگوں کو کہنے لگے۔ کہ میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ بعد ازاں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمی بہ "دلائل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کی ہیں +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت

قیوم اول کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھڑا۔ کہ آنجناب کی تجدید الف اور
قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا
سردار ہو۔ اور جن کا قول خلقت کیلئے سند ہو۔ تجدید الف اور قیومیت کا مقر ہو۔ تو مخالفوں
کیلئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گذری تھی۔ کہ تمام اہل مجلس
آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اس وقت آنحضرت خواب استراحت سے اٹھکر
وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ
مولوی عبدالحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں یکتائے زمانہ
ہیں۔ بعد ازاں آنجنابؒ نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے
اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے
عرض کی۔ یہ مولوی صاحب کا خط ہے۔ جب کھولکر پڑھا۔ تو اس میں آنحضرت کے
بارے میں بہت سے مدحیہ فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے "امام ربانی
محبوب سبحانی مجدد الف ثانی" رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی
حالت سب کچھ عرض کیا۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور قیومیت سے معلوم کیا۔ کہ
اکبر آباد میں ایک شخص کمالات الٰہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام
رہتا ہے جن کے طفیل سے ہزارہا لوگ گمراہی کے بھنور سے نکلکر ساحل ہدایت پر لگ جائینگے۔
اس واسطے آنجناب بعین موسم گرما میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت
آنجناب کے مرید مخصوص ملا عبدالرحمن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے
سننے سے آنحضرت کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں انکار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ
وہ انکار سخت دشمنی سے تبدیل ہو گیا۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ملا عبدالرحمن
سے شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملا نے عرض کیا۔ کہ وہ تو آنجناب کا سخت
مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گذر اس مکان سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتا تھا۔ حضرت
قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ حمید کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں شیخ کو بلایا۔
آواز دیتے ہی شیخ کی عداوت اعتقاد سے بدل گئی۔ بڑے ادب سے اٹھ کر آداب قیومیت

بجا لایا۔ ادھر آنجناب کے روبرو دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہوتے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید کی۔ کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دینا۔ شیخ صاحب تین دن رات دروازے پر سرنگوں پڑے رہے۔ انہیں اپنے آپ کی سدھ بدھ نہ تھی۔ جب دوسرے یاروں نے آنجناب سے اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد آنجناب نے شیخ صاحب کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اُسے اپنا مرید بنایا۔ تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگالے کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ رخصت فرماتے وقت آنجناب نے اپنی نعلین مبارک شیخ صاحب کو عنایت فرمائیں۔ شیخ صاحب نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا۔ اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتے رہے بعد ازاں سر پر باندھی۔ جب آنجناب سے رخصت ہوئے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس گئے۔ بلکہ اس شہر سے بھی اُلٹے پاؤں گئے۔ تاکہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو۔

شیخ حمید کو بنگالے میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور آنحضرت کے نعلین مبارک آج تک وہاں ہیں وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی اُن کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا فمثلہ الشیخین ھو احمد بین المحمدین" وہ دو محمدوں کے مابین ایک احمد ہے" یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین۔

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ آنجناب نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر بھی سلوک میں ترقی نہ کی۔ کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے انہیں ذکر قلبی سکھلایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے آنحضرتؒ کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب عدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجنابؒ نے باطنی حالت پوچھی۔ جب میر یوسفؒ نے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجنابؒ نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے کیا تھا بعد ازاں حضرت قیوم اوّل اُٹھے۔ آپکے اُٹھتے ہی میر یوسف جاں بحق تسلیم ہوئے +

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ اُن کے نکالنے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ عنہ چھت پر کے حجرے میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کیا۔ اُن کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے۔ کیونکہ وہ دروازے کو کھٹکھٹاتے تھے اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور تنحنح فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ جن آپس میں کہنے لگے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو ہلاک کر دینگے۔ آؤ بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرتؒ نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یکبارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت قیوم اوّلؒ نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کیلئے آئے تھے اُن کو

جان سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواع میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضے اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو نکلتے تھے اپنا ساز و سامان ساتھ لیکر نکلتے تھے۔ بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ ہم مدت سے آنجناب رضہ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالٰے کا شکر ہے کہ ہم آنجناب رضہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں۔ اس بارے میں بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اُس کے لشکر کے مرید کیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبدالرحمن کو آنحضرت رضے اللہ تعالٰے عنہ کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا سب کے سب آنحضرت رضہ کے مرید ہو گئے۔ آنحضرت رضہ نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرہند کے محلہ میں ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اُس محلہ کے پاسبان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں +

ایک روز میرے (مصنف کے) والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے (مصنف کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر چھت پر چڑھ گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گا رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم گاتی کیوں ہو۔ عرض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشی منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہما کے روضوں کے

گرد و نواح بہت سے نیک جن رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر یہ جگہ اختیار کر رکھی ہے بسا اوقات لوگوں نے انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے
حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبدأ و معاد کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر بالشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ گرز لئے متعین ہے۔ اگر ذرا سر ہلائے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے۔ تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا لیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے +

ذکر در بیان

سال سیزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشارت دادن آنحضرت قبرستان سرہند را تا قیامت ہر کہ دریں قبرستان مدفون شود مغفور ہست و مرید شدن شیخ بلخیؒ و سجادہ نشین چشتی و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے دادا سرہند کے بانی حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر قبرستان کی مغفرت کیلئے جناب الٰہی میں عاجزی و التجا کی۔ الہام ہوا ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التماس کی کہ اے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں مغفرت اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔ آنحضرت نے پھر التماس کی تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التجا کی تو جناب باری سے بفضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا +

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ

کے مزار پر زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا۔ یعنی یہ کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے۔ تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھالیا۔ آیندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دینگے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے۔ جس کی بابت آنحضرت کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنحضرت کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے +

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا۔ مُلّا بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں۔ کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک باعظمت و جلالت جنازہ لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے بلکہ تمام گذشتہ و آیندہ اولیا بھی موجود ہیں۔ خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ عبدالخالق غجدوانی سرحلقہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند۔ خواجہ عبداللہ احرار اور اور بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں مَیں نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں۔ جو اولیائے امت سے افضل ہے۔ جب وہ تشریف لاوینگے تب نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔ کیونکہ وہ امام بنینگے اور ہم سب مقتدی ہونگے۔ اتنے میں ایک سرقد۔ گندم گون مائل بسفیدی۔ کشادہ چشم فراخ پیشانی۔ بلند بینی مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح ملیح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و ہیئت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیا نے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ مَیں نے ایک سے پوچھا۔ کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن مالوف سرہند شریف ہے +

جب میں جاگا۔ تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔

صبح بلخ کو چھوڑ قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہؤا۔ جب سرہند پہنچا۔ اور آنجناب کی زیارت سے مشرف ہؤا۔ تو جو حلیہ مبارک مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہٖ وہی تھا مَیں تے اس درگاہ عرش اشتباہ پر بے نیاز ملا۔ اور خانقاہ ملائک پناہ کے گرد چند مرتبہ پھرا۔ اور دیکھا جو دیکھا +

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سیدزادہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک روز آنجناب کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا یہ دعوٰے ہے۔ کہ اگر خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرّہٗ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سنکر تعجب ہؤا۔ مَیں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کا طریقہ نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً نہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرّہٗ آموجود ہوئے ہیں۔ اور فرشتے کو فرماتے ہیں۔ کہ سیدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مرجاتا تو تین آدمی کافر ہو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے اعلٰے و ارفع ہے۔ اسی سال سلسلہ چشتیہ کا ایک سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کا مرید ہؤا۔ اس نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ گویا لڑائی لڑنے کیلئے جارہے ہیں اور آپکے آگے آگے فوج جارہی ہے۔ اور شاہانہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آباؤ اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مَیں نے کہا کتے کو جہاں کچھ ملتا ہے۔ وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا تو نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ مَیں نے کہا جو حضرت موسٰے علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو فرق ہے۔ وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرّہٗ نے اس

شخص کو فرمایا۔ کہ اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدد الف ثانی رض) بھی اولیائے امت سے افضل ہے۔ متشرع ہے۔ اور استقامت بدرجہ غایت اُسے حاصل ہے ٭

ذکر و بیان

سال چہاردھم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ اکابر اولیا خواجہ محمد صدیق و خواجہ محمد فرخ و محمد عیسےٰ و ام کلثوم وغیرہ ارتحال فرزندان آنحضرت وغیرہ ازدواج کلثوم با یحییٰ پیغمبر علیہ السلام و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال شہر سرہند میں وبائے طاعون کچھ ایسی طرح پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزارہا آدمی صفحہ حیات سے تختہ ممات پر پڑنے لگے۔ جب خلقت بہت تنگ آگئی۔ تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ اور آنحضرت رض کے آستانہ مبارک پر جبین نیاز گھسائی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ کی اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالےٰ اس بلا کا جزیہ ہم سے مانگتا ہے ہم نے ان لوگوں کے عوض اپنا بیٹا دیا ہے چنانچہ اُسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے! آنجناب رض نے غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم قدس سرہ کے مزار میں دفن کیا لیکن وبا میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیدگی کے تیسرے دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ اور وبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اول رض نے پھر بارگاہ الٰہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلقت کے واسطے فدا کرو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم نے دوسرا فرزند بھی خلقت کے واسطے فدا کیا چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم قدس سرہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا لیکن وبا بدستور رہی پھر لوگوں نے آکر بڑی منت سماجت اور آہ و زاری کی۔ اس مرتبہ آنجناب نے اپنی دختر فرخندہ اختر ام کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تزوجہ کو خلقت کیلئے

فدیہ دیا۔ حضرت ام کلثوم نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر آنجناب کو مبارکبادی دی آنجناب حیران رہ گئے۔ کہ یہ مبارکباد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعدازاں الہام ہوا۔ کہ ہم نے تمہاری بیٹی ام کلثوم کو اپنے رسول یحییٰ علیہ السلام سے جو حصور تھا دی۔ حصور اسی کو کہتے ہیں۔ جس نے عورت کو چھوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ "سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ" اور یہ انبیاء اور فرشتے اس واسطے آئے ہیں۔ کہ ام کلثوم کا نکاح یحییٰ علیہ السلام سے کریں حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہوتے ہی ام کلثوم اس دنیا سے سدھاریں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں۔ جیسے کوئی بیاہ کے بعد دلہن کو لیجاتا ہے۔ ام کلثوم کو حضرت مخدوم کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ ام کلثوم کی قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ کسی ایک اولیا کے بھی نہ ہونگے۔ کیونکہ اس قبر پر نور نبوت کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وبا نہ تھمی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے اسی اثنا میں آنجناب کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیا خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ وبا کوئی لقمہ لیا چاہتی ہے۔ سو اس کا لقمہ میں ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد میں ہی تھا۔ لیکن آنجناب نے بسبب شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ پر تھی۔ مجھے محفوظ رکھکر دوسرے فرزندوں کو نثار فرمایا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ فرزند میں تھا۔ سو میں اپنے آپ کو خلقت کے واسطے فدا کرتا ہوں یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور دمبدم مرض غالب آتا گیا۔ حتیٰ کہ تین روز میں آپکا وصال ہو گیا۔ نزع کے وقت آپنے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے مصیبت وبا دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو۔ تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہارم میرے نام پر راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائیگا۔ واقعی آپکے وصال کے بعد کوئی

[illegible]

شخص اس مرض سے مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا۔ تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادق) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وبا کیلئے مجرب ہے۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور ہوا۔ تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ جس کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک وبا کے لئے بہت مجرب ہے۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے۔ اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنتی ہے اور اپنے مدفن کے لئے آنجناب نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مدفن پر ایک عالیشان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص تھال میں روٹیاں رکھ کر لایا۔ اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

ذکر دربیان روضہ متبرکہ حضرت قیوم اول کہ آں روضہ را بشارت

زمین جنت داوہ اند و خبر دادن از ارتحال خویش از یں جہان پیش و بیان

بودن مقابر انبیا در سرزمین ہند

جو زمین آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اول نے زمین جنت ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنتی زمین ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے "بین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنۃ" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے

فضل و کرم سے بسبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائیے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا۔ کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکست دی۔ اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ یہی خاک ہے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی اس کا طول چالیس گز۔ اور عرض تیس گز ہے۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور عرض میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پیئے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی۔ اور بالضرور جنت میں داخل ہو گا +

جب آنجناب کے فرزند اکبر اکابر اولیا خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا۔ تو اسی زمین مبشرہ میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنحضرت ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے شہر ہند کو جو میری جائے پیدائش ہے میری خاطر ایک گہرے تاریک کنوئیں کو پر کر کے بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور ودیعت کیا ہے۔ جو بے صفتی۔ بے رنگی۔ اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے۔ جو بیت اللہ شریف کی زمین سے چمکتا ہے +

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند مہینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا۔ کہ اس کے ایک کونے میں فقرا ہیں۔ لیکن جو نور وہاں سے چمکا

اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ ومبرا تھا۔ یہ نور دیکھکر مجھے خواہش ہوئی۔ کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ یہ بات میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادقؓ) کو جو صاحب سِر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزندار جمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہوگیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے۔ کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا لمعہ ہے۔ جو میرے دل سے لیکر وہاں اس طرح روشن ہوگیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ "کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے"۔ اور یہ کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے +

ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے بڑے بیٹے کے محاذی مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ یہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آج کل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پر عالیشان گنبد بنایا گیا +

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجنابؓ کی وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰؓ اور خازن الرحمتؒ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے۔ اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماری۔ تو آپ کا مرقد از روئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا +

جب حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجنابؓ نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پرے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو

فرش بنا یا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے روضۂ مبارک میں بموجب سنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرقد ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرداگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ کا جو آنحضرتؓ کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہؒ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالے عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ستشنائے امت ہو ضرور غم ہوا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالے اُن کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائیگا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالے کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ میری عمر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہو گی۔ اور میرے لئے اللہ تعالے کی قضائے مبرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالے کا شکر ہے۔ کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہونگی۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے۔ شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں ایک بلند ٹیلا تھا۔ اُسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ نظر کشفی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیا کے مقبرے ہیں۔ بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے۔ اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نے پہلی جلد کا دوسو چھتواں مکتوب جو حضرت خازن الرحمۃؒ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو انبیا علیہم السلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوتے ہیں دیکھتا ہوں کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جاتے ہیں۔ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض کی دو نے بعض کی تین نے پیروی کی۔ نظر کشفی سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کی پیروی چار شخصوں نے کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیا اس مقام پر آرام

کئے ہوئے ہیں اُن کے شمار کی نسبت مختلف رائے ہیں۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے۔ کہ تین پیغمبر مرسل یہاں پر مدفون ہیں ایک روایت کے مطابق پچیس غیر مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں +

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں فاتحہ سے فارغ ہوکر لوگوں کو فرمایا۔ کہ اس مقام پر چالیس پیغمبر لیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پائنتی کی طرف براس نام ایک گاؤں ہے۔ جو انبیا کی ہجرت گاہ ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیا کے وقت میں آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیا کے گرویدہ نہ ہوئے۔ اس لئے حق تعالے نے اسے تہ وبالا کردیا۔ شہر سرہند سے چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں سنگوتل نام ہے۔ یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں کے لوگ اُن پر ایمان نہ لائے۔ حق تعالے نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا۔ چنانچہ پتھر آسمان پر سے ان لوگوں پر برسائے گئے۔ اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کرکے براس میں آگئے اور یہیں وفات پائی +

واضح ہو۔ کہ اس قدر انبیا جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے سوائے کوئی اس بات کا قائل نہیں ہوا۔ کہ ہند میں بھی پیغمبر اور نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ اسی مکتوب میں" جس میں ہند میں انبیا کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے"۔ لکھتے ہیں۔ کہ یا اللہ تعالے کی تقدیسات اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیا کے علوم سے چوری کی ہوئی ہیں۔ نہیں تو ان نامعقول اقوال الوہیت پر کیونکر دال ہو سکتے تھے۔ نبی۔ رسول اور پیغمبر یہ سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم[۱] ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے +

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی۔ اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشان وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ جو انبیائے مرسل۔ اصحاب بدر اور اصحاب طالوت کے عدد کے موافق ہیں۔ اس جلد کے

[۱] قدیم ہندی زبان میں بسیٹھ کہتے تھے ۱۲

اخیر میں حضرت خواجہ محمد صادقؒ کی عرض داشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں اس جلد کے جامع شیخ بدر محمد بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔

ذکر در بیان خلوت کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

عروۃ الوثقٰے معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و اظہار کردن مقطعات قرآنی

جب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔ یا صحابہ کرام رض بطفیل صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں۔ البتہ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفاء نے آنجناب سے التجا کی۔ کہ ان اسرار سے ازراہ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجنابؒ نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے کے بعد سے لیکر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پاتا ہوں۔ آنجناب کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقٰے قیوم ثانی معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدر الدینؒ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر القا فرمائے۔ تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر القا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانیؒ سے نہایت منت و سماجت سے عرض کی۔ کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں ہمیں بھی اُن سے سرفراز فرمایا جائے لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے پیشتر میں نے خود کئی مرتبہ حضرت قیوم اولؓ سے اس بارے میں التجا کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالےٰ نے یہ اسرار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں البتہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے محرم فرمایا

شیطان بڑا زبردست دشمن ہے۔ کہیں چوری چوری سنتا نہ ہو۔ میں نے پھر عرض کی کہ آنجناب کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری نہ سن سکے۔ جب میں نے بہت ہی منت و سماجت کی۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الٰہی سے اجازت طلب کی۔ جب ان اسرار کے اظہار کے لئے مامور ہوئے۔ تو جہان بھر کے جنوں اور شیطانوں کو دریائے شور میں قید کر دیا۔ اور مجھے کعبہ معظمہ کے مکان میں لیجا کر بٹھایا۔ اور گرد و نواح فرشتوں کی صفیں کھڑی کر دیں۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنا لیا۔ پھر آنجناب نے ان اسرار کا القا فرمانا شروع کیا تین دن تک ایک ہی وضو میں ایک ہی جلسہ میں رہے۔ صرف نماز فرض، اور سنت موکدہ وقت پر ادا کرتے۔ اس کے سوائے کسی اور شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب آنجناب ان اسرار کا اظہار فرماتے تھے۔ تو میں بیہوش ہو جاتا تھا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ محمد معصوم سمجھ گئے؟ تمہیں بڑا شوق تھا۔ کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم کرو۔ میں ہوش میں آکر عرض کرتا۔ کہ جناب سمجھا ہوں تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بدھ کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی نویں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت آنجناب رضؓ نے ان کے اظہار سے تاکیداً منع فرمایا۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا۔ تو گلا کٹ جائیگا۔ اس کے واسطے قلم توڑے گئے کاغذ جلا دئے گئے۔ نزدیک والے دور ہو گئے طالب مہجور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت کی استعداد ہو۔ وہ ان اسرار کو برداشت کر سکتا ہے۔ تین روز تک صرف ایک حرف قاف کے اسرار بیان فرماتے رہے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر تمام حروف مقطعات کے اسرار منکشف ہوئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو القا کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کئے تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشا کے بعد بالتمام حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضؓ کو القا فرمایا۔ ہر رات عشا اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجت اللہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا رضی اللہ تعالٰے عنہ نے نہایت مہربانی سے مجھ فقیر حقیر محمد احسانؒ مؤلف کتاب کو حروف مقطعات قرآنی سے سرفراز فرمایا۔ جسے اللہ تعالٰے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالٰے صاحب فضل عظیم ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ دئے ہیں بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں +

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں۔ جو آج تک کسی نے نہیں لکھے! اللہ تعالٰے نے تم پر ظاہر کئے ہیں ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ بجالاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت" رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور متشابہات بعض علمائے صوفیہ نے بیان کی ہیں۔ چنانچہ وجہ سے مراد ذات اور ید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے الف لام میم سے مراد الم یعنی دردِ دل ہے۔ جو محبت کیلئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان تحریر کئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ بیچارے بھی کیا کریں۔ معذور ہیں! انہیں خبر ہی نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہ کے کوئی نہیں۔ یا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے +

میں (مصنف کتاب) نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے انہیں دیکھے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے! اور اسماء و صفات شیونات۔ اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے نکالکر لکھ دئے ہیں +

فرستادن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالٰے عنہ خلفائے خود باطراف و اکناف عالم و قضایا کہ آنہا را در ان ولایت روئے داد

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ نے اللہ تعالٰے کے حکم کی موجب اپنے خلفا کو خلقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص یاروں میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچاق کی طرف روانہ فرمائے! ان کا سردار مولانا محمد قلیچ

طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔ اور چالیس آدمی عرب یمن۔ شام اور روم کی طرف بسر کردگی مولانا فرخ حسینؒ روانہ فرمائے۔ اور اپنے دس معتبر یار مولانا صادق کابلی کی تحت میں کاشغر کی جانب روانہ فرمائے۔ اور تیس بڑے خلیفوں کو توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا اور اُن کا سردار شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمایا۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ولائتوں میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بہت سے مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بیشمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئے۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء ترکستان گئے۔ تو وہاں کے اکثر لوگ وحشی سیرت ہوتے ہیں۔ اس واسطے بعض نے رجوع کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے اور منکر بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی اُن کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا۔ اُن کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ بعض آدمی ہمارے منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا مضرت ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں آدمیوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور تمہیں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے اُن گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کرینگے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کرینگے۔ اور اگر منکر رہینگے تو اُن کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائینگی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی اُن کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفاء گئے اُن سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو الگ ایک دفتر درکار ہے۔

غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر وزیر اور بادشاہ تک آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خادم کی خدمت میں مرید ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔

اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے ہر ایک اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی۔ اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا +

ذکر در بیان

سال پانزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بیان کثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت و رجوع کردن تمام جہان و جہانیان و سلاطین ہفت اقلیم و مشائخ زمان و علمائے جہان وغیرہ اصاغر و اکابر خلق بجناب حضرت قیوم اول و خلافت دادن شیخ بدیع الدین را و فرستادن بلشکر سلطان ہند و قضایا کہ شیخ را آنجا دست دادہ اند و انحراف مزاج سلطان ہند از حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی شہرہ اور ارشاد کا غلغلہ جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی۔ اور قیومیت کی شہرت و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ آسمانوں پر بجنے لگا۔ اور جن و انس کے مرشد کا نور فیضان عرش و کرسی تک چمکنے لگا ؎

زارشاد او گشت روشن جہاں بسجدہ در آمد زمین و زماں

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝ "جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہا گروہ دین الٰہی میں داخل ہونے لگتے ہیں" کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں اور واقعات کے معلوم ہوگئے۔ اور نیز انبیاء اور اولیاء نے بھی انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی تو خلقت ٹڈی دل کی طرح آنجناب کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخیت ترک کر کے صاحب قیومیت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے بڑے بڑے جید علما درس و تدریس ترک کر کے جناب

قطب الاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا ؎

از جلوۂ او ہفت اقلیم جنید ہزار تخت دیہیم

زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت کو پروردگار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے۔ اور تمام جہان کے چھوٹے بڑے وضیع شریف بادشاہ و غلام۔ چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آیندہ اولیا میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ سالکوں کی باطنی ترقی۔ ہدایت و فیضان ولایت۔ ایمان اللہ تعالےٰ کی طرح طرح کی نعمتیں۔ فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا آنجناب ہی کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ ہے۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار در ہزار خلقت دریائے غفلت سے نکلکر دائمی حضور کے ساحل پر پہنچی۔ اور آنجناب کی توجہ سے گمراہی کے جنگل کے بے شمار سرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزارہا آدمی توبہ و انابت کرکے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے تقلید کا لباس اتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوتے۔ اور ولایت کی فنائے اتم اور بقائے اکمل حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جسے آیندہ اور گذشتہ اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا۔ مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت کا اس قدر تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا تو آنجناب کے صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آنحضرت کے حضور میں گویا اُن کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور کھڑے رہتے جب تک ان محبوب رب العلمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کو ہمزبانی کی مجال نہ ہوتی تھی۔ آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبدبے کے یہ نشان تھے کہ کسی میر و وزیر بادشاہ۔ قیصر خاقان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت

کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب آنجناب اُن کی طرف توجہ فرماتے۔ تو یہ ایسے سٹ پٹا جاتے کہ اُن سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے۔ تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں رکوع نماز کی طرح جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کیلئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے۔ اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجا لاکر ان قبلہ اولیا کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت عالم پناہ رضی اللہ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے۔ تو کئی دفتر چاہئیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے "القلیل یدل علی کثیر"۔

غرضیکہ کامل اولیا۔ طالبانِ مولا۔ دوستانِ خدا۔ اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے بعد سے لیکر نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ جو طالبانِ حق حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں تھے۔ جو شخص انہیں دیکھتا۔ بے اختیار "ان ھذا الا ملک کریم" پکار اُٹھتا۔ آنحضرت رضہ نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دیکر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا حتیٰ کہ عرب عجم۔ ماوراء النہر۔ بدخشان اور ہندوستان میں سے کوئی ایسا قطع نہ تھا جو آنجناب کے خلفا سے خالی ہو۔ اور توران اور ہند کی ولایتوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی۔ جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص یار اور مرید کو خلافت دیکر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے مکان ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغنا سے مع بیٹھ کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کر کے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشان کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہان بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلفا کی ملاقات نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دو نو جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیازمندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنحضرت کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

اسی سال شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے مخصوص خلفا میں سے تھے سلطان ہند کے لشکر کی خلافت دیکر آنجناب رضہ نے بھیجا۔ آپ کے بھیجے جانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب سلطان جلال الدین داخل فنا نار ہوا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔

اُس نے بھی باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرایا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطل کو رواج دیا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اُسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شاید اللہ تعالےٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلوائی۔ لیکن جب دیکھا کہ حالت بدستور ہے۔ تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اول کی خدمت میں آکر آہ وزاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفیعہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب ہم اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کرینگے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدین کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیجا۔ رخصت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہیں بادشاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی اگر کسی باعث سے تمہیں تکلیف بھی پہنچے۔ تو مستقل مزاج رہنا۔ اور ہماری اجازت بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے۔ تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔ اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی۔ فی الواقعہ بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزار ہا آدمی مرید ہو گئے۔ اور ہر وقت اس قدر ہجوم ہوتا۔ کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ انجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں اس طرح جلتے تھے۔ جیسے حرمل کا دانہ آگ پر۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے کسی محتاج کیلئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے میل کا تھا۔ جیسے کوئی ادنےٰ دوست کی طرف لکھتا ہے۔ لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ آنکلا۔ اُس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے۔ جو ہمیں اس طرح سے معمولی القاب لکھتا ہے حاضرین میں سے ایک نے بتایا۔ کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کسی کا مرید ہے؟ اُس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مرید ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ وتاب کھانے لگا۔ اور اُس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیشتر بھی اُسے آنحضرت سے پوری دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے روز بروز دین متین کو زیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے موقعہ پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرہند

ہیں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لاکھ جرار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ اور ایران توران اور بدخشان وغیرہ کے بادشاہ ان کے بہت نیاز مند اور مرید ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک خلیفہ اس لشکر میں بھی آیا ہے۔ آپ کے تمام اراکین سلطنت اس کے مرید ہیں۔ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے۔ تو اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں۔ کہ ماضی و حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمٰعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار اسوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب یہ شیخ صاحب اس قدر جمع کر لینگے۔ کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہیگی۔ تو پھر کیا علاج کیا جائیگا۔ بہتر ہے کہ اس کا انسداد پہلے ہی سے کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ صاحب کے جو خلیفہ آپ کے لشکر میں ہیں۔ ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً منع کیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیئے۔ اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید کر دینا چاہیئے۔ بے وقوف بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں سنکر ڈرا اور حکم دیا۔ کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمد و رفت سے باز آئے۔ بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلا تکلف شیخ صاحب کی خدمت میں آتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر ہوتا رہتا۔ تمام گلی کوچوں۔ بازاروں۔ گاؤں۔ شہروں بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کئے۔ جو ہر وقت آنحضرت اور آپ کے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ آنحضرت رض کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ صاحب ان معارف کو بیان فرماتے۔ دین متین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) اپنے آپ کو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین آنجناب رض کے بارے میں واہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص شیخ بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بار ہا منع فرماتے کہ میرے پاس آؤ

میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ شیخ صاحب نے حیران پریشان ہو کر ایک عرضی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں آنحضرت نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ہلنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ ہونگی۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اُسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس بدبخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو۔ جو ناقابل بیان بات ہوگی میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہونگا۔ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بُری بات کرنے کی مُہلت ہی نہ دے۔ قریب ہے کہ تو بلا و مصیبت میں گرفتار ہووے۔ جس سے تجھے رہائی ناممکن ہو۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اُس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی۔ اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا۔

اسی طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا۔ جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر بنایا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے ملکر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورے کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہئے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل و جان سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی۔ کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند میں کسی قسم

کی چھٹی دے جائے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر خود شیخ صاحب نے آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند پہنچے۔ تو آنجناب شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ کہ میں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا۔ کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائیگا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے بسبب غصہ واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ میں واپس جاؤں چنانچہ آنجناب کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرہند آئے گئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لیکر شیخ نے حضرت مجدد الف ثانی رح کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی رح) کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیئے جلدی کرنی چاہیئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو بری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی حرکت کی طفیل جو کچھ آنحضرت رض کے سر پر بیتی سو بیتی ❖

انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفی احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ❖

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ عید فطر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رض کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے۔ جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے از راہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دئے۔ آیندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارک خطبہ میں داخل نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسمائے مبارک مع وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اس شاعر کی طرف تنبیہاً لکھا۔ کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھڑوادو ❖

ذکر در بیان

سال شانزدہم از تجدید الف قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؒ وطلبیدن آنحضرت را سلطان ہند وتکلیف کردن سجدہ وابا نمودن آنجناب از سجدہ سلطان وحبس کردن والئے ہند حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ را

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو الہام ہوُا۔ کہ جب تک اپنی نفس پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دین متین کی تجدید نہ ہو گی۔ اور کفر کی تاریکی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے مبدل نہ ہو گی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہو گی۔ اور خلقت ہدایت سے محروم ہو جائیگی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرلو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو اُن کے دین کو رواج ہوُا ہے۔ انبیاء اولوالعزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور اُن کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاصکر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفا سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالےٰ کی عظمت وجلالت کے بعض اسمائ ایسے ہیں۔ کہ اُن کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ پیغمبری سنت کا استعمال اپنے حق میں کرو +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس الہام کے بعد قضائے پروردگار پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہوئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع دے دی۔ اور سب کو صبر وتحمل کے واسطے تاکید کی +

القصہ جب وزیر کے بہکانے سے جہانگیر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفان دین متین دن رات اسی فکر میں تھا۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر جرار بھیجکر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ

بودی تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اراکین شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے اگر ہم شیخ صاحب کے لئے لشکر مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہو گی۔ وہ ضرور شورہ پشت ہو جائینگے۔ اور فساد برپا کرینگے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائیگا اندیشہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی۔ کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے۔ کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں اور جہان کے اکثر بادشاہ اُن کے مرید ہیں۔ اور اُن کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہزارہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھینگے کہ ہم نے اُن کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمربستہ ہو جائینگے۔ اور توران خراسان کے بادشاہ جو اُن کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور بالضرور اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر اُن سے ملجائینگے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہو گی اور ہندوستان والوں کیلئے بڑا نازک موقعہ آ جائیگا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہو گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں دور دراز علاقے میں بھیجدینا چاہیئے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلف بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں، لشکر میں رکھو۔ اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین بجانہ لایا۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے مخلص اور مرید اس تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیئے۔ جب سختی پہنچیگی۔ خود بخود اطاعت کریگا اور رسم و آئین کی بابت جو کچھ ہم کہینگے۔ ضرور مان لیگا۔ ایسا کرنے سے اگر ہند کے امرا اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ کہیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کریں گے اور بعد میں باغیوں سے سمجھ لیں گے جب اُن کا پیشوا قتل ہو جائیگا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہیگی۔ اور نہ ہی پھر اُن کے

خلفا ہونگے۔ جو اُن کے جانشین ہو سکیں۔ مجبور ابتر بتر ہو جائینگے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر
بیٹھ جائینگے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفا آئینگے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی
میں شریک ہو جائینگے۔ اور عذر و حیلہ کرینگے۔ اور کہینگے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں
نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لا کر
شیخ صاحب کے عوض میں قتل کر دینگے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پر تکلف بنوا دینگے۔ اور
ان کی موت پر اظہار رنج و الم کرینگے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا
روپیہ اور جاگیر دینگے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ اُن کو مع اُن کی ولایتوں کی تحفے
تحائف بھیج دینگے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال کرینگے۔ اور اس
تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کرینگے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب کے
فاتحہ کیلئے آئینگے۔ تو جونہی ہماری حد میں داخل ہونگے۔ ہم بڑی آؤ بھگت کرینگے۔ اور
ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کرینگے۔ جب یہاں پہنچینگے۔ تو ہر ایک
کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کرینگے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک
دیکھینگے۔ تو ضرور عداوت کو دل سے دور کرینگے۔ اور اس طرح کرنے سے اُن کے دل
میں محبت کا پودا لگ جائیگا۔ اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئینگے۔ اور فساد مٹ جائیگا۔
تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی۔
دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کے مرید تھے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ ارکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خانخانان
خان اعظم۔ خان جہان لودہی۔ سکندر خاں لودہی۔ تربیت خاں۔ سید صدر جہان۔ اسلام خاں
قاسم خاں۔ جباری خاں۔ مہابت خاں۔ دریا خاں اور مرتضےٰ خاں وغیرہ۔ ان میں سے
ہر ایک کے نام ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ جاری ہوا۔ کہ تم مقرر کردہ اپنے اپنے
علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانخانان کو دکن۔ سید صدر جہان کو مشرقی ممالک خانجہان
لودہی کو ملک مالوہ۔ خان اعظم کو گجرات اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا
غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں
میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اول کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں
جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون

احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائینگے۔ اور ساتھ ہی حکم سرہند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوادو +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیجدیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی۔ کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑ جائیں۔ سب سمیت لشکر میں تشریف لے چلیں بادشاہ نے بھی یہی تاکید کر رکھی تھی۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرزندوں کو ساتھ لیجانے میں مصلحت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل و عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائیگی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدوں کو "حالانکہ آنجناب کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے" لیکر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو اپنے تمام امرا کو آنجناب کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدوں کے لیے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر بدضمیر نے بادشاہ اور آنجناب رض کی ملاقات کا وہ وقت مقرر کیا جب کہ بادشاہ خمار میں تھا۔ اور کچھ ناراض بھی تھا۔ بادشاہ کے دو وقت ہوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا۔ اور لوگوں کو انعام واکرام دیتا۔ دوسرا خمار کا جس وقت ناراض ہوتا تھا۔ اس وقت خلق خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھکر انا ربکم الاعلےٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو اُسے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجانہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کیا۔ وزیر کو امید تھی۔ کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دیگا۔ کیونکہ اُس کی عادت تھی۔ جو شخص ادب میں ذرا فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب رض کے خلفا اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدانخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑیگا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو ضرور صفایا کر دینگے۔ لیکن بادشاہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ

ہوا۔ یہ دیکھکر وزیر حیران رہگیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیا سے افضل بتاتا ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ جو چوتھے خلیفہ ہیں ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو انبیا کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں پر فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ آنجناب کے مصنف رسالہ رد شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک کرنا گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ پس میں ایسی بات کیونکر کر سکتا ہوں جو صریحاً کتاب وسنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیا کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں اللہ تعالےٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا ہے۔ جو میرے لئے ابنائے جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیا ہمارے ابنائے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کریگا۔ بادشاہ نے کہا واقعی ہمارا خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی۔ جب وزیر لعین نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی آداب سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسولؐ کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا طریق ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ سو اس کی نسبت مجھے معلوم تھا۔ کہ تم اس کا جواب نہیں دوگے اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہوکر فرمایا کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا اور نہ کرونگا۔ ایسی بری بات مجھے نہ کہو۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو اور نہیں کرالونگا۔ آنحضرت نے فرمایا تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا سکتے ملا عبدالرحمٰن مفتی نے جو آنحضرت کا قدیمی مخلص و مرید تھا۔ عرض کیا۔ کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے۔ اس لئے میں فتوےٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپکے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔

آنحضرتؓ نے فرمایا ملایہ فتوٰے تیرے لئے ہے۔ میرے لئے نہیں۔ ہزارہا انبیاء اور ان کے صحابہ نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان دونگا۔ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پر نہیں کرونگا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوگیا۔ کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کرینگے۔ تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذری سر کو خم کر دیں۔ باقی کے آداب میں نے معاف کر دئے۔ کیونکہ مجھے اُن سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ٹلا نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کیلئے کبھی سر نہیں جھکاؤنگا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکادو۔ اور پھر انہیں تحفے اور زر دیکر رخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اُٹھے۔ اور انہوں نے آنحضرتؓ کے سر مبارک کو خم کرنا چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں۔ لیکن میسر نہ ہوا۔ حالانکہ آنحضرت بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرا نے اس قدر زور کیا کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا۔ لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی اُسے نہ پھرا سکے۔ بعدازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس چھوٹے سے دروازے سے جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو ضرور سر جھکائینگے۔ کیونکہ یہ دروازہ قد آدم سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؓ نے اس دروازہ سے گذرنے کیلئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی۔ تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا یہ مطلب ہے۔ کہ تمہیں معہ تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاوں سے پائمال کرونگا جب آپکے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکلکر کس قسم کی شورش کا موجب ہونگے۔ امید ہے کہ جہان میں ہزارہا فتنے برپا ہونگے۔ اسی صورت میں علاج محال ہو جائیگا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہئے ورنہ بڑی ندامت اٹھانی پڑیگی۔ اور بعد میں پچھتانا کچھ مفید نہیں پڑیگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہوکر آنحضرتؓ کے محبوس کرنے پر راضی ہوا +

ہندوستان کا ایک بڑا راجا جو بُت پرست تھا اس مجلس میں حاضر تھا جب اُس نے

آنحضرت کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نور اسلام سے بدل گئی۔ اُس نے وزیر کو کہا۔ کہ شیخ کو میرے پاس قید کردو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین ہے ضرور ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے۔ تو نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس رکھا۔ اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ۔ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پر ہونے لگا۔ اور گرد ونواح کے لوگ آکر مرید ہونے لگے۔ اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیئے جو حصانت و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا۔ اور قلعہ گوالیار جو چھاونی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا۔ اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات آنحضرتؓ کو معہ خلفا و مریدوں کے پہنچا دیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کردی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا۔ اور جہاں تک ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفا کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کیلئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا بھیجا۔

ذکر دربیان واقعات و حادثات کہ در ایام حبس حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالٰی عنہ در قلعہ گوالیار واقع شدند

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے۔ تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفا آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری لیسی تیسی تم خیال کرتے ہوگے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کرکے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مدنظر اور کام ہیں۔ یہ کہکر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر ہو بیٹھے اور کہنے لگے۔ کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفا نے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ کیا مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں

جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب ہٹ گئے اور توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی اطلاع نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ایام حبس میں اللہ تعالےٰ کا شکر یاد کرتے اور فرماتے۔ کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے بہت کچھ ہماری باطنی ترقی اور عروج ہو گا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو آنجناب رضؓ نے فرمایا۔ کہ ہماری شامت اعمال۔ اور یہ آیت پڑھی۔ مَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ۔ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصور عمل کی دید آنجناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور یاروں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ۔ جن دنوں آنجناب نظر بند تھے۔ آنحضرت اور آپ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو گئی۔ آنجناب کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے۔ اور آنجناب رضؓ کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں آنجناب رضؓ کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرض داشت ارسال کی۔ جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔

الحمد للہ وسلام علےٰ عبادہ الصّٰلحین۔ صحیفہ شریفہ جو آپ نے خلقت کی ملامت اور جفا کے بارے میں لکھا تھا۔ پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے۔ اور ان کے زنگار کیلئے بمنزلہ مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہئے مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے درپے مجھے بھیجتے ہیں۔ اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جلالی تربیت کی نوبت آئی۔ کہ میں اس سے منزلیں طے کروں۔ تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونو کو یکساں خیال کروں۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ ذوق رہا نہ حال۔ ضروری تو یہ تھا۔ کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عوام کے رنگ میں بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو

جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور تکلیف کو رحمت سے زیادہ تصور کرتے ہیں کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال و تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے۔ یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے ؛

انہیں دنوں ایک مکتوب آنجناب نے میر محمد نعمانؒ کی طرف ارسال فرمایا وہ یہ ہے :-

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ۔ مخفی نہ رہے۔ کہ جب تک میں عنایت الٰہی سے کہ وہ عنایت اللہ تعالےٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلی ہوئی۔ قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا حضور کو غیب میں۔ عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے ننگی و بدنامی کے خوشگوار شربت اور خواری و رسوائی کے مزے دار مربے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت و طعن کے جمال کا حظ نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا و بلا کی حس سے محظوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سر رشتہ اور تضرع۔ التجا۔ انابت۔ استغفار۔ ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالےٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قسطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے آپ کو ایک خوار و ذلیل۔ بے اعتبار بے ہنر۔ بے اقتدار۔ محتاج۔ اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو۔ جی تو سکھاتا ہے برائی۔ مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان ؛ اگر اس مصیبت کے گھر محبس میں اللہ تعالےٰ کا فضل محض۔ متواتر فیوض واردات اور پے در پے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں ناامید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ جس نے مجھے عین مصیبت کے وقت آرام میں رکھا جفا کی دقت

مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی غم۔ رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی۔ اور مجھے انبیا کی متابعت پر رکھا۔ اور مجھے اولیاو صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالٰے کا درود اور سلام انبیا علیہم السلام پر ہو۔

اِنہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل وعیال بہت گھبرائے۔ کہ اس نظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوگی۔ جب اُن کی گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اُن کی تسلی و تشفی کی۔ کہ خاطر جمع رکھو کہ جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے اُسے سرانجام کر دیا ہے۔ اب عنقریب ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوشخبریاں سُنکر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہوگیا جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اور فاتحہ پڑھا۔

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مقبول تھے۔ فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب کو تکلیف دی۔ مَیں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ کہ مَیں نے اچانک سُنا کہ بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا۔ اس وحشت اثر خبر کو سنکر میں بہت گھبرایا۔ اور حیران و پریشان رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا۔ کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر اترے ہوئے ہیں۔ مَیں اُن کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُن میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ مَیں نے وہ وحشتناک خبر سُنائی۔ اُس نے پُر درد دل سے آہ سرد بھری۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ زندہ ہیں۔ لیکن ہیں قید۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ مَیں نے پوچھا کیا تم نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اُس نے کہا مَیں آنجناب فیض مآب کا ادنٰے مرید ہوں۔ یہ سنکر میں اُسے بڑی منت وسماجت سے گھر لے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا مَیں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں

میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت بکثرت تھی چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی روح پر فتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں اُن سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو نیند اور بیداری کی بیچ حالت میں دیکھا۔ مَیں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے۔ مَیں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب فرمائیں۔ مَیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ سرھند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جو ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

مَیں نے حسب الارشاد علے الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجنابؓ نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

جن دنوں حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ نظر بند تھے۔ آنجنابؓ کے ایک مخلص نے بتایا۔ کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ اصحابؓ آنجنابؓ کی خبر پرسی کیلئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ اُن کی زیارت کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ ایک گھڑی ہی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو حبس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ کام اللہ تعالےٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما

ہیں۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرہے ہیں۔ میں نے حضرت عثمان رضے اللہ عنہ کے زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور مارے شوق کے مَیں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضے اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ جب مجھے یاد کرو گے مَیں حاضر ہو جاؤنگا جب میں جاگا تو دیکھا۔ کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں +

ذکر در بیان

سال ہفت ہشتم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بغی کردن امرایان ہند بر سلطان خود و نگونسار انگندن آنحضرت سلطان را از تخت و خلاص شدن آنجناب از حبس و مرید شدن سلطان ہند بخدمت حضرت قیوم اول و منع شدن سجدۂ سلطان را و بنا ر مساجد و مدارس و ترویج یافتن دین اسلام از توجہ شریف آنجناب رضے اللہ تعالیٰ عنہ

جب ہند کے امرا مثلاً خانخاناں، خان اعظم۔ سید صدر جہان۔ اسلام خاں۔ مہابتخاں مرتضےٰ خاں۔ قاسم خاں۔ تربیت خاں۔ خاں جہان لودھی۔ سکندر لودھی۔ حیات خاں اور دریا خاں وغیرہ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کے حبس کی وحشت اثر خبر سنکر بہت غمگین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کی۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ کابل کے حاکم مہابتخاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی کے امرا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کریں۔ علاوہ ازیں بدخشان خراسان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ آنحضرت رضہ کے مرید ہیں۔ مدد طلب کرنی چاہیے مذکورہ بالا امرا نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیجدیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسری ولایتوں کے بادشاہ بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے محبس سپرد ہونے کی خبر سنکر نہایت غمگین ہوئے۔ حتی المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزارہا سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے مغل اور پٹھان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔ جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی۔ تو بادشاہ

کی اطاعت سے سر پھیرا۔ تو خطبے اور سکّے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر
بہت گھبرایا۔ اور وزیر ابلیس نظیر و بد تدبیر اور دوسرے امرا سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے
رائے دی۔ کہ پہلے شیخ صاحب کو مع خلفا قتل کرو۔ اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کرو۔ وزیر نے
کہا یہ مصلحت وقت نہیں۔ کیونکہ ہمیں تحقیق ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر
اس بات پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان۔ بدخشان اور توران کے بادشاہ بھی اُن کی مدد پر تلے
ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی طرف سے لانہیں مدد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان
بھی اُن سے آملے ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بسبب کثرت غالب آجائے۔
تو ہمارے لشکر میں جتنے شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ سب اُن سے ملجائینگے اور ہمارے دشمن
بنجائینگے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب کا جانشین
مقرر کرلیں تو یہ معاملہ لا علاج ہوجائیگا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ پہلے ہم اُن
مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا۔ تو یاد رکھو کہ تمہارے شیخ صاحب کو قتل کردیا
جائیگا۔ اگر اس ڈر سے سب شورش سے باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ
گوالیار میں مقرر کردینا چاہئے۔ اور جو میرا بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے اُسے سخت تاکید
کی جائے۔ کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے۔ اور
نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔ اور ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہوجائیں۔ اور اپنا کار آزمودہ
لشکر منتخب کرکے لڑائی کے لئے بھیجدیں۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں۔
اگر فتح ہمیں ہوئی۔ تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ولایت میں مقابلہ کی جرأت ہوگی۔
اگر ہمیں شکست ہوئی۔ تو ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہیگی۔ اس صورت میں ہم شیخ صاحب
کو حبس سے نکال اُن سے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی قسم
لینگے۔ کہ ہمارے برخلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ اور شیخصاحب کے وسیلے سے ہم مخالفوں
سے صلح کرلیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کیساتھ اپنے لشکر میں رکھینگے تاکہ
فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے امرا نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے
ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔ اُن میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں
بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ کی محافظت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب
نے ان کے دلوں کے قفل بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ سے کھول دئے۔ چنانچہ

وزیر کا بھائی معہ اپنے متعلقین کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم نے شورش کی۔ تو ہم شیخ صاحب کو قتل کر دینگے۔ انہیں آنحضرت رض کے فرمان کے مطابق یقیناً معلوم تھا۔ کہ بادشاہ اور کسی قسم کی تکلیف آنحضرت رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنحضرت کے قبضہ میں تھا۔ اور قلعہ والے سب کے سب آنجناب کے مرید ہو چکے تھے۔ اگر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے کہنے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی طرف بڑھا۔ مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا جس وقت بادشاہ روانہ ہوا۔ تو جو امیر ہندوستان میں تھے۔ سب باغی ہو گئے۔ اور بادشاہی آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنحضرت قلعہ سے نکلکر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو۔ مجھ کو سلطنت کی خواہش نہیں۔ مجھے اور ہی کام ملحوظ تھا۔ جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت یہ نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤنگا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اس شورش سے باز آجاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بندے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ عنقریب رہا ہو جاؤنگا۔

یہ فرحت اثر خبر سنکر تمام امیر بغاوت سے باز آگئے۔ جب بادشاہ منزلیں طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آکر خیمے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارگی اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر پکڑ لیا۔ وزیر بد تدبیر باقی لشکر سمیت اور بند و بست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتا

ہو جانے کی خبر سُنکر بہت حیران ہؤا۔ بہتیرا گھبرایا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر جاکر مہابتخاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پر سخت ناراض ہؤا اور گوہ کا توبرا اُس کے منہ پر چڑھا دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تو نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو قید کرایا۔ اور اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی۔ اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ مَیں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب مَیں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں +

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خانخاناں وغیرہ امرا کی طرف سے خط پہنچا جس میں لکھا تھا۔ کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ آنحضرت رضی نے ایسا فرمایا ہے"۔ مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب رضی کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجا لایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کی اطاعت کیلئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا +

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مؤرخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا۔ اور طرح سے بیان کیا ہے لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سنکر یہاں لکھے گئے ہیں +

بعد ازاں بادشاہ نے کشمیر کا رخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے حکم کرتا۔ لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبث باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجا لانے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان۔ اور بادشاہ کی بیگم نور جہان دونو نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا باپ کو کہا۔ کہ مَیں دیکھتا ہوں۔ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے شیخ صاحب کے بارے میں اس کی

بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماء و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ انکی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیار کی چونکہ یہ باتیں حاصل نہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں داخل کیا۔ اور اُسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام سلسلہ علیہ پر اس کا حق ہے۔

القصہ جب الٰہی جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روبزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا اظہار نمودار ہوا۔ تو اب وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زیب و زینت بخشے۔ اور دین اسلام کو رواج ہو۔ ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کیلئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنحضرت رض نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سنکر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

اسی اثنا میں ایک رات بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور خاص ندیم اور مخصوص یار حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا۔ کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار میں ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا رستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں آنحضرت رض شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس

حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ نے بادشاہی تخت مع بادشاہ اُٹھایا اور بڑے زور سے زمین پر پٹک کر غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ لوگوں نے اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہو گئی ہیں۔ چنانچہ بول بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکلیف اٹھانی ہو گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہو گا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں۔ تو میں آؤنگا۔ ورنہ نہیں۔ **اوّل** یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔ **دوسرے** یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں از سر نو تیار کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آکر اس میں نماز ادا کریں۔ **تیسرے** یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم دیدو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گاؤ کشی ہو۔ **چوتھے** تمام اہل خدمات شرع مثلاً قاضی۔ محتسب مفتی وغیرہ مقرر ہوں۔ **پانچویں** کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ **چھٹے** تمام احکام شریعت کو کما حقہ رواج ہو اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دور کی جائے۔ **ساتویں** تمام قیدی رہا کئے جائیں ÷

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ یہ تیرے امراض حضرت قیوم اول رضہ کی دعا کے سوا دور نہیں ہونگے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کی توجہ کے بغیر تیری سلطنت بھی قائم نہیں رہیگی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امرا کو آنحضرت رضہ کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر پہنچے تو آنحضرت بھی امر الہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے۔ اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہا کیا۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی

آنجناب کے ہمراہ ہو گئے ۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے ۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے ۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا ۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر کراتے ۔ اور اہل خدمات شرع مقرر فرماتے ۔ اور جابجا گاؤکشی کیلئے قصاب مقرر فرماتے ۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے ۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں مناتے آنجناب کے استقبال کو آئے ۔ اکثر شعراء نے اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے ۔

ایک روایت ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود فرمایا ۔ کہ ضرور پڑھو اور خوشی مناؤ ۔ کیونکہ خوشی کا دن ہے ۔ آنحضرت سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہکر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا ، روانہ ہوئے ۔ لیکن بڑے لوگوں کو آنجناب ؓ نے سرہند میں چھوڑا ۔ بادشاہ نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا ۔ جو آنحضرت کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے ۔ بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا ۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی ۔ جب آنحضرت ؓ بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے ۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ تمہاری شفا شرعی کام کے اجراء پر موقوف ہے ۔ عرض کی جو شرطیں جناب ؓ نے فرمائیں تھیں ۔ وہ تو میں نے قبول کریں ۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کیلئے پانی منگایا ۔ تاکہ نماز ادا کرکے بادشاہ کی شفا کیلئے دعا کریں ۔ وضو کیلئے سنہری لوٹا اور تھال لائے ۔ آنحضرت نے فرمایا سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے ۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسی کہتے ہیں ۔ آنجناب ؓ نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو ۔ بادشاہ کو دین اسلام سے یہ مناسبت کہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں ۔ بادشاہ کی بیگم نورجہان جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی ۔ کمال درجہ کی فہمیدہ اور عقیلہ تھی ۔ اس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کیلئے بھیجا ۔ آنجناب نے وضو کر کے نماز ادا کی ۔ اور نماز سے فارغ ہوکر بادشاہ کی شفا کیلئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور تم روؤ ۔ تاکہ حق تعالےٰ تم پر رحم کرے ۔ بادشاہ نے

کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر آنجناب کی خدمت میں ہو بیٹھا۔ اور توجہ کی۔ آنجناب رض نے اُسے اپنا مرید بنایا۔ اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر۔ قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہو۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں۔ اور تاکیدی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت ملک سے دور کی جائے۔ کافروں سے لڑا۔ اور اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کیا اور اس بُرے فعل سے توبہ کی۔ اور ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے اُسے ذبح کیا۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤکشی کی۔ اور گائے کے گوشت کی کباب بادشاہ نے وزیروں سمیت لیکر کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب مسجد بنوائی۔ بادشاہ امرا سمیت اس مسجد میں آیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بناکر نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ شریعت کو رواج ہوا۔ رونق پائی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہوا۔ ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ملک ہند کے تمام حامی اسلام باشندے آنحضرت رض کے ممنون احسان ہوئے۔ اور اس نعمت عظمٰے کا شکریہ بجالائے۔ اور حسب ذیل شعر گانے لگے ؎

بسیط روئے زمیں باز گشت آبادان | بہ لطف خارق آں قطب مسند عرفاں
تو وادی منبر اسلام انشست صلیب | تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں
زبازوئے تو قوی گشت بازوئے اسلام | کہ از تصادم کفار گشتہ بُد ویراں

تمثیل معارج النبوت اور اور کتابوں میں جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں مندرج ہے۔ کہ جب طنطنہ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا۔ اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفار قریش دیکھکر جلنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔

اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے باقی آدمیوں کو بھی منع کیا جائے کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم کو قطع کر دیں۔ اس بارے میں ایک کاغذ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہؓ کے شعب میں جسے شعب ابو طالب کہتے ہیں۔ نظر بند کر دیا۔ اور اس کے گرد و نواح پہرہ بٹھا دیا۔ کہ اُن میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بیچارہ ضرورت کے واسطے نکلتا بھی تو اُسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو قدرت نہ تھی۔ کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو یہ شعب سے نکل کوئی چیز اُن سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کیلئے۔ اس چیز کی چگنی قیمت دیکر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے مسلمانوں کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ ہفتے کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کیلئے ملتی اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا۔ اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا اور میلا کچیلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال یہی کیفیت رہی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رقیق القلب رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھیجتے۔ جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہو جاتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے۔ تو وہ اس سے لڑتے +

ایک روز حکیم بن حزام نے اپنے یار کو کہا۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہم تو نعمت و رحمت میں زندگی بسر کریں اور ہمارے بھائی۔ بہن اور ماں۔ باپ شعب میں فاقہ مست ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں آؤ کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرف دار بنا لیں۔ دونو متفق ہو کر ابو سفیان کے پاس آئے اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیے اتفاقاً ابو البختری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا۔ کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دو۔ جو قطع صلہ رحم کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حزام نے کہا میں بات شروع کرونگا۔ اور تم نے میری

تائید کرنا۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے۔ تو حکیم ابن حرام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ مَیں نے سُنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعیب میں کھانا بھیجا ہے۔ اُس نے کہا ہاں میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے خوب کیا۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابوجہل لعین بھڑک اٹھا۔ اور بڑے غصّے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا حکیم ابن حرام اور ابوالبختری نے کہا اس صلہ رحم سے کیونکر منع کرتے ہو بخدا ہم بھی ایسا ہی کرینگے۔ اور صلہ رحم بجالائینگے۔ اور اس کاغذ کے پُرزے پُرزے کر دینگے۔ ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے اُن کی مدد کی۔ اور ابوجہل سے مناظرہ کیا۔ ابوجہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابوطالب نے شعب میں سے آکر کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس کے معبود نے خبر دی ہے۔ کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کی بابت لکھا گیا ہے۔ اس پر ایک کیڑا مقرر کیا ہے۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کھا گیا ہے۔ اگر محمد اس خبر میں سچا ہے۔ تو اُسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے۔ تو مَیں محمدؐ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو وہاں سے اتار کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی بسمک اللھم جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی" کے سوائے باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا ہے۔ اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کیا۔ چونکہ حکیم ابن حرام اور ابوسفیان وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس مدد کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرتؐ کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تکلیف برداشت کی۔ تو آنجنابؐ کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق مغرب۔ جنوب اور شمال کو گھیر لیا معراج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و فضل ہے +

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے پہ سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند ہوئے۔ اور دین متین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور بدعت و ظلمت کا قلع قمع ہو گیا +

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا۔ اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا۔ جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے۔ جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیا سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مبعوث ہوئے۔ اور وہ تمام علوم و معارف آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیا گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف کے علاوہ ہیں۔ اُن میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا۔ کیونکہ گذشتہ اولیا کو جن علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں جو اور شرعی کے خلاف ہیں۔ اور جو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیا کے علوم و معارف ہیں۔ جو ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیا پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیا محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین متین کو زینت اور تر و تازگی بخشی۔ چونکہ انبیائے اولوالعزم صعوبتیں۔ اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیا بنی اسرائیل کے انبیا کا رتبہ رکھتے ہیں"۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

القصہ جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے رہا ہوئے۔

اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہوگئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منت وسماجت سے آنجناب رضؓ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اس سے جدا ہو جائینگے۔ تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اِدھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ لشکر میں ٹھیرنے پر مامور تھے تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو۔ اس واسطے آنحضرت کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے آنجناب رضؓ سے التجا کرتا۔ آنحضرتؓ فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت بہشت میں داخل ہونگا جب تمہیں اپنے ساتھ لیلونگا +

اِسی اثنا میں ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع وفزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا۔ کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ اور آگ کی بیڑیاں اور طوق انہیں پہنائے ہوئے ہیں۔ اور انہیں کھینچے لیجا رہے ہیں دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹتے کھا رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت کے منکر ہیں۔ میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں مجھے ایک گڑھا دکھلایا جسمیں ایک صندوق تھا صندوق کو منگا کر دیکھا تو اُس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپکا بادشاہ ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اُسے صندوق سے نکال بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! میں نے اسے معاف کر دیا ہے اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالےٰ نے اسے بخش دیا +

جب بادشاہ نے آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ خوشخبری سُنی۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور بہت سا روپیہ فقرا و مساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو دوزخ میں دکھلایا ہے۔ تو شیطان نے بعض کے دل میں وسوسہ ڈالا +

اِسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان! لوگوں کو کہدو۔ کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔

اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا مردود ہے
وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردودِ خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ
تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ مَیں تو آنجناب کا مقبول ہوں۔ اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے۔ اور جو تمہارا مردود ہے
وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب
دیکھے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا
منکر ہے۔ اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ
کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث کا انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا
انکار ہے ✦

اسلام کے چار رکن ہیں۔ اوّل قرآن دوسرے حدیث۔ تیسرے
اجماع چوتھے قیاس ✦

علاوہ احادیث کے مشائخ امت کے اقوال آنجناب رضؓ کی بزرگی کے بارے میں
متواتر پہنچے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ منصب قیومیت کمالات
نبوت کی انتہا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے۔ جو سراسر دوزخ کے لائق
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر
معلوم ہوا۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت میں داخل ہے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے:۔

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے
کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں آنجناب کے پیرو آپ کے مرید ہونے
قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نمودار
ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔
اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا ✦

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ میں
تمام علما کے سردار تھے۔ آنجناب رضؓ کے مرید ہوئے۔ پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور
خلقت کیلئے واجب ہے کہ آنجناب رضؓ کے ارشاد کی تعمیل کریں ✦

ذکر دربیان

سال ششم از تجدید الف ثانی وقیومیت حضرت خزینۃ الرحمت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ طلبیدن نور اللہ شستری را کہ سرآمد علمائے شیعہ بود از برائے ابتلائے سلطان وقتل کردن سلطان نور اللہ را بارشاد آنحضرت رضی اللہ عنہ

جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی ۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رواج ہوا ۔ اور ظلمت و بدعت ملیامیٹ ہوئی ۔ اور مذہب کو پورا پورا رواج ہوا ۔ اور حق اپنے مرکز پر آ ٹھیرا جیسا کہ آیہ کریمہ سے ظاہر ہے " قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا " تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے ۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزارہا لوگ عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے ۔ بادشاہی لشکر کے ہزارہا آدمی آنجناب کے مرید بن گئے ۔ اور وہ تقلیدی لباس اُتار پایہ تحقیق سے مشرف ہوئے ۔ ہر صبح وشام کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے ۔ دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی ۔ اور رشد وارشاد کو ترقی ہوئی ۔ یہ حالت دیکھ کر وزیر ابلیس نظیر جلا بھنا جاتا تھا ۔ لیکن اس بارے میں اُس کی کوئی پیش نہ گئی ۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں مل گئے ۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری کو ایران سے ہزار روپیہ دے کر منت وسماجت سے منگوایا ۔ جب وہ لشکر کے قریب آیا ۔ تو وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آرہا ہے ۔ جو ظاہر اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے ۔ میں نے بڑی منت و سماجت سے اُسے ایران سے منگایا ہے ۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ اس کا معتقد ہوگیا ۔ وزیر لشکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا ۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے لایا بادشاہ بھی نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا ۔ لیکن جس مجلس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ہوتے وہاں نہ جاتا ۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً رہتا ۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ پر ایسا اعتقاد ہوا ۔ کہ جو کچھ وہ دینی معاملات میں کہتا بادشاہ اُسے بطور سند جانتا ۔ جب نامبارک وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے ۔ تو

اس نے منصوبہ باندھا۔ کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے رواج کے لئے اس سے حکم لکھوا لینگے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا رواج ہونا چاہئے۔ حضرت قیوم اول کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا۔ اُس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرتؓ نے اپنے ایک مرید کو جسے بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت سپرد تھی۔ فرمایا۔ کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے یہ پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاقات کئے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام واکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سُرخ لباس پہنکر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم وستم کرتا۔

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید لباس پہنانے کے واسطے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے۔ تم کیوں غمگین ہو۔ اُس نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا غم ہوگا۔ کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہو کر دین باطل کو اختیار کرتا ہے تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑکر شاہ عباس کا مذہب اختیار کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا فوراً اس کی مفصل کیفیت تو سمجھاؤ۔ اُس نے وزیر کا نور اللہ شستری سے مشورہ بیان کیا۔ اور آنحضرتؓ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ کو ایران سے محض اس خاطر منگوایا ہے۔ کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کر کے اس باطل مذہب میں لیجائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی۔ سلطان سنتے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے جاکر فوراً سُرخ لباس پہنا۔ دربار عام کیا۔ اور نور اللہ شستری کو بلوایا۔ اور مست ہاتھی منگوا کر اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے۔ سب کو قتل کروا دیا۔ وزیر اس وقوعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا۔ شیطان نے اُسے ورغلایا۔ اور اُس نے اپنی کوتہ اندیش عقل پر بھروسہ کر کے دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انحراف کیا۔ اور اپنی سُبکی کو دور کرنے کیلئے لوگوں کو کہا کہ لوگ مجھے ناحق شیعہ کہتے ہیں۔ اگر امام حسینؓ

کو میرے سامنے ذبح کریں۔ تو مجھے رحم نہ آئے۔ لیکن جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرف دار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہکر اُس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شعبدہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو جائے +

ذکر در بیان مناظرہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ با نصاریٰ

فرنگ و رد دین نصاریٰ و الزام دادن آنحضرت آں اشقیا را و بقتل رسانیدن آنہا را

جب نور اللہ شستری مارا گیا۔ تو وزیر غم و غصہ اور رنج و الم اور بے عزتی دبکی کی وجہ سے اسلام سے منحرف ہوا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق سے پھر جائے۔ جب پادری لوگ آگئے۔ تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شعبدہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور منسوخ شدہ دین و ملت کی تصدیق کی اور کمینہ پن چاہا۔ کہ نصرانی دین قبول کرے۔ چنانچہ ایک روز اس نے ٹھان لی۔ کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہئے۔ اور اسی کا رواج کرنا چاہئے +

جب یہ خبر آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور آکر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے سخت گمراہی کی بات ہے۔ کہ تو منسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی وہ برائیاں جو باپ سے تو نے سیکھی وہ دور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگا ہے۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کیلئے آمادہ ہوا ہے۔ یہ بدبختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔ ع

چہ دین ست اینکہ کفرش رہنموں شد ۔ چہ غفلت اینکہ سر تا پا جنوں شد

ہم اب تمہ بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ تمہیں معاف کیا جائے۔ اور تم پھر زبردستی ایسی مصیبت میں پھنستے ہو۔ جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ شعبدہ بازی اور سحر سازی ہے۔ جو سب کا سب استدراج ہے۔ اب انہیں بلاؤ۔ دیکھوں

اُن سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ آنحضرتؓ نے
ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آپ
بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونو فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔
آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تم
انجیل کو نہیں مانتے ہیں۔ پس جو جواب تم یہودی کو نہیں دے سکتے ہیں۔ وہی ہمارا جواب ہے۔
پادریوں نے کہا اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کرسکتا
تھا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب اس وقت اس
امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے
آسمان زمین پر آگرے۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے
اپنے جد امجد حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا۔ جو فرماتے تھے
کہ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا۔ کہ مجھے قیومیت کا اس قدر جوش آیا
ہے۔ کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے
سے ہم پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہونگی۔ آپ کی کرامات وخوارق عادات وتصرفات
میں کسی کو کلام نہیں۔ جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں ایسی کرامات سے معاف
فرمایا جائے۔ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلاکر
نگاہ غضب سے انہیں دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پر گر پڑے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں
کو آنجناب نے فرمایا کہ دیکھو یہ مردہ ہیں یا زندہ۔ جب انہوں نے دیکھا بھالا۔ تو کہا مردہ ہیں۔
آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں بحکمِ خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے
کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر
قم باذن اللہ فرمایا۔ سب زندہ ہو گئے۔ لیکن اپنی نصرانیت پر اڑے رہے۔ باقی
دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا اور پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی
کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اُسی اپنے مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھکر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے قتل کیا گیا اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہند میں تھے۔ بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید بنے۔ بعض نے آنحضرت کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ جن کا تھا انہوں نے اُس کا خمیازہ اٹھالیا۔ آنحضرتؓ نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن ان سے عہد و پیمان لیا۔ کہ آیندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمان کو اپنے مذہب میں شامل نہ کرینگے خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہو +

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے اس وقوعہ کے بعد وزیر سخت شرمندہ ہوا اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب سے معافی مانگی۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے بھی اُس کی خطائیں معاف فرمائیں اور درگاہ الہٰی سے بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی +

ذکر دربیان

سال نوزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ لشکر کشی کردن شاہزادہ شاہجہان بر پدر خود و ہزیمت یافتن او و استدعا کردن شاہزادہ و مرید شدن از حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ برائے سلطنت خود و بشارت دادن آنحضرتؓ بسلطنت شاہجہان را

اس سال شاہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہزادے سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی۔ کہ اس کام میں للہ توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالے مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ یہ عیسائیوں کے اخلاص کی شامت ہے۔ جو تو نے اُن کے حق میں کہا۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے

کئے سے پچھتاتا ہوں - شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں ٥

کنوں در تو بام باصد ندامت　　قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت و سماجت کی - تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا خاطر جمع رکھو - کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے عہد کر لیا ہے - کہ جب تک ہم زندہ ہیں - تو ہی ہند میں بادشاہ رہیگا - ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دینگے - جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو - اللہ تعالےٰ تمہیں فتح دیگا +

بادشاہ نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا - شاہزادہ بھاگ گیا - اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی - سب نے فتح کی خوشخبری دی - بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی - کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنی اپنی کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے - آنجناب کی نظر عنایت اس بندے پر شروع سے ہے - امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائینگے - تاکہ دین کے دشمن اور راہ یقین کے مخالف رسوا ہوں - آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی - لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے - شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کر کے باپ سے لڑائی شروع کر دی - بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا - کئی سخت معرکے ہوئے جن میں شاہجہان کو ہی نیچا دیکھنا پڑا +

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں - کہ شکست کے وقت جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے - اور اس کی کشف نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے - تو اس نے جا کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری جرار لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی - حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں - اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی - اور کشف و فراست کے بعد فرمایا - کہ اس زمانے میں چار شخص ہیں - جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں - لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں - پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ تمہاری سلطنت

پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ ایام حبس میں میں آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہؤا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے عہد و پیمان کر لیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت رہیگی۔ سو اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دار فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصومؓ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئیگی۔ باطنی سلطنت محمد معصومؓ کے ہاتھ ہوگی۔ اور ظاہری تمہارے ہاتھ بلکہ ملک ہند کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہیگی۔ اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب آداب اسی طرح ملحوظ رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہؤا۔ اور آداب بجالا کر اسی وقت مرید ہؤا۔ شاہجہان نے آنحضرتؓ سے متبرک کے طور پر کچھ مانگا۔ آنحضرتؓ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی آج تک وہ دستار شاہان ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ دوسرے عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسی علامت فرمائیں۔ جسے میں اپنی سلطنت میں رائج کروں۔ تاکہ بطور یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کردو اور خیموں کو سرخ۔ اس سے پیشتر شاہان ہند کے خیموں میں سرخ اور سفید رنگ دھاریوں میں ہوتے تھے۔ ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا۔ اصل نام شاہزادہ خرم ہے۔ بعد ازاں آنحضرتؓ نے شاہجہان مقرر فرمایا۔ اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں ہے اور قطبیت زمانہ کا منصب آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ آنحضرت کی اولاد میں قیامت تک رہیگا ✦

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے بہتیرا چاہا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اُسے منع کرتا ✦

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی۔ اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنحضرت رضے اللہ عنہ نے توقف فرمایا۔ کہ میں جو اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھو +

نیز آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے تھے۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنحضرت نے خود تحریر فرمایا ہے +

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالے عنہما کو سرہند سے طلب فرمایا +

ذکر بیان

سال ہشتم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ سیر آنحضرت ہمراہ سلطان ہند و واقعاتے کہ دراں سیر واقع شدہ

خواجہ ہاشمؒ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ بادشاہ ہند کے ساتھ آنحضرت کا بعض شہروں قصبوں اور گاؤں سے گذرنا حکمت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے۔ جس میں میں بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب خیمے لگائے۔ اتنے میں میں نے آنجنابؒ کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ میں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب۔ مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ دل میں آتا ہے۔ کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو گی۔ وہاں چلکر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے۔ کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی۔ آنحضرتؓ نے وہاں وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے

مجھ سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے بتایا تو وہ دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبر دار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا لایا۔ اگرچہ اُس میں چلنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سنکر اشتیاق زیارت سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

ہمائے اوج سعادت بدامِ ما افتد اگر ترا گذرے برمقامِ ما افتد

اس رات اس نے آنحضرت کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مرید ہوا۔ اس گاؤں میں آنحضرت کی مبارک توجہ سے صاحب حضور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کی وقت ایک منزل تک وہ سب آنحضرت کو وداع کرنے آئے +

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاهور پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاھو کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہی خیمے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذیذ کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا۔ پھر آنجناب سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو فرمائیں۔ تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم کریں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکیگا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجناب نے منظور فرمائی۔ اور آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز بادشاہ کیلئے کھانا جانے لگا +

ایک روز بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دردولت سے اٹھکر لشکر سمیت واپس آ رہا تھا۔ رستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ گھر کیسے بیجا واقع ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت ہوتی ہوگی۔ ان مکانوں کو گروا دو۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔ جب آنجناب کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کوئی تکلیف نہیں۔ یہ دقت تو بادشاہوں کو ہوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنا لیں +

جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی افتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا

اس سے کام بھی سودائیوں کے سے ظہور میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لیجا رہے تھے۔ کہ آنجناب نے اثنائے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر پس پشت ہاتھ باندھے لیجا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جاتے ہو۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کیلئے لیجا رہے ہیں۔ آنحضرتؓ نے انہیں وہیں ٹھیرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ بادشاہ بیگم سمیت ننگا اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجنابؓ نے جاکر خوابگاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میں ہوں احمد، بادشاہ حیران رہگیا۔ کہ آنحضرت کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنحضرتؓ نے ان دو رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونو میرے استقبال کیلئے نہیں آئے تھے۔ اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ لیکن ابھی تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنحضرت نے فرمایا انہیں معاف کردو۔ بیگم نے جو آنحضرت کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی معاف کردو۔ نہیں تو اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا معاف کر۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنحضرت نے فرمایا ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کردو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور زر دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں نے آنجناب کے حکم سے انکی جان بخشی کی اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویلدار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں یہ دیدو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو اور منگالینا۔ بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دیکر رخصت

کرو۔ کہ کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیا کیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ خلعتیں اور روپیہ لیکر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونو رئیسوں کو رہا کیا۔ اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے +

جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں جناب سے جدا نہیں ہو سکتا لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا عرصہ شہر سرہند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنحضرت کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنحضرت نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے لوگ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے۔ اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے +

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کا معبد گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس گرد و نواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنوئیں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا۔ کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے آنجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں بادشاہ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ آنجناب اس سے رخصت ہوئے +

ذکر در بیان

سال بست و یکم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ سوال کردن شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بر سر گرفتاری حضرت یعقوب علیہ السلام بحضرت یوسف علیہ السلام و بشارت دادن پیغمبر علیہ الصلوٰت والسلام حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ را کہ چندین ہزار عالم بشفاعت تو بروز قیامت در بہشت داخل خواہند شد و مرید شدن

شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ اور خازن الرحمت رضہ کو سرہند رخصت فرمایا۔ لیکن زاد راہ دینا بھول گئے۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اُترے۔ تو انہیں معلوم ہؤا کہ زاد راہ نہیں لائے حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر پڑا ہے۔ دونو مخدوم زادے حیران رہگئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا لیکن سمجھ گئے۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ دونو بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو گئے۔ اس وقت آنحضرت وضو کر رہے تھے۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زاد راہ دینا بھول گئے۔ یہ لو زاد راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ زاد راہ لیکر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہوگئی +

اسی سال شیخ عبد الحق دہلوی کے بیٹے شیخ نور الحق نے جو دہلی کے علمائے کبار سے تھے اپنے باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ سے حضرت یعقوب ع کا حضرت یوسف ع پر اس قدر مبتلا ہونے کا بھید پوچھا۔ آنحضرت ایک گھڑی خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ بھید ظاہر ہو جائیگا۔ اور میں مفصل لکھ دونگا +

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اُٹھے۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ یاروں نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہؤا۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا۔ تو توجہ ادھر ہوئی۔ اور یہ بھید ظاہر ہوگیا۔ سو کاغذ قلم دوات موجود رکھنا۔ اس دوسرے روز آنجناب نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج رات تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی۔ اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتا ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو دبستاں بنادیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے +

جب وہ رسالہ سائل کو دیا۔ تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلےٰ پائے کے حقائق مندرج ہیں۔ اور نیز اس میں آنحضرت کے اعلےٰ خصائص بھی درج ہیں۔ اور شیخ نور الحق آنجناب کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتا ہے ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو سُنائے جو بعد میں قیل و قال کا موجب ہو۔ میں نے یہی بات آنجناب سے عرض کی۔

آنحضرت نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم جو آنجناب نے اپنے لئے فرمایا ہے! آنحضرت رضؓ نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ؎

یارب آں غنچہ خنداں کہ سپردی بمنش　　　　مے سپارم بتواز چشم حسود چمنش

یہ مکتوب مختلف مخالفوں میں پھرا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات نہ کی*

جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبد الحق کو دکھایا۔ تو اُس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا بہت معتقد ہو گیا۔ اسی اثنا میں شیخ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کیلئے التماس کرتے ہیں صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اولؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کو تسلیم کیا*

انہیں دنوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومیت کا معترف ہے*

مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی (یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خلف الرشید حضرت خواجہ کلاںؒ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدینؒ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے۔ اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے) اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے۔ "اللہ تعالے آپ کو زندہ اور سلامت رکھے۔ اور محبین کے سر پر آپ کا سایہ عاطفت رہے۔ آپ نے ان دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضا ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش ضعف سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحت و عافیت سے مطلع فرما کر مسرور و مشکور فرما دینگے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رضے اللہ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے امید ہے کہ محبوں کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کریگی۔ ان دنوں آنحضرت رضؓ سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے

اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور حیلولہ کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ کے لحاظ سے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جائے۔ تو عقل سلیم یہی کہیگی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے باطن میں ذوق وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی پڑ گئی جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کوتہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اصلی حالت کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے" +

خواجہ ہاشمؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؒ نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا۔ کہ آج عجب معاملہ ہوا۔ کہ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا مجھے محسوس ہوا۔ کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کیلئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے۔ جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اُس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ رقم تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ امر آنحضرتؒ نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمایا ہے +

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشی جائیگی۔ اور آپ کا سلسلہ بہ سبب کثرت وفضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا اور حق تعالیٰ میری امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کریگا۔ حضرت قیوم اول نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو شکرانہ میں آنحضرت کی نیاز کے طور پر طعام پکوایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہوگئی +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک عالم نے مجھے کہا کہ واللہ! ایسا بڑا معاملہ ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اُسے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے۔ لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں؟ اُس نے کہا ملا جلال سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے۔ اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم نے کتاب ہاتھ میں لیکر کہا اے پروردگار! اگر یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رح خزینۃ الرحمت اور صاحب قیومیت وطینت محمدی کہتا ہے۔ اپنے دعوےٰ میں سچا ہے تو اس کے حق میں کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہکر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی "یَکُوْنُ رَجُلًا فِی اُمَّتِی یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا" کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہینگے اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل ہونگے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں۔ یعنی آنجناب رض نے شریعت اور طریقت کو ایک کردیا ہے۔ دوسرے صلہ اس واسطے کہ ملاحت اور صباحت کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاءاللہ عنقریب ذکر کیا جائیگا۔ میں نے اس عالم سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اُس نے بھی اس بات کو مان لیا۔ کہ واقعی یہ آنجناب کے حق میں ہے ✦

اسی مجلس میں ایک اور عالم بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ بزرگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں۔ لیکن میرے دیکھنے میں ابھی تک نہیں آئے۔ میں (خواجہ ہاشم رح) نے وہ مکتوب نکال کر اُسے دیا جس میں آنحضرت رض نے لکھا ہے۔ کہ حقیقت و طریقت دونو شریعت کی خادم ہیں جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رخ کرکے دونو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ ھٰذَا الشَّیْخَ الْمُعَظَّمَ اے پروردگار! اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو۔ اور مجھے کہنے لگا۔ کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو سُنکر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے دور ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں سے وہ رنج والم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی ہی ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اول کے معتقد ہوگئے۔ اور آنجناب رض کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید بن گئے ✦

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو آنحضرت رض کے بڑے خلفا میں سے ہیں۔ آنحضرت رض کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی فوج کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اس وقت شامل فوج تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ اُن کے معبد میں گئے اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے۔ اور ایسا مستغرق ہے۔ کہ اسے قتل کا کوئی خوف و ڈر نہیں آپ نے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا۔ کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ نہیں تو ابھی سر اُڑا دونگا۔ اُس نے آپ کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ حتٰے کہ آپ نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس وقت سے آپ نے متنبہ ہو کر ملازمت شاہی ترک کی اور فقرا کی خدمت اختیار کی اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی۔ حتٰے کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا کہ سبب کیا ہے میں کوشش تو بہتیری کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا تمہارا نصیبہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ہے۔ جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہو گی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہونگی۔ آپ نے یہ خوشخبری سنکر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول کے خلیفہ حاجی حضر رض سے ملاقات ہوئی۔ آپ کو چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے۔ اور کچھ مدت حاجی حضر ہی کی خدمت میں رہے۔ اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھکر تھی۔ اس لیئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت نے آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔ جس سے شیخ صاحب رح کی بالکل تسلی و تشفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے +

چنانچہ "نکات الاسرار" میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ

ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے۔ اجمیر میں مجھے آنجنابؓ نے محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنحضرتؓ کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ میں (ملا ہاشم) دو سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا +

ایکدفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب (شیخ بنوریؒ) کو مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار شیخ صاحب کے ساتھ کئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گرمئے مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخصاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخصاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریاں خاں پٹھانوں کا سردار تھا۔ جو پٹھان وطن سے آتے وہ دریا خاں کے پاس آتے۔ اور دریا خاں شیخصاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخصاحب کے معتقد ہو جاتے۔ اور مرید بنجاتے۔ اور انکی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخصاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخصاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جائیگا۔ اس سے پہلے شیخصاحب کا نام آدم خاں تھا جب حضرت قیوم اول

رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ تو خانی کو عاف کرکے شیخ آدم مقرر فرمایا +

ذکر دربیان

سال بست ودوم از تجدید الف و قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ عرض داشت کردن اکابر علما مشائخ ماوراء النہر و خراسان و بدخشان کہ مشتمل بود بر قبول تجدید و قیومیت و غیرہ کمالات آنجناب و ارادت آوردن آنہا بحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

ملا بدرالدینؒ اور خواجہ ہاشمؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت کے بعض مخلص حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشان خراسان اور ماوراء النہر میں لے گئے۔ اگرچہ پہلے دفتر میں بمقابلہ دوسرے دفتروں کے ابتدائی حالات درج ہیں۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہا اعلٰی و افضل ہے

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علما و مشائخ اپنے وقت کے سردار تھے۔ اور ابھی تک آنجناب کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا۔ تو بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ سبحان اللہ و بحمدہ کہ ہندوستان کے ملک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا سردار ہے ظاہر ہوا ہے اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

بتاریکی دراں آب حیات است

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میرکشاہ شیخ المشائخ کبروی میر محمد۔ مومن بلخی۔ اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قبادانی اور اقضی القضاۃ مولانا فولک نے ایک صالح مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجیں۔ اس صالح مرد نے وہ عرضیاں اجمیر میں آنحضرت کی خدمت میں پیش کیں اور ان بزرگوں کی طرف سے فور محبت و عقیدت

کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا۔ کہ اگر بعض امور۔ کبر سنی۔ ضعف بدنی اور
بُعد مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے
در دولت پر ہی بسر کرتے۔ اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ
کانوں نے سُنا۔ اقتباس کرتے +

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سد راہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیازمندوں
کو اپنے مخلصوں اور مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ افاضت سے ان محبوں کے احوال پر توجہ
فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مہجور ہیں لیکن بباطن حضور ہیں۔ اس مرد صالح نے زبانی عرض
کی۔ کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مطلب کے لئے بھیجا ہے۔ کہ اُن کے لئے جناب سے انکی
ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں
مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی۔ کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف
سُن کر مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے۔ کہ اگر کوئی مکتوب
مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ اور مکتوبات کی تیسری
جلد کی ایک جزو اس مرد صالح کو عنایت فرمائی +

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت
آنحضرت رضی اللہ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوۃ العرفا شیخ المشائخ وعلما
میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر وغیرہ مشائخ
اور علما ذوق و خوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے
لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی
وغیرہ تمام اولیائے امت اس وقت ہوتے۔ تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان و دل
سے مرید ہو جاتے +

سید میر کشاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں
اس مکتوب پر پہنچا۔ جو آنجناب نے ان اولیا کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوتے
اور توحید وجودی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو

اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ تاریکی کے بھنور سے نکلکر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے ؎

مجدد و شیخ ما سر شار عرفاں ۔ کہ سلطانِ ہزاراں بایزید است
مریدانِ مریدانِ مریداں ۔ جنید و شبلی و شیخ فرید است
خمیر طینتش ذاتی کراز چیست ۔ باواز سید عالم رسید است
کمینہ صوفیانے چرخ نیلی ۔ کہ حق دل آفتابش آفرید است

انہی سال ایک خدا طلب حق پرست صالح مرد جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی! ور ان سے فوائد حاصل کئے تھے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں اکبرآباد میں تھا۔ کہ بعض عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش آیا ہے۔ جو کبھی غایب ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس بزرگ کی خدمت میں چلکر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں میرے ساتھ ہولیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں کو کہا کہ تم جوان ہو ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے۔ جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا۔ کہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دور بیٹھ گئے! ور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تا کہ اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کر سکے ایک گھڑی گذرنے نہ پائی تھی۔ کہ ان عورتوں نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کا اشارہ کیا۔ اس نے دور سے ہی سخت ناراض ہو کر کہا۔ کہ فقیروں سے ہنسی مخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہگئیں۔ کہ تاریک رات میں دور بیٹھے ہوئے کیونکر سمجھ لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے۔ ڈر سے نیم جان ہی ہوگئیں۔ درویش کا غصہ تھما۔ تو میں نے خدا طلبی کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ قطب وقت قیوم زماں اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو انکی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہوگا۔ میں نے دیدہ دانستہ کہا۔ کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔ اور زیارت کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک

حاضر خدمت نہیں ہوسکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت تم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بلفظ دہرائی۔ حالانکہ جس وقت مجھ میں اور آنحضرت میں گفتگو ہوئی ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا۔ کہاں میں آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیا کے سردار کی زیارت کی ہے۔ اور انشاءاللہ ایک دفعہ اور کرونگا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہو جائیگا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی ماجرا اسی طرح لفظ بلفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہوا۔

ذکر دربیان تعہد کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

حضرت عروۃ الوثقےٰ معصوم ربانی رضے اللہ عنہ را وخلعت قیومیت پوشانیدن ونشانیدن بر مسند ارشاد قائم مقام خود و بشارت دادن محبوبیت ذاتی وطینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم

اس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرہند میں تھے۔ بارہا مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا میں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلےٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونو فرزندوں کو یاد فرماتے۔ انہیں دنوں آنجناب نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف لکھے :-

مکتوب - الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ - میرے پیارے بیٹو! بیشک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہو گئے لیکن اِدھر سے میں بھی تمہارے دیکھنے کا آرزومند ہوں۔ لیکن کیا کروں ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں

ہو ہیں۔ اس لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کئی گھڑی ٹھیرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں۔ اور یہاں کے مواجید و مقامات کا مجموعہ عجب نرالا ہے۔ بادشاہ جو جانے سے منع کرتا ہے۔ اس میں اپنے مولا کی رضامندی اور عنایت کا دریچہ خیال کرتا ہوں۔ اور اس حبس کو دونوں جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اور ان تفرقہ کے دنوں میں عجیب و غریب غمزے اور اشارے ہوتے ہیں۔ دن بدن جو تازہ اور عجیب نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت فرزندوں کا خیال آجاتا ہے۔ اور ان کے نہ پانے سے جگر کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ امر مسلمہ ہے۔ کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑھ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن شاخوں کو جڑھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے۔ اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے۔ تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔

مصرعہ: درخانہ یکہ خدائی ماند ہمہ چیز — والسلام۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں کو لکھا۔ کہ اب عمر ختم ہونے آئی لیکن فرزند دور ہیں۔

نیز اسی سال آنجناب نے اپنے دونو فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد سعید خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا

دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے۔ کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا۔ کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ اور خلعت۔ مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت زائد کسی کو ملتی ہے یا نہیں۔ میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائد میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لحظہ بعد میں نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اُسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائدہ سے مراد منصب قیومیت ہے۔ جو بلحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے

اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائیگی۔ جو بعد اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا۔ میں نے اس بارے میں التجا کی جو منظور ہو گئی ہیں دو نو فرزندوں کو اس منصب کے قابل پاکر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائیں۔ لکھا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ اعملوآ آل داؤد شکراً ط وقلیل من عبادی الشکور ہ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ۔ پ ۲۲ ع ۸

اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونو مخدوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونیکے چند روز بعد دونو صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی وابستگی اور نظر نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیئے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی نمایاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رحؒ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:۔

مکتوب جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت آنحضرت اور ہم دونو بھائی موجود تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہو گی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی زبان مبارک سے آپکے اس جہان سے وادی قرب میں کوچ کر جانے کی بابت سنا۔ تو گو مجھے آنجناب رضؓ نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب آنحضرت رضؓ نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالےٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے ۔

جب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ جانشین ہوئے ان کے بعد حضرت عمر رضہ اُنکے بعد حضرت عثمان رضہ اور اُن کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج و غم کا مجھ پر سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو امورات آنجناب سے پوچھنے تھے۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

وحشی گذشت ترا یار نکردہ جکایتے　　　اے خانماں خراب زبانِ تو بستہ بود

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ غایت ہے۔ تو فرمایا ابھی میرے کوچ میں کچھ عرصہ ہے لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے۔ اور افراد عالم کا قیام تم سے اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلی ہوئی ✦

اس واقعہ کے ایک سال تین ماہ اور چند روز بعد آنجناب کا وصال ہوا کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۰۳۲ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کیلئے ضروری شرط طینت پیغمبری ہے۔ یعنی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ شرط ہو چکی تھی۔ کہ قیوم ہزار سال بعد ہو گا۔ یہ شرط اولو العزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آنحضرت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا۔ جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان ہو گا۔ اس واسطے آنجناب نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا ✦

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت نزدیک ہے۔ اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اُسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دین متین کو مضبوط کرنے کیلئے پے درپے چار قیوم ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کی تسلی کیلئے خلفائے راشدین کے اسما نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ پے درپے چار قیوم ہونگے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پے درپے چار خلیفہ ہوئے +

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خلعت قیومیت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کو پہنائی۔ اور محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدیؐ پر موقوف ہے عنایت فرمائی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت نہیں فرمائی +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقے امعصوم زمانی رضے اللہ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا۔ کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب الارشاد حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ کے سپرد ہوگئے۔ اور خلیفے اور مرید بھی اُن کے حوالے کئے گئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام یاروں کو حکم دیا۔ کہ قیوم ثانی رضؓ کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ جو شخص حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ اُسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے +

جب سرہند شریف میں آئے تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی سالکوں کو توجہ دینا۔ خلقت کا ارشاد کرنا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے۔ آنحضرت صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ آنجناب رضؓ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفا حضرت عروۃ الوثقے قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سلوک حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے وہ اب حضرت قیوم ثانی رضؓ کی خدمت میں بجا لاتے +

ذکر در بیان

سال بست و سوم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رض
رجعت آنحضرت از لشکر سلطان ہند بدار الارشاد و خلوت اختیار
کردن آنجناب از خلق و امتزاج ملامت و صباحت کہ خلق ابراہیمی ع
و محبوبیت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہست و بشارت دادن
آنحضرت سعید عصر خلیل و خازن الرحمت را بخلعت خلت و ضمنیت
خود و تقسیم نمودن آنحضرت خدمات الٰہی را بر فرزندان خویش

جب آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کا سن شریف باسٹھ سال ہوا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ سو اس حساب سے زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہوکر سرہند تشریف لیجائیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ دیر تک مرقد مبارک کے محاذی مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں کا ذکر ہوا +

چنانچہ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس لشکر سے جانے کیلئے اتنی محنت نہ کرو۔ اُسے اللہ تعالے کی رضامندی پر چھوڑو۔ جب چاہیگا۔ خود ہی یہاں سے رخصت ملجائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کا متبرک قبرپوش "جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا اور پرانا بادشاہوں کو دیاجاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے" آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور عرض کی کہ آپ سے اچھا اس قابل اور کون ہوگا۔ آنحضرت رض نے قبول کیا۔ اور اُسے اپنے خادم کے سپرد کرکے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کیلئے سنبھالکر رکھو +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہوا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی آواز حزین سنائی دی جب حجرہ کے سوراخ پر کان لگا کر سنا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں ؎

باد از زندگی جانے شد سیر از عمرت | چہ خوش بودے کہ عمر جاودانی یافتی

آخر بڑی کوشش کے ساتھ بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ نے بھی مجبور ہو کر آنجناب کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دار الارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال کیا اور مارے خوشی کے جاموں میں سمائے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھے ؎

دیوار درش سجود کردند | شکرانہ ایں ورد کردند

اس سرزمین کے رہنے والے "العود احمد" ہی پکارتے تھے۔ اپنے دردولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کیلئے اختیار فرمائی۔ جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کیلئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگام ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا۔ آنحضرت نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنحضرت نے فرمایا کہ محمد سعید! تم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا۔ کہ جب بو علی دقاق کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا۔

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا۔ کہ آنجناب کے بڑے بڑے اور کامل سے کامل خلفا اور اصحاب بھی تو وارد طالبان الٰہی سے مل گئے تھے ان دنوں جو بعض

دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے ۔ تو ان میں دنیا کی بیزاری کا اندراج فرماتے ۔ اور بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی ۔ دیکھئے کیا پیش آئے

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے ۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچے کو لے آؤں آنجناب رضی اللہ عنہ نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی ۔ پھر میں نے عرض کی ۔ کہ جناب دعا فرمائیں تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو ۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں ۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہونگے تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی ۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ۔

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی کی والدہ نے ختم استغیث اور اس رات کی برکت کیلئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے التجا کی ۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے ۔ اللہ تعالے بہتر جانتا ہے ۔ کہ کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے ۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے ۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو ۔ اس شخص کی کیا حالت ہوگی ۔ جو بچشم خود دیکھتا ہو ۔ کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے ۔ اور جس دن سے بیماری آئی بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے ۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں ۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں ۔ اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا از بس ضروری اور لازمی ہے ۔ اور یہ کہ عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی ۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ ۔ اور مجھے اللہ تعالے کے سپرد کر دو ۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ نے ملاحت وجہ باحسن کو پا لیا تھا ۔ صباحت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خوش شکل ہو یعنی آنکھ ، ابرو ، ہونٹ ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں ۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں ۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو ۔ اور ملاحت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات نہ ہوں ۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو ۔ جو نظر دیکھنے والوں کو مائل و گرویدہ بنا لے ۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں ۔ کہ گو کیسے ہی خوش شکل ہوں لیکن دلربا نہیں ہوتے ۔

بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے۔ لیکن دلربا ہوتے ہیں پس صباحت سے ملاحت بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن اگر دونو ملجائیں تو نورٌ علےٰ نور ہیں ؎

از آں افیوں کہ ساقی درمے افگند ۔ حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

ملاحت کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے مناسبت ہے۔ اور صباحت کو خلت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ✦

چنانچہ حدیث شریف ہے "انا املح واخی یوسف صبیح" میں سب سے ملیح ہوں۔ اور میرے بھائی یوسفؑ صبیح ہیں ✦

حضرت ابراہیم کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے ✦

چنانچہ امت کیلئے حکم کیا ہے کہ نماز میں درود کے وقت کما صلیت علیٰ ابراھیم پڑھیں۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہزار سال تک خلوت میسر نہ ہوئی۔ کیونکہ ہر ایک اولوالعزم قیومیت کی خاطر ہزار سال روبخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت۔ رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت خاص حاصل ہوئی۔ اور یہ تمام جو خلوت پر موقوف تھا حاصل ہوا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الٰہی اسم آخر کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی ✦

نیز یہ ضروری تھا۔ کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو تمام کمالات الٰہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل اجمال طلب

فرمائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے۔ جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو ہم آخر نے مناسب تھے ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی جناب نے خلوت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحت و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال و جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل دہر کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے کاغذ پر تمہاری مہر ہوگی جبتک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہو سکیگا۔ اسی واسطے آنجناب کا خطاب خازن الرحمۃ ہوا۔ اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت۔ گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے سپرد کیں۔ اسی واسطے آنحضرت کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو وہ خلعت پہنچائی۔ جو آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الٰہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے مرحمت فرمائے۔ ان سب انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضے اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دیدی اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی بالاصالت عنایت

فرمائے۔ اور اسالت طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے +

ذکر در بیان بعض کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم اول

خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلےٰ وارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کرکے جناب کا وصف کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کی عادت ہے۔ کہ اولیا اور انبیا کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ دراصل تو کرامت یہی ہے۔ کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لیجائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاویں۔ سو اس قسم کی ہزار ہا کرامتیں آنحضرت کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے اب تک ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہیگا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور دلالت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونو شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکما اور ہند کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیا کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا اور مومن کا عذاب اطاعات میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضے اللہ عنہم سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیا کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین سے سنا۔ جو فرماتے تھے۔ کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں رہا۔ آنحضرت کی صحبت شریف کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال منکشف ہوگئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں میں آسمان کے طبقات کی حالات

اور ان میں کا سب کچھ دکھائی دیتا +

اسی اثنا میں اتفاقاً خیال آیا۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوا۔ یہ خیال آتے ہی میرے حوال میں قبض اور بستگی سی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کی شامت ہے میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈالکر آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا! آنحضرت نے میرا سر اُٹھا کر فرمایا۔ تم طلب کرامت کرتے ہو! اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے +

یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اس قسم کی کرامات کی توقع رکھتا ہے وہ کسی اور شیخ کی تلاش کرے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت قناولیت کا اقتباس اور ذات وصفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گذارے نیز فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں! اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ دین کو تقویت ہو! اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام غالب ہو۔ اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ زمانہ ہے۔ نہ پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل اسکے ظاہر کرنے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے! اللہ تعالے اپنے اولیا کو چھپاتا جاتا ہے! اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہو جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے ہیں لیکن اس میں اللہ تعالے کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے آج کل کی معرفت بہت اعلے و اشرف ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے۔ جو چیز اعلے درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو ملا کرتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں۔ معدودے چند معجزات

ظہور میں آئے +

چنانچہ حق تعالےٰ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیا میں سے سب سے بڑے ہیں فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ" یعنی ہم نے موسےٰ کو نو ظاہر نشانیاں دیں یعنی نو معجزے عنایت فرمائے +

لیکن جو ولایت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے پہلے اولیا کو حاصل تھی۔ اس کا تعلق اسماء وصفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیا کی نسبت مشہور ہے۔ ہزارہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہوا کرتی ہے۔ وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیا نے بہت کچھ ظہور کیا۔ اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر تے ہیں +

کرامت۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے کہ اس میں جناب نے ذات و صفات الٰہی کے معارف و حقائق تازہ اور نئے بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں۔ جو گذشتہ اولیا کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا رواج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیا کو عطا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس مروجہ شے پر غالب آجائے +

چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عہد میں جادو کا بہت رواج تھا سو اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام کو عصا عنایت فرمایا جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہڑپ کر لیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون۔ اوسطاطالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا۔ جس سے وہ حکیم عاجز آگئے +

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کاغذ پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر

چھپا کر دئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف جو فصاحت بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھکر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے ✦

اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے وقت میں حقائق و معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر سنت نبوی کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے یہی حقیقت شریعت ہے۔ جس کے لئے انبیا مبعوث ہوئے۔ اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے دوسرے اولیا کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل تھے ✦

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیفات دربارہ حقائق و معارف تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیا کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ۳۱۳ مکتوب ہیں۔ دوسری جلد میں اسماء حسنےٰ کے شمار کے موافق ننانوے ۹۹ ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اوّل مبداء و معاد دوم معارف لدنیہ سوم مکاشفات غیبیہ چہارم اثبات نبوت پنجم رد شیعہ ششم تہلیلیہ شرح کلمہ طیبہ۔ ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ✦

کرامت - ایک رات حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے۔ جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور آنحضرت کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ اور پھر قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آگیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرھویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے ✦

کرامت میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

ایک کیمیاگر مرد خدا حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا ٹبرا بل نکال آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ نقد کے یاروں کے اخراجات کے کام آئیگا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک کام تجھے بتاتا ہوں۔ بشرطیکہ تو کرے پھر میں تجھ سے یہ بل لے لونگا۔ اس نے عرض کی قربان جاؤں جناب یہ حکم کیوں نہ بجالاؤں۔ حضرت قیوم اوّل رضہ نے خادم کو حکم دیا۔ کہ جس وقت ہم بیت الخلاء (ٹٹی) سے باہر نکلیں۔ تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جاکر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلاکراہت وہ بول و براز بغل میں لے لیا۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہوا جب شہر سے نکل کر اسے دیکھا۔ تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھکر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہوگیا اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سید مرد رحمت اللہ نام کا بیان ہے" میں نے دکن میں ایک بتخانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اسے راہ خدا میں غازیوں کا سا ثواب ملیگا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بتخانے میں آیا۔ اور سارے بتوں کو توڑا۔ اتنے میں یہ خبر ایک ہندو جاٹ نے دیکھی۔ اور بتخانہ کے عابدوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا۔ کہ ایک ہزار آدمی اوزار ہاتھوں میں لئے میرے مارنے کیلئے نکلے۔ میں حیران رہگیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلوائیں۔ اسی آہ و زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی تھی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کیلئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آپہنچے۔ تو ایک ٹیلہ پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے۔ جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان موذیوں کو پسپا کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا

بھاگ گئے۔

کرامت خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص مرید سید جمال نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھکر میں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرنا ہی تھا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا۔ جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ اُٹھا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے۔

نوٹ۔ واضح رہے۔ کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی مولفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں۔

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں ایک دوست کی منت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر یار کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب میں نے اس شیخ کی تربت پہنچکر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول رض کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے ڈر کر مراقبہ چھوڑ دیا۔ اور جلدی اٹھ کر توبہ کی۔

کرامت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک یار کو مرض جذام (کوڑھ) کا غلبہ ہوا۔ لوگوں نے اس سے ملنا۔ جلنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا ترک کر دیا اور کنارہ کشی کی۔ حتےٰ کہ ایک روز اس کے ایک مخصوص یار نے بھی کھانے سے صاف انکار کیا۔ جس سے وہ سخت شرمسار ہوا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے از راہ لطف و کرم توجہ فرمائی

اور وہ بیماری اس سے زائل کر کے اپنے پر لے لی۔ چنانچہ اس مرض کا داغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر تمام و نشان بھی نہ رہا۔ یاروں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھکر غمزدہ ہو کر اس مرض کے دفعیہ کے لیئے عرض کی۔ تو آنجناب ؓ نے فرمایا کہ چھوڑ دو مجھے مجذوم ہونے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجت کی۔ کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔ تو آنحضرت ؓ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی۔ جس سے وہ خشک ہو گیا۔

کرامت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کیلئے تشریف لیگئے اثنائے راہ میں گرمی کی شدت۔ لُو۔ گرد و غبار اور پیاس کا غلبہ آنحضرت ؓ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ یاروں اور باقی لوگوں پر ہوا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود ہی مولنا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت یاروں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آنجناب پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہونگے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آکر سایہ کیا۔ اور صرف اس قدر بارش ہونے لگی۔ جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہو جائے۔ پھر شمالی موسند کی ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

کرامت ایک نوجوان سید نے بیان کیا۔ کہ مجھے ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی۔ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی۔ خصوصاً معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے والے کو ہو گا۔ وہی حضرت معاویہ ؓ کو برا بھلا کہنے والے کو ہو گا۔ میں یہ نقل

دیکھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ نقل ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سر تکیے پر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بڑے غضبناک ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونو کان پکڑ کر فرماتے ہیں۔ اے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے! اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر یہ بات میرے کہنے سے تجھے دل میں لگیگی۔ تو آ تجھے تیری جد حضرت علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے پاس لیچلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے آنحضرت رضی اللہ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لیگئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا تھا۔ آنحضرت نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو دونو نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لیگئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضے شیر خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ خبردار۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا منکر و دشمن نہ ہونا نہ زبان سے انہیں ملامت کرنا۔ ہم جانیں اور ہمارے بھائی۔ کہ ہم نے کس نیت سے تنازع کیا۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لیکر فرمایا۔ کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس سید نے مجھے بیان کیا۔ کہ باوجود نصیحت کے میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہو کر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر مکا مارنے کا اشارہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے میری گردن پر ایک مکا رسید کیا۔ مکا کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکے کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا +

کرامت۔ ایک امیر کبیر نے جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وزیر کے گھر تشریف لیگئے ہیں۔ تو دل سے کڑھا۔ اور

کہنے لگا۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہیں کہ دنیاداروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنحضرت عنہ کے ایک مخلص درویش نے جو موجود تھا۔ کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہونگے۔ یا کوئی اور نیت ہوگی۔ لیکن تیرا اعتراض بہرحال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہوگیا۔ اس دولتمند جوان نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہوکر اسے لپٹ گئے ہیں۔ جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پر آگرتا ہے اور چھری نکالکر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

کرامت۔ بڑے جید عالم حاجی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں علما کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی تقریب سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ اس عالم نے آنحضرت کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں اس عزیز کی خدمت میں حاضر ہوچکا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے۔ اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے۔ وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سُنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مرد خدا ہے۔ یہ سُنکر اس عالم نے بڑے طول طویل مقدمات بیان کئے۔ بہت قیل وقال کے بعد میں نے کہا۔ کہ یہ رہا قرآن شریف آؤ ہم تم وضو کرکے دوگانہ ادا کرکے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی اس شخص کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا۔ چنانچہ ہم دونو نے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ " اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ جن کو تجارت خرید و فروخت یاد الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد ہوگیا۔

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی مدح میں رباعی کہی۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ع

اے آنکہ ملائک مگس قند تو اند

تو آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں

ہونی چاہیئے۔ فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا ترک ادب ہے۔ کیونکہ فرشتے عالم خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہرحال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رح کا حسب ذیل شعر یاد آیا ؎

بے عنایت حق وخاصان حق　　گر ملک باشد سیاہستش ورق

لیکن بسبب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رح کے شعر پر بھروسہ کیا۔ یا تو میں اور مولوی صاحب خاصانِ حق اور انبیا سے ہونگے۔ یا مولوی صاحب نے ازروئے شکر فرمایا ہوگا *

کرامت۔ ایک سفر کی اثنا میں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے باطنی نگاہ کرکے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے۔ کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی یاروں کو اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ الذی لا یضرہ مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم وبکلمات المقامات من شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارا دل وجان اس بلا سے محفوظ رہیں۔ دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ لوگ اُسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جلکر خاکستر ہوگئے۔ جو آگ سے بچا وہ چوری ہوگیا۔ آنجناب کے مخلص مولانا عبدالرحمن کا اسباب بھی جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب رضؓ نے یاروں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی جس جس نے وہ دعا پڑھی وہ بفضل خدا صحیح وسلامت رہا *

کرامت۔ ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنحضرت رضؓ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدمبوسی کا اشتیاق بدرجہ غایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کی طرف لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے اردگرد بہت نورانی انبساط دکھائی دیا۔ آنحضرت

کا مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور تھوڑی مدت خدمت میں رہا۔ آنحضرت نے اُسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گرد نواح میں اس سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گرد نواح منور ہو گیا۔ اور آنحضرت کا قول حرف بحرف سچ نکلا +

کرامت۔ خان خانان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول ہوا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خان خانان اور اس کے فرزندوں کے حق میں بدگمان ہو گیا۔ خطرہ تھا۔ کہ کہیں قتل نہ کرا دے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے مدد کیلئے التماس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام پہلے سے بھی اعلےٰ ہو جائیگا۔ خان خانان نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ کہ عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شان الٰہی دیکھو۔ کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنحضرت کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خانخانان کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھکر اس پر مہربانیاں کیں +

کرامت ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب کا طریقہ تھا۔ کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے لیکن اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار لکھا ہے تمام یار حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کشف حرف بحرف درست نکلی +

کرامت۔ ایک فقیر نے جو ابھی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام اولیا سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے

جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا +

کرامت ۔ ایک دن ایک صاحب دل سید حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہوگیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند ہوگئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیئے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ع

ہرچہ اندر قانہ بود آں طرہ طرار برد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آنحضرت ؓ نے اسے بلا کر مخفی بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیئے +

کرامت ۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کی خاطر قندھار گئے۔ انہیں دنوں آنحضرت ؓ نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعودؒ کے احوال کی طرف متوجہ ہوا تو بہتیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا۔ جب پھر توجہ کی۔ تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آکر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے +

کرامت ۔ جن دنوں آنحضرت رضی اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ رمضان مبارک موسم برسات میں آیا۔ آنحضرت حسب عادت قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ پہلی رات تراویح کے وقت بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنحضرت ؓ اور یاروں کو بڑی تکلیف ہوئی۔

نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ رات کو
بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کر سکیں۔ امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر
تک رات کے وقت بارش نہ ہوگی۔ ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو
بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لیکر پھر بارش شروع ہو گئی +

کرامت۔ جس مسجد کی دیوار شکستہ ہو گئی۔ اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ
اب گری اب گری لوگوں کو یقین ہو گیا۔ کہ ابھی گر جائیگی۔ کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا
تھا۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں گریگی۔ آنجناب کے اصحاب
اسی ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے۔ اور مراقبہ کرتے اور اوراد و ذکر و شغل میں مشغول ہوتے۔
وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنحضرت رضہ نے وہاں سے کوچ کیا۔ تو وہ بھی گر پڑی +

کرامت۔ لاہور میں ایک دفعہ آنحضرت رضہ نے نماز عشاء ادا کرنے کے بعد
ایک اچھی خاصی صحیح سلامت عمارت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے
پاس کوئی نہ آئے حالانکہ ظاہری علامت اس کے گرنے کی نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل
میں کہا کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بہت ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ آدھی
رات کا وقت تھا۔ کہ وہ مکان یکایک زمین پر آرہا۔ ایک لڑکی جو اس مکان میں
سوئی ہوئی تھی۔ بفضل خدا صحیح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔
ان پر اینٹیں ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا میں نے نہیں
کہا تھا۔ کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی
کو اٹھاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اسے مکان تلے سے نکالا تو بالکل صحیح سلامت تھی +

کرامت ایک حاکم نے غنیم پر چڑھائی کرنی چاہی اس مطلب کے لئے اس نے
ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔ فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس
فقیر کی خوشخبری کی وجہ سے اس مہم کیلئے آمادہ ہوا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن سے
دوچار ہو اس فقیر مرد نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ
میں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنحضرت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔
آنحضرت رضہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ تمہاری کشف میں خطا ہوئی ہے۔ میری
دانست میں معاملہ برعکس ہے۔ اُسے جلدی سے اطلاع دو۔ کہ واپس آجائے۔ درویش نے

اسی وقت آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر دور
نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا۔ کہ
اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور نہایت خستہ حالی سے واپس آیا۔ چنانچہ نشان و نقارہ
تک سب لٹوا بیٹھا ✦

ذکر در بیان مکاشفات حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے مکاشفات مکتوبات کے
دفتروں اور رسالوں میں مثل مکاشفات عینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں
ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمناً
وتبرکاً یہاں درج کیے جاتے ہیں ✦

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا۔ کہ
مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں بادشاہ کا ایک
بڑا بھاری لشکر پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے۔ الہام ہوا کہ
یہ شریعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری خانقاہ میں آئی ہے۔ اور
اب قیامت تک یہیں رہیگی ✦

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔
تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بارگاہ احدیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے
اس میں نصب ہیں۔ اور اللہ تعالے کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے ✦

مکاشفہ۔ مکاشفات عینیہ میں لکھا ہے۔ کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ و تعالے
کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے
ان صفات سے ذات مجرد انکی ترتیب کیے ہوئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات۔ قدرت
علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہو سکیں۔ تو بھی
صرف ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہو گا کہ صفات موجود
ہیں۔ اعلم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کی مخالف ہے

باوجود استغنائے ذاتی صفات موجود ہیں۔ جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اُسے
میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے
اسی کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت۔ حیات اور ارادہ کا کام
دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔ الخ +

مکاشفہ۔ نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ قابلیت اولیٰ جسے حقیقت
محمدی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیت ذات ہے۔ جو کمالات شان کا ام بلکہ قرآن مجید
میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہاں کا اجمال ہے۔ اور یہی قابلیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔ الخ +

مکاشفہ۔ مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے۔ کہ قرآن شریف کا ہر حرف
تمام کمالات کا جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ اور یہ کہ جو خاص فضیلت کسی لمبی سورت
میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونیکا کوئی لحاظ
نہیں۔ البتہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے،
جیسا کہ شیون الٰہی میں ہر ایک شان تمام شیون الٰہی کی جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ علاوہ ازیں
ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اولیٰ میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ
میں ہر ایک شان تمام شیون کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے۔ نہیں تو تمام
شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب طریقہ قادری
میں کشفی نظر کی جاتی ہے۔ تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کے بعد شاہ کمال قدس سرہٗ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا +

مکاشفہ نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن شاہ کمال
کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھیرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں
بہت تیز نکلتی ہیں +

مکاشفہ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ تمام جہان کو بدعت نے اندھیری رات کی
بھنور کی طرح گھیر لیا ہے۔ جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اکثر مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے

کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھی۔ جس کا پرتو تابعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آ گئے۔ لیکن ہزار سال بعد ہی نسبت جو صحابہؓ کے وقت تھی۔ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفا کی طرف ہے باقی تمام اولیا ظلال میں تھے +

مرکاشفہ تیز مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ افضل اعلیٰ۔ اولےٰ بحق۔ اور ذات حق کی طرف سب سے سابق ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے +

ذکر در بیان احوال عبادات و عادات شب و روز و ماہ و سال

و بیان شمائل و لباس و عقائد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا +

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے۔ جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ محض فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کیلئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں۔ اسی موقع پر فرمایا کہ میں استحباب کو بھی اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں۔ کہ چہرہ دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے +

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ معارف کے لکھنے میں مشغول تھے۔ بول کے واسطے جو جلدی سے اٹھے تو بیت الخلا میں داخل ہوتے جلدی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی۔ کہ کیوں اتنی جلدی چلے آئے۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگا کر انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا۔ کہ جب میں بیت الخلا

میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآنی کی کتابت کا سامان ہے۔ اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اُسے روک رکھا +

اسی طرح ایک روز بیت الخلا میں داخل ہوئے۔ تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے +

ایک دفعہ مولانا صالح جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب نے جھڑک کر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اُس نے سنا کہ "اللہ وتر یحب الوتر" وتر کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دیدیں۔ تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا +

ایک روز اپنے تخت پر تکیہ لگائے تھے۔ کہ جھٹ پٹ نیچے اُترے اور فرمایا کہ مجھے تخت تلے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت تلے سے کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک حافظ جس کے تلے فرش تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے تلے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے! دریاروں کو بھی حکم دے رکھا تھا۔ کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو +

نیز فرمایا۔ کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی ہے۔ حضور باطنی کے متعلق کامل میں آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ نہایت توجہ سے مشغول ہوا کریں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ اوراد و وظائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے خلفا نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملاً بیان کرتا ہوں۔ وھو ھذا :-

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خاص خادم کی زبانی جس کے متعلق آب وضو۔ مصلےٰ اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست تھا۔ بیان

فرماتے ہیں۔ کہ اس خادم نے یوں بیان کیا۔ کہ مجھے یا تو اُس وقت فرصت ملتی ہے۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ خواب قیلولہ فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے کاموں کیلئے موقع ملتا ہے باقی وقت آنحضرت کی طاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی حال آنحضرت رض کے اعمال کا بیان کیا +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا عمل یہ تھا۔ کہ تہائی رات لیکر بیدار ہوتے یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رو بقبلہ ہو کر وضو کرتے لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو نہ رہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت مع ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سو مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تاکہ "تجھاں بین والنّومین" دو نیندوں کے درمیان جاگنا، ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی "سُبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ" پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور روئے مبارک پر باریک کپڑا اوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے لمبی قرأت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی خبر گیری کرتے۔ اور معاش کے متعلقہ امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد طالبوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف و اسرار خاصہ

کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت القا اور نعمت عطا فرماتے کبھی یاروں میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام یاروں کو عالی ہمتی۔ سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور۔ مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و ما فیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے۔ تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں سے نفیس موتی خرید لئے۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں اس کلمہ میں ولایت و نبوت کے تمام کمالات پائے جاتے ہیں۔ اگر اس کلمہ کے ایک دفعہ کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہان ابد الآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا اجرا ہو گا اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں کہ کوئی شخص کسی کونے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔ آنجناب اپنے اصحاب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے۔ کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کے سبب زمانہ میں ظلمت و بدعت کا غلبہ ہے۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور سوا نجات نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی یاروں اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کی تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے۔ کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیخنا۔ چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتیٰ کہ آہ تک نہ بھری۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب کے چہرہ مبارک پر کبھی آنسو بہتے تھے

یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے۔ تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز ضحٰے ادا کرکے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ آخری دنوں میں جب کہ آنجناب نے خلوت اختیار کی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔ آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں۔ طعام کے بعد سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے۔ اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں۔ لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ کھانا ہی ہے۔ جو عارف کو ملکیت سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی شانی صورت دیکھا کرو۔ آنحضرت دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو بیر کی ساختہ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دنبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دستر خوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بڑے خشوع وخضوع سے تناول فرماتے۔ اور یاروں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پاؤں اس پر رکھتے۔ یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں دو نو زانو اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر سو جاتے۔ آنجناب کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا۔ آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کرکے چار رکعت نماز فے الزوال ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، ضحٰے اور فے الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت اور بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کرکے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر

عصر کی نماز اول وقت میں جب کہ کسی شے کا سایہ اس کی اونچائی کے دو چند کے برابر ہوتا ادا کرتے۔ آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو کبھی ترک نہ کیا عصر کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک اصحاب سے ملکر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے ✤

یہی وجہ ہے۔ کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں یہ دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی حلقہ سکوت میں مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقے قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بزانو بٹھا کر ہر ایک کو جدا جدا نسبت خاصہ کا القا کرتے ہیں اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے۔ بعد ازاں چھ رکعت اوابین ادا کرتے کبھی چار رکعت نماز اوابین ادا کیا کرتے تھے ✤

بعض نے جو حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوابین میں چھ رکعت ہیں۔ سو ان میں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں۔ نماز اوابین میں سورہ **واقعہ** پڑھا کرتے تھے عشا کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں ادا کیا کرتے تھے۔ عشا کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں سورہ ملک تبارک تیسری میں سورہ حم دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے لیکن عموماً سورہ الم سجدہ۔ تبارک۔ قیامت حم دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے اور وتر کے بعد بھی یہ پڑھا کرتے تھے صحابہ کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو سونے سے پہلے

پڑھا کرو وتر کی پہلی رکعت میں سبّح اسم دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علما نے اس کی کراہیت کا فتوے دیا ہے۔ وتر کبھی تو رات کے پہلے حصہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کی بعد اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے۔ تو اُسے نیت کرنی چاہئیے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر ادا کرونگا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے اعمالنامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرلے +

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر۔ جلدی۔ یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتہ اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جَو بھر متابعت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر نہیں +

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاروں کو بلا کر فرماتے تھے۔ کہ سوائے متابعت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو۔ ہمارا انقطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے +

آنجناب مبارہ میں لکھتے ہیں "کہ میں اللہ تعالےٰ کو اس واسطے پیار کرتا ہوں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پروردگار ہے" +

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی بستر استراحت پر لیٹ جاتے۔ سونے سے پہلے ادعیۂ آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سوموار کی رات اور سوموار کے دن آخر میں یاروں کو جمع کر کے ہزار مرتبہ درود پڑھتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنے کیلئے مامور تھے +

رسالہ صلوات ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یادہ رسالہ اردو جس کو

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دو نوں عیدوں کے وقت عیدگاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الضحیٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب خفی طور پر بھی۔ ذوالحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن لواتے نہ سر کے بال منڈاتے تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم نہیں ادا کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر ترویحہ کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب آنجناب قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانئے مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں۔ جن کا علم صرف اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لیجاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و رجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو ڈر اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے۔ چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کی عورتوں پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے۔ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ نماز میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہی عاقبتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا امر ہوا ہے لوگ یا تحویل کی ہوس کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ آداب نماز کو ملحوظ رکھنے کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ" تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے + پ ۱ ع ۵

نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متورع آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جو اور ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجا لانے میں غفلت کرتے ہیں آنجناب نے مکتوبات میں اس بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے احتیاط بہت فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ باجماعت ادا کرنا داخل مکروہ اور لوگوں کو عاشورہ۔ شب برات۔ شب قدر وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آنجناب نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے جو نماز تہجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کیلئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو امر حل و کراہت کے درمیان ہو۔ آپ اسی ترک کرتے ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کیلئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں آپ پڑھتے۔ صرف فجر اور عصر کی نماز کے بعد ایسا کرتے۔ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کرتے۔ اور بعض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لیئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزارہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کیلئے جاتے۔ استغفار اور دعوات ماثورہ سے انکی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع

تھے جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر کو وہ
سمجھ کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد
طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے دعوت قبول فرمایا کرتے لیکن ایسی مجلس میں تشریف
نہ لیجاتے۔ جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات کے ذکر
جہر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریق کی تکبیر۔ بن وغیرہ ان موقعوں پر ذکر جہر کو جائز سمجھتے تھے۔
جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی۔ آپ اُسے قبول نہ کرتے۔
اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے۔
اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ ان صوفیوں اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔
کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شریعت سے مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام
اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو
آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہونگے۔ ان خالی ہاتھ بے سر پا لوگوں
کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں یہ بزرگ قیاس نبوت کی بہ نسبت
اور اولیا کے نزدیک تھے۔ اور بشر کے خواص کو خواص ملک سے افضل کہتے اور نبوت کو
ولایت سے افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ صحو کو سکر پر
ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازع کو نیکی پر محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے حرص و
ہوا سے دور رہتے اس بارے میں آنجناب نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں۔ نقشبندیہ طریق
کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلےٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے۔
کہ یہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر نصیب ہوتی ہے
وہ اس طریقہ کی ابتدا ہی میں حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام
طریقوں سے افضل ہے۔

خواجہ علاؤ الدین عطار، خواجہ محمد پارسا۔ اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز
کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں فرماتے تھے شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت
ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ گو مجھے شیخ صاحب
سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا کیونکہ اصل معاملہ اس کے

خلاف ہے۔ لیکن چونکہ کشفی خطا ہے۔ اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اجتہادی خطا قابل مواخذہ نہیں۔ لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کا کشف دوسرے کیلئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری۔ مشکوٰۃ۔ بزودی۔ ہدایہ۔ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تحصیل علم سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل متعلقہ نماز روزہ وغیرہ۔ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے۔ تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے بموجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست جاتی رہی ہے سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ ہیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے ادب کے بھی ترک ہو جانے سے بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکریہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی یاروں کو بھی تاکید فرماتے۔ ریا اور خود پسندی کو پاس پھٹکنے نہ دیتے۔ کیونکہ ریا اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو ❖

نیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مؤرخوں نے آنجناب کے درجات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور نمونہ تبرک نقل کیا ہے ❖

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضے اللہ تعالےٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرامؓ کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں۔ شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک قمیص کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر۔ شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک۔ کفش مبارک پاؤں میں۔ عصا ہاتھ میں۔ سجادہ کندھے پر۔ سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا۔ جو باطنی نورانیت پر دال تھا۔ آنحضرتؐ کا

قد خاصہ - بدن مبارک نازک - رنگ گندم گوں - آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور ناک اونچی تھی - پیشانی مبارک پر بھوں کے بیچ سے لیکر تمام سجدہ تک ایک سُرخ خط تھا - جو ستارہ کی طرح چمکتا تھا - جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے - انگلیاں باریک - پاؤں بہت ہی لطیف تھے - آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر داڑھی اور سینے پر رُوبھی تھوڑے ، کے سوائے اور کہیں بال نہ تھے - نزاکت اس قدر تھی - کہ آنجناب کا کمر بند آج کسی نازک سے نازک اور لاغر سے لاغر کی کمر پر نہیں آتا - غرضیکہ لطافت ونزاکت بدرجہ غایت تھی - آنحضرت کی لباس وشمائل کو مالابد الدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے - اس میں سے دیکھ لینا چاہیئے +

ذکر دربیان خصائص حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضے اللہ تعالے عنہ کہ امتیاز دارند از تمامی اولیاے اولین وآخرین

اس امت

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے - البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں :-

خاصہ - آنحضرت رضے اللہ عنہ کو حق تعالے نے مجدد الف ثانی بنایا +

خاصہ - آنجناب قیوم عالم ہوئے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا +

خاصہ - اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے آنجناب کو خزینۃ الرحمت بنایا - اور رحمت کا تمام کارخانہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا +

خاصہ - آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنایا +

خاصہ - اللہ تعالے نے آنجناب کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے - عنایت فرمائی - جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت

نہ ہوئی تھی ؎

خاصہ ۔ آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی ؎

خاصہ ۔ آنجناب رضؓ نے ملاحت و صباحت کو ملایا ۔ جو آج تک کسی نے نہ کیا ؎

خاصہ ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا ۔

والسابقون السابقون اولئك المقربون ؎

خاصہ ۔ باوجود ضمنیت کے اللہ تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی ؎

خاصہ ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے ۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے ؎

خاصہ ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا ۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کیا ؎

خاصہ ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو کئی ایک مناسبتیں مثلاً تجدید الف، قیومیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طینت، خلت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں ؎

خاصہ ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا ۔ نیز جسے اولیا نے حق الیقین کہا ہے ۔ وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے ؎

آنجناب لکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہے اور کیا سمجھ سکتا ہے ۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں ۔ صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے بڑے اولیا بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں یہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں ۔ جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہوئے ہیں ؎ خاصہ ۔ آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے ہیں ۔ جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا ؎

خاصہ ۔ حق تعالےٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے ۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام رضؓ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے ۔ باقی اولیاء اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے ؎

خاصہ - آنجناب کے علوم و معارف شریعت کے موافق ہیں - لیکن دوسرے اولیا کے مخالف شریعت ہیں +

خاصہ - آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیا - انبیا اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علی الترتیب ولایت صغرٰے، ولایت کبرٰے اور ولایت علیا ہیں - باقی تمام اولیا سوائے صحابہ کرامؓ کے ولایت صغرٰے میں ہیں +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھکر ہیں ظاہر کئے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے - ظاہر فرمائی +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تینوں ولایتوں (صغرٰے، کبرٰے، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا +

خاصہ - برابر آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں +

خاصہ - حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی +

خاصہ - آنجناب کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم خاص ولایت ہے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا ہو +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے سیر انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا جسے آنجنابؒ نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت، سے تعبیر فرمایا +

خاصہ - آنجناب کو اللہ تعالےٰ نے علم لدنی، عنایت فرمایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرار کیا - کہ جو شخص قیامت تک

آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا۔ وہ بخشا جائیگا ✤

خاصہ۔ آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں واقع ہے۔ اگر آنجناب رضؓ کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈالدیں تو وہ بھی بخشا جاتا ہے ✤

خاصہ۔ آنجناب کی زیارت کیلئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا۔ اور آنجناب کی خانقاہ میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے خاصکر آنجنابؓ کا بدن مبارک طینت پیغمبری صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے ✤

خاصہ۔ اللہ تعالٰے نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو آنجنابؓ کا داماد بنایا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ✤

خاصہ۔ حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات کی اور اپنی حقیقت حیات آنجناب سے بیان کی ✤

خاصہ۔ تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہوئے ✤

خاصہ۔ تمام انبیا فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا ✤

خاصہ۔ آنحضرت رضؓ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں ازل و ابد ایک ہی تھے۔ اور یہ کہ وہاں پر گذشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں۔ اور جو حادثات آئندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی و استقبال دونو کو موجود پایا ✤

خاصہ۔ ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر مرید زن و مرد، بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہونگے وہ اللہ تعالٰے نے مجھے دکھا دیئے۔ اگر میں چاہوں۔ تو اُن کے نام و مقام بتا سکتا ہوں ✤

خاصہ۔ اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا۔ اور اس طریقے والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہونگے ✤

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اکثر نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا ✤

خاصہ۔ شروع شروع میں حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے آنجناب کو ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں ؎

خاصہ۔ آنحضرت کے تمام کمالات و خصائص جو مذکور ہوئے ہیں۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صلبی کو مع قیومیت عنایت فرمائے۔ چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم رابع رضے اللہ عنہ ؎

خاصہ۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ میں ہونگے۔ اور آنحضرت کے سب بڑے خلیفوں میں شمار ہونگے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہدئے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہونگے ؎

خاصہ۔ قیامت تک تمام خلقت کو فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ عمر۔ شفا۔ رزق۔ روزی غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہونگے ؎

خاصہ۔ تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرع امور مثلاً وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے ایسی باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی ؎

خاصہ۔ آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نکلے۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا ؎

خاصہ۔ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد تھے۔ اور آنجناب نے اجتہادیہ مسائل اس قدر کثرت سے بیان فرمائے۔ جو آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے ؎

خاصہ۔ تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آنجناب سے مناظرہ کیا۔ اُن میں سے ہر ایک کا نور آنحضرت میں آگیا ؎

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے ؎

خاصہ ۔ دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں ۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ✤

خاصہ ۔ آنجناب کے پیر مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کے مرید بنے ۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا ✤

خاصہ ۔ آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب الاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا ۔ اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے ✤

خاصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں ✤

خاصہ ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے ۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کرونگا ۔ وہ چند روز میں تمہارا کام سنوار دینگے ✤

خاصہ ۔ آنجناب رض کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا ۔ اور خود کھلم کھلا آکر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے ✤

خاصہ ۔ آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا ۔ کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیازمندی عرض نہیں کی ✤

خاصہ ۔ آنجناب کے پیر مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں لکھنے سے شرم آتی ہے ✤

خاصہ ۔ نیز آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا ۔ کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہئے ✤

خاصہ ۔ آنحضرت رض کے پیر و مرشد نے آپ کی طرف لکھا ۔ "و الارض من کاس الکرام نصیب" زمین کو بھی سخی کے پیالے سے حصہ ملتا ہے ✤

خاصہ ۔ آنجناب رض کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا "شیخ الاسلام کہتا تھا ۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے" مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے ✤

خاصہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ اُن کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے +

خاصہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیر نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طفیل معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہے +

خاصہ۔ تمام سیر وسلوک آنحضرت کو صرف ۲ مہینے میں حاصل ہوا آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک دو لکھ کر القلیل یدل علی الکثیر پر عمل کرتا ہوں +

خاصہ۔ زمانے کے بڑے بڑے علما اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی وغیرہ جید علما آنحضرت کی تجدید کے مقر ہوئے۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے +

ذکر در بیان وصایا حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلق را وبشارت دادن جناب اولاد خود را کہ نسبت خاصہ من قطبیت عالم تا قیامت در ایشان خواہد ماند ومہدی موعود در سلسلہ من مبعوث خواہد شد وبیان شروع مرض وفات آنحضرت رضی اللہ عنہ

ناپائدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے۔ اور بے وفا کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے ؎

کنج اماں نیست دریں خاکداں	مغز وفا نیست دریں استخواں
آنچہ دریں مانْدہ حرکتے بست	کاسۂ آلودہ دستے تہی است

تجدید الف کے تیئیسویں سال کے آخر میں عید الضحےٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں

اور قضائے مبرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ترسیٹھ۶۳ سال ہو گی۔ اب ترسیٹھواں۶۳ سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی تم لوگوں سے غائب ہو جاؤنگا اور اللہ تعالٰے کا دیدار حاصل کرونگا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملا وہ میں نے تم تک پہنچایا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوشش کی ہیں۔ کس قدر ظلم وستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالٰے کے سپرد کرتا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے وقت ہو گی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں ہی۔ کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھینگے کہ مجدد الف ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟" سب نے یکزباں ہو کر عرض کیا۔ "یا امام الاولیا! یا نائب اتم خاتم الانبیا!! واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غائت کوشش کی! اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف و مصائب آپ کو پیش آئے اُن پر آپنے صبر کیا اور شکر الٰہی بجالائے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت و طریقت کو زینت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت تھی! اللہ تعالٰے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے" +

بعد ازاں آنجناب رضی اللہ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا "اللہ تعالٰے تمہیں کمالیت کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سر مو فرق نہ لانا کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا وحدت وجود کے قائل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک

پر ان امور سے وارد ہوئے۔ میں نے انہیں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا! انہوں نے اس سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہونگے۔ اس سے فائدہ تو تھوڑوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کا ہوجاتا ہے۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا عمل عزیمت پر کرنا۔ کرامت اور رخصت کو اعمال میں داخل نہ کرنا۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یاد الٰہی میں صرف کرنا۔ تاکہ باطنی احوال کشادہ ہوجائیں۔ اس وقت سے لیکر قیامت تک باطنی ترقی شریعت پر ثابت قدم رہنے اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ دراصل استدراج ہے۔ اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الٰہی کا مس تک نہیں۔ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے کلام میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھدی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا۔ تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو۔ اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔ اللہ تعالٰے نے اپنے فضل وکرم سے ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے۔ جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہونگے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں۔ عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہوئے۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہونگے۔ اور قیامت تک علم فضل ولایت معرفت۔ قطبیت اور فردیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہینگے۔ میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ اُن سے دعا و توجہ کیلئے التماس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں اُن سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالٰے نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالٰے نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہیگی۔ ہر زمانے میں وہ بلحاظ علم وفضل۔ ولایت۔ معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل

ہونگے ۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ جو فرزند تمہاری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھینگے وہ تمہاری نسل سے ہونگے ۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہونگے خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہٖ مجھ جیسا ہوگا ۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے ۔ خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضی اللہ عنہما گویا وہ مجدد الف ثانی ہی تھے اور یہ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا ۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضہ ہیں ۔ جو اسی سال پیدا ہوئے ۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں ۔ چار قرن تک رہینگے ۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہینگے ۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائینگے ۔ ان کمالات سے مراد ظلیت ۔ اصالت ۔ قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں ۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وصال سے لیکر حضرت قیوم چہارم تک چار قرن گذرے ۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب میں رہیگا ۔ پھر بالکل چھپ جائیگا ۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ کہ میں نے اپنے فرزندوں اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے پر جھیلی ہے ۔ یعنی جتنا عرصہ میں شاہی قید میں رہا اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کرلی ہے ۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی ۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے ۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی ۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں ۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی ۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ داراشکوہ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے کیلئے بہتیری منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود ۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا ۔ لیکن کچھ پیش نہ گئی اس کا مفصل حال انشاء اللہ آئندہ

لکھا جائیگا۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہونگے۔ اور جہان پُرآشوب ہوجائیگا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاربند رہنا۔ اور جہانتک ہوسکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تم بدعت کنندوں پر غالب آؤگے۔ اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ حتےٰ کہ دجال کو بھی ہماری جانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفا ہیں۔ رئیس عالم بنایا ہے وہ خلقت کی طرف متوجہ ہیں۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر رواج ہوگا۔ کہ تمام جہان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک ہمارے سلسلہ والوں سے بھرجائیگا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہونگے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہونگے۔ باقی ہمارے معتقد ہونگے۔ دوسرے سلسلے کمیاب ہونگے۔ عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے جو ہمارے طریقہ میں بیعت ہونگے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے۔ وہ ہمارے نسبت خاصہ کو رواج دینگے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرینگے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کرینگے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ میں کہاں تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محمد معصومؒ اور اس کے فرزند اور آخیر پر امام مہدی ہیں۔

ایک روایت ہے۔ کہ آنجناب رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہونگے۔ اور اس کے وزیر اعظم احمد نام آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ سے ہونگے۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وزیر اعظم ہمارے اولاد سے ہوگا۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہونگے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعود تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ عنہما کی اولاد میں رہیگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے کمالات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ کہ اُس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے۔

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یارو! اب مَیں تم سے وداع ہوتا ہوں۔ یہ سنکر لوگوں نے واویلا مچایا۔ اور آنحضرت خلوت میں تشریف لیگئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں۔

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر دوپہر کو سو کر اُٹھے اور اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو فرمایا کہ دو ماہ بعد جو موسم سرما آنے والا ہے اُس میں مَیں نہیں سوؤنگا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ کیا آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنحضرت رضی نے فرمایا نہیں بلکہ مَیں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنحضرت کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔ انہیں ایام مرض میں ایک روز آنحضرت رضی نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں ؎

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابداً علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ۔ گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر

چمکتا رہیگا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل لکھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہوجائیگی لیکن چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو لقائے پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے یہ سبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہوئے اور یہ دعا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طبیب کہدے کہ تم لاعلاج ہو تو میں بہت سا روپیہ راہ خدا میں صرف کروں۔ مرض موت میں آنحضرت نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کردی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی بیماری کے دنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل کردیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد سورہ قرآنی کی تعداد کے موافق ایکسو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔ آنحضرت رضی کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی۔ جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب خیرات وصدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کیلئے صدقہ دیتے ہیں؟ فرمایا شوق وصال سے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارھویں محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد میں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سنکر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے۔ سعید دہر وجلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ حبیب اللہ تعالےٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کرلیتے۔ آنجناب رضی نے فرمایا میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کرسکونگا۔ کیونکہ یہاں پر بشری تعلقات ہیں۔

جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہو جاتے
انہیں دنوں میں ایک روز آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے
دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اٹھ کر فاتحہ پڑھا۔ اور قبرستان کے
حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین نے عرض کیا کہ
کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔
آنحضرت ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر
اپنے جد اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے اور دیر تک
مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام
پر واپس تشریف لائے اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو
آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا۔ کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے
ہیں۔ دیکھیے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات
انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب
سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سنکر غمگین ہوئے۔
کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تاڑ گئے تھے۔ کہ اب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں۔ کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت
قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تیئیسویں ماہ صفر کو
اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب رض کے بدن مبارک
پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔
اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے۔ اور بعد میں عود مرض سے آناً فاناً
آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رض سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی
آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین جُبّی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھکر

ہے ۔بیان فرمائی ۔اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے کہ دن
رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب کا وصال ہو گیا۔

ذکر دربیان صعوبت مرض و انتقال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا مرض عود کر آیا۔ تو آنجناب کو
بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہوئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو
نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب رضؓ نے
خادم کو فرمایا۔ کہ اتنے کے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ جتنے کے میں نے
کہے ہیں۔ اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتۂ غیبی نے آواز دی ہے
کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی در کام
آجائینگے۔ جب لایا تو آنجناب رضؓ نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال
کیلئے بھیجدیئے۔ جس قدر آنجناب رضؓ نے الگ کر کے رکھے۔ وہ روز انتقال تک کافی
ہوئے۔ جمعہ کے روز باوجودیکہ بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کیلئے جامع مسجد میں تشریف
لائے۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے
جمعے کا دن نصیب نہیں ہوگا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے
بھی زیادہ۔ اور تاکیداً فرمایا کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال
رکھنا۔ اس کی بابت سخت باز پرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت نبوی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے
غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفاء کے اور کوئی میرے پاس نہ ہو۔
میری قبر کسی گمنام مقام پر بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب رضؓ نے پہلے فرمایا تھا
کہ جو بڑے بھائی کیلئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں
مرقد ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب رضؓ نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا۔
لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تامل ہے۔ تو فرمایا
مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن

قبر کچی ہو۔ تاکہ تھوڑے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ کا یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ الوہیت کی بے نشانی کے مظہر اتم تھے +

پھر خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت رضے اللہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اور میں روتا چلاتا ادھر اُدھر پھر رہا ہوں۔ کبھی اَیْنَ اَحْمَد کبھی اَیْنَ اللّٰہ پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ رہی بڑی مسجد میں ان کی قبر جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے۔ لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میر شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیکھا +

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین پر گر پڑا۔ اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ میں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیۃ کریمہ کے موافق ہے۔ "کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السّماء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنحضرت رضے اللہ عنہ شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درخت تھے۔ اس واسطے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا +

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو تین جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزندانِ گرامی کو ان میں تامل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا"۔ ان وصیتوں کے بعد لوگ چھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوتخانہ میں تشریف لائے۔ آنجنابؓ کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جا سکتے تھے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے مہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت

کر دیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے ✦

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا۔ تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔ اب تو تھوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے۔ یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہٗ مکشوف و مشہور ہو جائینگے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت تھوڑا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے ترا۸۳سویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے ✦

جس صبح آنجناب کا وصال ہوتا تھا۔ اس سے پہلی رات میں مجھے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنحضرت رضؓ نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے اسرار سے مستفیض فرمایا جائیگا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام تک پہنچ چکا۔ تو بارگاہ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر میں نہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علمیہ صفات سے پرے ہے جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین حُبی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات

سے معراج ہے۔ اس مقام میں تم دو نو بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنحضرت رضؓ نے میرے بڑے
بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایام مرض میں
آنحضرت ﷺ کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی ضمنیت سے حضرت خازن الرحمت رحؒ
کو اس مقام پر لیگئے اور مجھے فرمایا۔ کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت
کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت
آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم اس
مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ
متعال پر قرآن شریف کے وسیلے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف
سمندر معلوم ہوتا ہے۔ جو کعبہ مقصود سے ملا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے
حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے
لیکن ضمنیت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل
میں بڑا فرق ہے۔ گو آنحضرت پر ضعف غالب آگیا تھا۔ لیکن عبادت و وظائف
کے اوقات میں سر مو فرق نہ آیا۔ بدستور ذکر شغل۔ مراقبہ۔ دن رات کے اوراد۔
نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸۔ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنحضرت
رضے اللہ تعالےٰ نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔
فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری
خلاصی ہو جائیگی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتی تھے ع

اَج ملاوا کہ سونی سکھی سب جگ دیوں وار

ترجمہ (اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں)
اسی رات آنجناب رضؓ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں۔ جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے
رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور
فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد
آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی
فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ اور حسب عادت مراقبہ کیا۔

بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا لیکن اس میں ایک ریت نہ تھی۔ آنجناب ؓ نے فرمایا۔ کہ تھال میں ریت نہیں احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں۔ اس وقت بھی آنجناب ؓ نے بڑی احتیاط سے کام لیا جب تھال میں ریت ڈالکر حاضر کیا۔ تو آنجناب ؓ نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ بول کروں اور تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ۔ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔ کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے۔ جو آنجناب ؓ نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیا کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوتی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

فغاں از عالم بالا بر آمد ۔۔۔ خروش از عرصۂ غبرا بر آمد
غبار از ساحتِ آفاق برخاست ۔۔۔ پیام قبۂ خضرا بر آمد
بسے دودہائے آتش بار از غم ۔۔۔ بجائے موج از دریا بر آمد
دراں وقتے مجدد شد ز عالم ۔۔۔ غریو از یثرب و بطحے بر آمد

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یا ایہا الانام لقد ساف الامام ۔۔۔ من کل اہل افت عروۃ القبول
قطب الذی تفوض دب السماء لہٗ ۔۔۔ حال التی تحیر فی شانہا العقول
ما الموت کان بدل کمال قد انطلق ۔۔۔ من مشرق الظہور الی مغرب الافول
لما اصاب ارشاد رسول تحدثہٗ ۔۔۔ اکنف لعالم دخلت و امرت الرسول

مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ لکھی الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب "۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں لکھی ہیں۔ جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہباز طریقت، معرفت قطب محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں بیان کیا ہے ؎

آں قطب کہ ہم عاشق و معشوق است — بر جوہر اسرار نبی صندوق است

آں سایہ کہ از احمد مرسل بنہفت — ظاہر شدہ کیں احمد فاروق است

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب کی تاریخ وصال لکھی ہیں۔ جن میں سے اکثر ملا بدر الدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں ؎

فریاد ز گردش زمانہ — بیداد ز دست جور ایام

قطب ارشاد شیخ احمدؒ — بخلق بود فیض او عام

در ماہ صفر بہ بست و ہشتم — بگذشت ز دہر بے سرانجام

از رفتن او نہ بے دلاں رفت — یکبار قرار و صبر و آرام

او قلعہ دیں برج ایمان او — او بود بدہر مرد و دام

شد روز وصال عاشقاں شب — شد صبح امید طالباں شام

تاریخ وصال او برآمد — افسوس فتادہ برج اسلام

آنجناب رضی اللہ عنہ کے بہت سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹۔ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ ماہ ربیع الاول کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر رہا۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ یوم کفارۃ سنۃ "ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آنجناب کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے کبار

اِس سُرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدر میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السماوٰت والارض یبکیان علی المومن وبکاء السماء حمرت اطرافہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اُس کی اطراف کا سُرخ ہو جانا ہے۔

ذکر دربیان کیفیت غسل و تجہیز و تکفین و دفن حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان واقعاتے کہ بعد از ارتحال آنحضرت رو دادہ اند:۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو تختہ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنحضرت اس طرح دست بستہ ہیں۔ جس طرح نماز کے وقت باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہما نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئیے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنحضرت کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے ؎

یاد داری کہ وقت آمدنت	ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
ہمچناں زی کہ وقت رفتنِ تو	ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے۔ اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دایاں ہاتھ بائیں پر حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھیرتا۔ پھر لوگوں نے کھولے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری دفعہ جدا کرنا چاہا۔ تو بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم کیا کہ اس میں کوئی بھید ہے۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو سچ کر دکھلایا۔ "کما تعیشون تموتون" جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت میں مرتے ہیں +

حضرت قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہما "جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے" کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند۔ قمیص مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علما کا اتفاق رائے ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیا گیا۔ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کیلئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنحضرت کو اس روضہ میں دجس کی زمین کی نسبت آنحضرت نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ در اصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق کیلئے بنوایا گیا تھا اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت آنحضرت کا جنازہ اندر لیگئے تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ از راہ ادب مشرق کو سرک گئی۔ آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کو وصال کے بعد جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمائیں وہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ عالم! کسی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے۔ فرمایا ہاں ملا ہے چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے "وقلیل من عبادی الشکور" میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں؛ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے وہ لوگ صرف انبیاہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا ہے +

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ منکر اور نکیر کے سوالوں سے معاملہ کیونکر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں میں نے عرض کیا۔ کہ الٰہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں ہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا کہ مجھے تو نہیں ہوا +

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کیلئے اُٹھتا۔ تو دیکھتا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنحضرت رضی اللہ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھکر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور اس قدر رویا کہ میرا بدن کانپ اُٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے +

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منظور نظر تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام تھے۔ تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صف پر میرے اور آنحضرت کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھتا رہا۔ چنانچہ آنجناب نے دستار مبارک دست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ شائد وہم خیال ہی ہو۔ لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنحضرت کو نہ دیکھا +

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی۔ کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم

اللہ تعالٰے کے دربار میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سر اندر کیا۔ اور پھر بایاں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو لقائے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ مجھے بھی بہشت میں لیجاؤ اور دیدار الٰہی سے مشرف کراؤ۔ آنحضرت ؓ نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی +

ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ آنجناب ؓ کے وصال کے بعد آنجناب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدین ؒ کی طرف خط لکھ رہے ہیں۔ جس کا عنوان یہ ہے۔ "ما خود بخود نگاہبان اینجہانیم ما ازیں جہاں گذشتیم و دراں جہاں نشستیم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون" +

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کے مزار فائض الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا۔ پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں (مصنف کتاب) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنحضرت ؓ کے مزار پر جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقٰے نے اپنے مکتوبات میں جابجا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے +

آنحضرت رضے اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفا اور مرید حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلق مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چلکر حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پر رکھا +

جب بادشاہ ہند (جہانگیر) کو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طفیل تھی۔ اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آگیا
کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔ تس پر آنحضرت رضؓ کے وصال کی خبر نے رہی سہی
بھی بگاڑ دی۔ مصرعہ

یکے بود مجنوں دگر خوردمے

انجناب کے فاتحہ کے لئے سرہند آیا۔ آنحضرت کے مزار مبارک پر فاتحہ کرنے کے بعد
زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجالایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ اُس نے کہا آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے حال پر بہت
مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت
فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ
عنایت ممتاز فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امرا
و وزرا کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس
نے حکم دیا۔ کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھ کرو۔ انہوں نے ایسا ہی
کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکری مہر ہے۔ اس میں فلاں مرید سلطان
جہانگیر لکھا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اول کے خلفا کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنون
ہوگیا ہے۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنحضرت رضؓ کے خلفا جنہیں ہندوستان
میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں
رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس ہو۔ میر محمد نعمان رحؒ کو دکن سے
بلوا اپنے پایہ تخت اکبر آباد میں رکھا۔ لیکن آنحضرت کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت
وحرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت کی عمر ترسیٹھ ۶۳
سال اور مدت قیومیت تیئس سال تھی +

ذکر در بیان اولاد و محبات حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہے

سات بیٹے اور دو بیٹیاں بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ حضرت خواجہ محمد یحییٰ۔ حضرت خواجہ محمد عیسےٰ حضرت خواجہ محمد فرخ اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالےٰ عنہم ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسےٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔

آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ عنہا دوسری ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن ام کلثومؓ حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

میرا (مصنفؒ) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے لیکر اب تک ہو گذری ہے یا موجود ہے) حالات بیان کروں۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرہند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے مجھے آنحضرت کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرہند جانے کا اتفاق ہوا۔ تو صرف دس پندرہ روز رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا سو جو کچھ حالات اس کتاب میں آنحضرت کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجنابؓ کی اولاد کے تمام مع مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہ بلا کم و کاست یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ "والعھدۃ علی الراوی"۔

حضرت اکبر اولیا خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ:۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے فرزند اکبر ہیں ۱۰۰۰ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپکے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دئے جاتے

ہیں۔ رجب ۱۰۰۰ھ ہجری کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے فکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاتحہ پڑھا۔ ان دنوں بسبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے۔ جدھر جی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گذرے۔ تو فرمایا۔ کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہؒ نے خواجہ محمد صادقؒ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہ ایک اسی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تحقیق جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے +

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی برخورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں۔ انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئیگا +

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کونیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دیدیتے۔ اور جب مقبروں پر لیجا کر مردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراء جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں۔ کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں۔ تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے +

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں

آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور اُن میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پر رقت طاری ہوگئی +

ظاہری علم میں قوت تحقیق اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی۔ کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ چونکہ علم معقول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سنکر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کیلئے قوت مدرکہ ہے ہی نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف لکھی ہے :-

چنانچہ مکتوب ۲۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقامات جذبہ و سلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار اور خطا و غلطی سے محفوظ ہے +

مکتوب ۲۴۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور اسکی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں نقیروں کی طرح بیٹھا ہوں یعنی سرہند کی قطبیت خواجہ محمد صادق کی تھی +

مکتوب ۲۱۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلہ سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے۔ اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے +

نیز حضرت **قیوم اول** رضے اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند رضے اللہ عنہ نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ اور محمد عیسے کے سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جل و علا کی آیت اور رب العلمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اُس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں بآسانی پڑھا

سکتے ہیں۔ آپ کے شہود کشف کی حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے شلوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ السلام ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا۔ اور اس ولایت کے عجائبات و غرائبات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ منکسر المزاج اور خشوع و خضوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالےٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود تجارت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بھی اُن کے ساتھ اپنے جد بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کیلئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے۔ اس واسطے محض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہیئے ملک عدم ہوئے۔ جب سرہند میں مرض طاعون کا زور ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤنگا۔ یہ فرو نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہو گیا اور سوموار کے روز ۹۔ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ جد بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیئے۔ لیکن حضرت قیوم اول نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چودھویں سال کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ آکر مریض کو موکلوں کے ہاتھ سے نجات دلواتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھا لیا ہے تو پھر تم خلقت کو کیوں اس میں پھنساتے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت کا یہ اولیا خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گلے میں باندھیگا۔ وہ مرض طاعون سے بچ جائیگا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وبا کیلئے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ عنہ کے عہد میں وبا کا زور ہوا۔

آنحضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مریض کو دیتے۔ تو گلے میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اول ہر جمعہ کی نماز کے بعد فرزند دلبند کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے۔ اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے۔ اور جو لاانتہا ترقیات آنحضرت کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور عنایت الٰہی وارد ہوئیں۔ اُن پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب و غریب اسرار جو رحمت الٰہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ عرائض آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنحضرت نے حکم دیا۔ کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پر ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں ✤

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ ہے۔ یعنی **شیخ محمد** ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ (شیخ محمد) بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت قیوم اول نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی۔ کہ اپنا ایک فرزند مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اسے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا اور فرمایا کہ اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل و عیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بلکہ بالکل نہ رہی۔ یہانتک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لیجا کر خود اُن کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے لیکن یہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کمال تصرف تھا۔ کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوئی ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے +

شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں :-

محمد اسحاقؒ۔ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاقؒ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذؒ، اور محمد فاروقؒ دونو بھائی شائستگی اور خجستگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروقؒ لاولد گئے +

شمس الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے دوسرے بیٹے تھے اپنے آباد اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد زکریا۔ آپ محمد ابراہیمؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لاولد گئے +

زینت النسا۔ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں +

شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ محمدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا تھا یعنی شیخ بہاؤالدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی اور نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فرو گذاشت نہ کرتا تھا شیخ بہاؤالدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں +

محمد شجاعؒ آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدیؒ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد ابو بکرؒ۔ آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے +

محمد ظہیرؒ آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد نرینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں +

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں۔ عین النسا و زین النسا جن میں سے عین النسا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ محمد عثمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النسا حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے دوہتے شیخ عبداللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں +

شیخ محمد زاہدؒ شیخ محمدؒ کے تیسرے فرزند ہیں آپ ورع و تقوے سے موصوف تھے باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی۔ جو شیخ ابراہیمؒ کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر الحمد، دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحیٰی کے پوتے محمد روشنؒ سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف ایک لڑکی دالبعہ نام ہے یہ شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے۔ جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں +

ذکر در بیان احوال سعید عصر خلیل دہر خازن الرحمت حضرت

خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۱۰۰۵ ہجری کو پیدا ہوئے ؎

بخوانم کہ اکنوں مدح آں شاہ را | کہ چشمش ندیدہ جبۃ اللہ را
سعید از ازل آمدہ نام او | سعادت بود اولیں کام او
تفحص نمودم دریں شہ ورق | بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعیدؒ کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ کیا چاہتے ہو۔ تو کہا۔ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی۔ تو فرمایا محمد سعیدؒ بڑا رند ہے۔ اُس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعیدؒ نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ حاصل کئے۔ دس سال کی عمر میں دونو علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں حضرت خازن الرحمت کا علم ظاہری اس درجے کا تھا۔ کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علما مثلاً مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی۔ ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند۔ وغیرہ اُن کے شاگرد کی طرح تھے۔ ایک دن ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک لاینحل مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران ہوگیا۔ سرہند کے مفتی ابو الخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی لیکن نہ دے سکا چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لاینحل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہہ چکا تھا۔ کہ اگر ابو حنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں جب آپ سے اس نے یہ مسائل بر سر عام پوچھے۔ تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہئے ؟ کہا کہ محمد سعیدؒ نے مجھے اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باختہ ہوگیا +

حضرت قیوم چہارم رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دو نو بھائیوں خازن الرحمۃ رض اور عروۃ الوثقےٰ رض کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ہ رقعہ تھا۔ جو ان دو نو بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بیجا ہے۔ حضرت خازن الرحمت رض نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا اس کے لکھنے والے اور ہیں۔ جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بیجا ہے جب اس نے حضرت خازن الرحمت رض کو رقعہ دیا۔ تو اگر بیجا بھی تھا۔ تو اپنے تصرف سے بجا کر دیا۔ اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بیجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو وہی بجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ نے فرمایا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی کل لوگوں میں برسر عام ہمیں کہ دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکر کل پڑتی میرے مصنف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ ابوالخیر علمائے سور سے تھے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں اس وقت کے اکثر علماء و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ تعالے عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کے گفتگو شروع ہوئی۔ اور اور علمی قابلیت کا تذکرہ ہوا۔ یہ دو نو بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دو نو بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھکر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دو نو صاحب کون ہیں ؟ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیونکر پیدا نہ ہوں +

حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ علم ظاہری میں بڑی اعلےٰ پایہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تعلیقات و مشکوٰۃ۔ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور ترجیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے درج فرمائی ہیں۔ جن پر حنفی مذہب کا دارومدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے جس میں بڑے بلند

حقائق اور ذات و صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے۔ جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے "حضرت سلامت در شاہا باد مشغول بود روح را از بدن جدا دید ظاہرست کہ ایں مقام حیرت است" حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو اپنے احوال لکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے! انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا۔ اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم دو تو بھائی میرے امام ہو۔

نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا اور بائیں طرف رجوع کیا قطب بائیں طرف ہوتا ہے۔ یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضہ کو دی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خُلّت عنایت کی۔ آنحضرت رضہ فرماتے تھے۔ کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنحضرت رضہ نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ اُن کی مُہر سے داخل ہوگا اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ نے اپنی ضمنیت میں نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ چنانچہ حضرت خازن الرحمت رضہ اپنے فخر میں کہتے ہیں "اَلْیَوم نسبتی کنسبتہ لجدی" جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کیلئے تشریف

لگ گئے۔ توجہ کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے
پہلے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مبارک سے آواز آئی "العجل العجل
انا الیک مشتاق" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی
جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف
ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ شریف میں آپ اس قدر ضعیف
ہو گئے کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی
شفا کیلئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں
کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدعا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے۔
حتے کہ عرش کرسی۔ لوح و قلم یہانتک کہ الٰہی اسما و صفات و شیونات زاری اور
عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔
آپ کے فرزند رشید شیخ عبد الاحد نے "لطائف مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے
جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازن الرحمۃ پر مکشوف ہوئے۔

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو
مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا
کہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ
بے دین تھا۔ اسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں پھر منت و سماجت کی۔ تو
حکم الٰہی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رفضیوں کے جرگہ میں داخل کر دو۔
میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر ضرور مسلمان
ہوگا۔

کرامت۔ مؤلف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہی لشکر
میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا۔ آتے جاتے اسے کوئی آدمی
نہ دیکھتا۔ گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی۔ کہ اسے کچھ کہے۔ لشکر میں حضرت خازن الرحمت
کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا۔ وہ مخلص اسے گتھ گیا۔ وہ
فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر جو بیٹھا۔ اس نے مجبور ہو کر حضرت خازن الرحمت رض

کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھڑک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے پنجے سے رہائی دی ؛

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رحمۃ کے ایک دولتمند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا دیکھ۔ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لیکر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اُس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گذری تھی ؛

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں اصحاب کبار کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رحمۃ کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سنکر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک تھا لیکن بعد میں درست ہو گیا ؛

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رحمۃ صبح سے شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو اس کی استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیا سے ہوتی ؛

ذکر در بیان وفات حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماجت سے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دارالخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مدنظر رکھکر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے۔ کہ بیماری

شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا
جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے طرح طرح
کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کیلئے
مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا۔ کہ ایام وصال نزدیک ہیں
تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے
چھتیس میل کے فاصلہ پر پنھالکہ میں پہنچے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی
سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۷۔ جمادی الثانی ؁ ہجری ہے
تجہیز و تکفین کر کے پالکی میں ڈال کر سرہند لائے ٭

شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک
کی پاسبانی کر رہا تھا۔ اور ہر گھڑی بہ سبب بیقراری آنجناب رضی کے روئے مبارک کو
دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں آپ
نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں ادھر اُدھر ہاتھ مارا۔ لیکن وہاں سوائے کفن
کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے آنجناب رض کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے
یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہو گا۔ لیکن اس بارے میں
ہم بہت شرمندہ ہونگے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا۔ تو دیکھا
کہ آپ بدستور پالکی کے اندر موجود ہیں ٭

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نے آپ کی رحلت کی خبر سُنی تو سخت
غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے
قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش
نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے تاکیداً فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیے
لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے
ہٹ گئی۔ اور فرش غائب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمت رض کو لحد میں رکھا گیا
تو آپ نے آنکھیں کھولکر حضرت عروۃ الوثقے رض کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک
دو نو بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ
نے اشارہ کیا۔ کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے

آج کل اس قبر کی لحد بارش کے پانی کے سبب تنگی ہو گئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں ہوا اور بدن مبارک بدستور قائم ہے اور قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمالات اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ مَیں نے تبرکاً صرف چند ایک ذکر کئے۔ نمونہ از خروارے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پنیچھ سال تھا آپ کی بلاواسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسما گرامی یہ ہیں:۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ✤
لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النسا فخر النسا زینب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ✤

شاہ عبداللہ شاہ سعید ؒ:۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھیں۔ شاہ عبداللہ نے چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ جب آپ کی منسوبہ نے سُنا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے ملکر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مرجائیگی۔ عورتوں نے عرض کیا۔ کہ مرنے سے محفوظ رہے صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز بعد فوت ہو گئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے ایسا زخم لگایا ہے۔ جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ✤

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ شاہ عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری

جانی رحمۃ اللہ علیہ تھیں۔ جن میں سے جانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں۔ اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی ۔

شیخ احمدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق کی بیٹی صلاح النسا کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ سے ہوئی۔ شیخ احمدی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی ۔

سراج الدین۔ آپ شیخ احمدی کے فرزند شیخ محمد زکی کے مرید ہیں نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساء شیخ محمد پارسا کے پوتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدین کا صرف ایک بیٹا تھا ۔

شاہ لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کیلئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے ۔

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اور مولوی فرخشاہ رضی اللہ عنہ ہم سبق تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد رہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشیے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں۔ اُن کے جواب میں کشف الغطا نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا اور خلافت سے مشرف ہوئے ۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بذکر ذکر الٰہی میں متحرک تھی۔ میں حیران رہگیا۔ کہ یہ کس قسم کی نیند ہے۔ میں نے آپ کے جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانسا چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجے کے متقی اور اپنے آباو اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپکا شعار تھا۔ ۱۴ شوال ۱۱۰۰ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے روضہ منورہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپکے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں ؂

علی رضا۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رحؒ کے مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی ہیں تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمتہ کو فرمایا۔ کہ اس لڑکے میں شورش عظیم اور ابتلائے فخیم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنحضرت رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت دیپقی سیکھی۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے۔ کرنے شروع کئے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منعقد کرتا۔ اور نماز تراویح میں ہر تراویح کے بعد مجلس بدعت وسماع ونغمہ قائم کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں۔ عورتوں۔ اور گائیوں کے راگ و ناچ سنتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کی خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بیزار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن وہ یہ بات معلوم کرکے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکلکر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم تکسیر۔ تسخیر۔ کیمیا۔ سیمیا ریما وغیرہ حاصل کرکے اکثر جنّوں کو اپنے قابو میں کر لیا ؂

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو سختیاں اور مصیبتیں

اُس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ اُن میں سے
ایک یہ بتائی۔ کہ میں چالیس روز ٹکٹکی لگائے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آنکھ تک
نہ جھپکی۔ لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتوےٰ
دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے
اسے عاق کر دیا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو
خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ
کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو۔ کیونکہ شیطان رحمان کا
نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقراء نے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو جن اس کی تابع تھی انہوں نے
بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار
نہیں ہوتے۔ اُس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت اللہ
قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اُسے معلوم ہوا۔ کہ دین و دنیا کے
کام حضرت سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہونگے۔

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے۔ کہ میرے بھائی نے مجھ سے
کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کا نور دیکھتا ہوں
حتٰے کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے نور سے خالی نظر نہیں آتی اس واسطے
مجبور ہو کر حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی
کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے از راہ کرم اسکی تقصیریں معاف
فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قدیمی عداوت پر رہے
اس نے سرہند آکر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا حتٰے کہ برادری
سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکل کر گجرات
میں آبسا۔ اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد اُسے کافر ہی سمجھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سرہند میں علی رضا

کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔ کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانیؓ نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیازمندانہ عرضیاں وعا و توجہ کی التماس کیلئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پر کاربند رہا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنحضرت کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاصکر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ چاہا۔ کہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کرے۔ لیکن بہ سبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ غائبانہ مرید رہا +

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ۔ وجہ اللہ۔ محمدی۔ بدعالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں +

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے دوسرے خلف ارشد ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم غریبہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی۔ علم ریاضی۔ علم حکمت ہیئت۔ ہندسہ۔ حساب۔ طبابت۔ رمل۔ نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علما آپ کو اپنے آپ سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپکا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپکے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی +

محمد اشد علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی محمد ارشدؒ کے بڑے بیٹے موزون قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپکا شیفتہ بنجاتا۔ محمد مرشد رحمۃ اللہ علیہ آپ مولوی محمد ارشدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔

آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کیئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور احمدیہ طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشاد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک جید نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپکا انتقال ہو گیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلےٰ درجہ کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہوگئی ۔

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا۔ دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ ورع تقویٰ صلاحیت۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدمی آپکا شعار تھا۔ آپکے دس بیٹے تھے لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ۔

عطاء الٰہی۔ آپ شیخ محمد ضیاء اللہؒ کے بیٹے ابھی چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے ۔

محمد سعید۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد فوت ہو گئے۔
مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمت النسا جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاطمہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری سیقہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی ۔

شیخ سعد الدین سعیدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت

قیوم رابعؒ کے نانا تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ✦

شیخ محمد قطبؒ۔ آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ آپ اعلےٰ درجے کے صالح اور پرہیز گار تھے۔ آپکی ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی ✦

محمد غوثؒ۔ آپ شیخ محمد قطبؒ کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید۔ صالح۔ متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیمؒ اور جمال اللہؒ جو دونو ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے دوسری محمد مرشد سے اور تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطبؒ کی لڑکی حضرت قیوم ثانیؒ کے پوتے شیخ محمد سے منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النسا جو اپنے زمانے میں سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہؒ اور رضیۃ الوقت ہوتیں۔ تو آپ کی غلامی کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساے عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپکو حاصل ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ آپکے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو العلیؒ سے منسوب تھیں۔ دوسری سید النسا جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوبہ تھیں ✦

شیخ عبد الاحد مشہور بہ شاہ گل سعدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلی اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپکے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالثؒ

آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے۔ کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے۔ کہ باوجود چچازاد بھائی ہونے کے حضرت حجۃ اللہ رضی کی خدمت بجا لاتے۔ چنانچہ آپ کی رکاب کو پکڑ کر پا پیادہ چلتے۔ اور بعض وقت آنحضرت کا عصا اور نعلین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایت ثلاثہ۔ کمالات نبوت۔ اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب کو عنایت فرمایا۔ آپ کی بعض اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے۔ کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث عنہ سے استفادہ کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجالانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ حضرت قیوم ثالث عنہ کے مرید تھے +

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونو صاحب شیخ صاحب کے محرم اسرار تھے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عبدالاحد نے بہت کچھ باطنی استفادہ حضرت حجۃ اللہ سے کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم	بلبل از بوئے تو جوشند خبر یافتہ ایم
سر پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم	آبرو ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ ہا میکنم از شوخی فریاد ہنوز	یار شیرین و تہا طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہ ہر نفس نہ بستیم برنگ وحدت	نقشبندے ہست کز فیض نظر یافتہ ایم

میرے مصنف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہوں۔ شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں +

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ہندوں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بابا۔ جب اس نے اس مجمع کا رُخ کیا۔ کہ ان سے جا کر نام پوچھے

تو شیخ صاحب نے اُسے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ اس کا نام بابا نہیں راما ہے۔ جب وہ اس مجمع میں گیا۔ اور نام پوچھا۔ تو پہلے انھوں نے کہا اس کا نام بابا ہے جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اسے راما کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپکا معتقد بن گیا شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ اور شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپکا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً شواہد التجرید، لطائف مدینہ، اور جنود اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑھکر صالح۔ عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کاربند تھے آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار کئے جاتے تھے۔ جس سال کافر سرہند پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ آپ نے اُن کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پیشتر دے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شاہجہان آباد چلے آئے۔ اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۶ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شیخ صاحب کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" "پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رض کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں +

شیخ ابو حنیفہ رح۔ آپ شیخ عبد الاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ پہلے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بلی کے ڈربے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بلی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا اور بلی اُسے کچھ نہ کہتی تھی۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

شیخ محمد زکی رح۔ آپ شیخ ابو حنیفہ رح کے بڑے بیٹے عالم، عامل، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رض کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک

اپنے دادا جان اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ آج کل ان نیکبختوں کے خاندان میں شیخ محمد زکیؒ جیسا اور کوئی نہیں۔ اعتبار سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کاربند تھے۔ آپ سرہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعیدیہ کے بعض لوگ آپکے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپکے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں آپکا صرف ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے شلؒ مشہور بہ بھیکہ۔ بھیکھ ہندی زبان میں دریوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکیؒ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اُسے بھیکھ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کے مناسب تھی۔ آپ حضرت مروج الشریعتؒ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپکے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد۔ اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدیہ ہیں ✤

محمد میرؒ۔ آپ شیخ ابو حنیفؒ کے دوسرے فرزند ہیں دُنیا سے لاولد گئے شیخ ابو حنیفؒ کی دختر ستارہ خانم ہے۔ جو حضرت شیخ محمد یحییٰؒ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں ✤

شیخ محمد تقیؒ۔ آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت حجت اللہؓ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے شیخ محمد تقیؒ کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی۔ آپ طریقہ احمدیہ نیز شریعت وطریقت کے بڑے پابند ہیں۔ شعر بھی اچھا کہتے ہیں۔ ایک دن شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ جو سنہری لباس جس میں جواہر اور یاقوت لگے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا جب اس نے شیخ صاحبؒ کو دیکھا تو لجھا گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ شیخ محمد تقیؒ نے فی البدیہہ کہدیا ؎

ملوث کے کند اسباب دنیا اہل عرفاں را | کجا آلودہ سازد آب زر دامان قرآں را

بادشاہ سنکر بہت خوش ہؤا۔ اور کہنے لگا۔ خلف رشید ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالٰے کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ محمد اظہرؒ۔ آپ شیخ محمد تقیؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلٰے درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے آپ کو اپنا امیر بنایا۔ محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔ محمد ظہور اللہؒ۔ آپ شیخ محمد تقیؒ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگمؒ حضرت شیخ محمد یحیٰے کے پوتے شاہ احمدؒ کی منسوبہ ہیں۔ اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعتؒ کے پوتے شیخ الاسلام کی منکوحہ ہیں۔ اور تیسری پیاری بیگمؒ کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازدواج شیخ محمد یعقوبؒ کے پوتے میر الٰہیؒ سے ہؤا +

شیخ محمد جوادؒ۔ آپ شیخ عبد الاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالٰے عنہ کے مرید تھے۔ آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی +

محمد انوارؒ۔ آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے۔ آپکے تین بیٹے تھے۔ یعنی نور الابصارؒ۔ نور الاخبارؒ۔ اور غلام احمدؒ +

شیخ نور الحقؒ۔ آپ شیخ عبد الاحدؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا تھا۔ کہ بادشاہ نے آپکو لشکر کا اعلٰے قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں +

ضیاء الحقؒ۔ آپ شیخ نور الحقؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپکا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے۔ جو نہایت صالح مرد ہے +

عزیز الحقؒ۔ آپ شیخ نور الحقؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپکا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے +

سعید الحقؒ آپ شیخ نور الحقؒ کے تیسرے اور لاولد فرزند ہیں +

شاء الحقؒ آپ شیخ نور الحقؒ کے چوتھے اور لاولد فرزند ہیں +

جمیل الحق ؒ - آپ شیخ نور الحق ؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔ عطاء الحق ؒ - آپ شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں +

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ نور الاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبدالاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فقیر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی شیخ محمد یعقوب کے بیٹے شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے +

شیخ محمد عابد ؒ - شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا +

سید جیون ؒ - آپ شیخ عبدالاحد ؒ کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپ کے مرید بکثرت ہیں +

حاجی محمد امین ؒ - آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں +

شاہ گلشن - آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ شعر بہت عمدہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اکثر شعراء آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے +

شیخ مراد ؒ - آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ بیشمار ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا موجب طوالت کلام ہے +

شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ - آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنحضرت ہی کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہگیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں بہت بہت خوشخبریاں دیں +

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نومسلم بوڑھا کھڑا کہ رہا ہے۔ کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ کا نفس ہوں

اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ نیز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد و عالم ہیں۔ شیخ صاحب علم۔ حلم۔ ورع اور تقوے سے بدرجہ کمال آراستہ تھے شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ حتےٰ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔ دیوار قبر کے اندر باہر واقع ہیں ✣

میرے مصنفؒ، والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں بزرگی میں اُن سے چوتھے درجہ پر یہی قبر ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے ✣

محمد نور القدسؒ۔ آپ شیخ خلیل اللہؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے ✣

مجھے (مصنفؒ) سے کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے حسب ذیل ہیں۔ جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہؒ کے مرید تھے۔ نور العلی۔ شاہ میر۔ شیخ میر۔ میر مجتبےٰ۔ غلام مصطفےٰ اور میر مرتضےٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ✣

محمد مراد اللہؒ۔ آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا۔ اور دو بیٹیاں تھیں ✣

ید اللہؒ۔ آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوبؒ۔ ید اللہؒ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمدؒ سے منسوب ہے۔ دوسری ضیاحی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العلےٰ کی منسوب ہے۔ تیسری فیض النساء شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوبہ ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک اخوان شاہ مراد ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے ✣

شیخ محمد یعقوب سعیدیؒ رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ

کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی +

شیخ محمد عصمت اللہ۔ آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلے درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے +

شاہ صنعت۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ دنیا سے لاولد گئے +

سلطان مشائخ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے دوسرے فرزند ہیں شیخ عبدالاحد کے مرید ہوئے۔ اعلے درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

شاہ ولی اللہ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے +

میر الٰہی۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلے درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میر الٰہی کا صرف ایک بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے عنہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم عبد اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ ام حضرت مروج الشریعت رضے اللہ تعالے عنہ کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوبہ ہیں +

شیخ محمد تقی سعید۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں تنومندی بدرجہ غایت تھی۔ چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ

نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہزوری کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک دو شاخوں والا درخت تھا جس کی شاخیں ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹی تھیں۔ آپ نے دونوں شاخوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت کہانیاں ہیں۔ آپکا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں +

میر نجیب اللہ۔ آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کیئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی

سلام اللہؒ۔ آپ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی +

محمد حسن اللہؒ۔ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کو آپکے نانا خلیل اللہؒ نے متبنےٰ بنالیا تھا۔ جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لیکر اب تک آپسے سوائے پرہیزگاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے۔ جس سے دو بیٹے ہوئے +

عرفان اللہ و ثناء اللہ۔ آپ محمد حسن اللہؒ کے فرزند ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز کرے +

میر نجیب اللہؒ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوبہ ہے۔ دوسری درویش نام حضرت شیخ سیف الدین رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے محمد مبہج اللہ کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی زوجہ ہے۔ دوسری حسن علی المشہور بہ شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے +

حضرت خازن الرحمتؒ کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے ایام زیست میں پیدا ہوئی۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ اُن کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی +

شیخ بدیع الدین - آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالے عنہ کی دختر
فرخندہ اختر صالحہ کے بیٹے ہیں - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے
مرید ہوئے - اور سلوک باطنی آنحضرت سے اور نیز قیوم ثالث رضی اللہ عنہ
سے حاصل کیا - حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک سال قرآن شریف کی ورق گردانی
کی خدمت پر مامور رہے - آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے - آپکے
دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں +

شیخ کلیم اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں - آپ حضرت شیخ مروج الشریعت
رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے - بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا
آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے - آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

محمد یونس شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں - نہایت صالح اور متقی تھے - آپ کے
دو فرزند محمد عاشق اور فخر الدین ہیں - جو دونوں کے دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں
اور شیخ نور الاحد کے مرید ہیں +

علیم اللہ المشہور بہ بڈھا - بڈھا ہندی زبان میں پیر فرتوت کو کہتے ہیں
یہ لفظ دعائیہ ہے - کہ اللہ تعالے بڑی عمر کرے - آپ کلیم اللہ کے دوسرے
فرزند ہیں - نہایت صالح مرد تھے - شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہ رض کے
دو ہتے محمد امام کی منسوبہ تھی +

شہاب الدین آپ شیخ بدیع الدین رض کے دوسرے فرزند ہیں - بہت ہی
صالح اور متقی تھے - ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا - حضرت مروج الشریعت
کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے - لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی
شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانی رض کے
بھانجے شیخ عبد اللطیف کی منسوبہ تھیں - دوسری فخر النسا شیخ بہاؤ الدین معروف
شیخ کالا سے منسوب تھیں - تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ
کے بھتیجے شیخ عبد القادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی - حضرت خازن الرحمۃ
کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ ابراہیم سے منسوب تھیں - اور
تیسری بیٹی شرف النسا جو مریم زمان تھیں - اور جنہوں نے سلوک باطنی حضرات

قیوم ثانی و ثالث رضہ کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج الشریعتا کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النسا زینب تھیں۔ جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں۔ تو فخر النسا کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی۔ جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں +

امیر خسرو۔ سید آگاہ۔ دو تو سید اہل اللہ کے فرزند ہیں۔ دو نو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں ایک اسد اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خازن الرحمتہ کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپکے خیر آل احوال معہ آپ کے خلفاء و فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائینگے +

خواجہ محمد فرخ رح۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں۔ کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا۔ اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں دنیا سے لڑکپن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔ مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کیلئے آتے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے +

خواجہ محمد عیسےٰ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت

حضرت عیسٰے علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہیئے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمان کے مطابق محمد عیسٰے نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلےٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں +

چنانچہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسٰے رح سے ظاہر ہوتے۔ اُن کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آیندہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں بجنسہٖ وقوع میں آتے۔ مسجد میں دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے +

خواجہ محمد اشرف رح۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے +

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیو۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ سنہ ۱۰۲۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ "اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِنِ اسْمُہٗ یَحْیٰی" ہم تجھے ایک یحییٰ نام لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال کے پوتے شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے التماس کی کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اسی کو لے لو۔ شاہ سکندر نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جاتا تھا۔ چنانچہ اس کا مفصل حال پہلے شیخ محمد رح کے احوال میں لکھا گیا ہے +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔

ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے ؛
ایک دفعہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لیجائینگے۔ تو عرض کیا۔ کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کیا ضرورت ہے عرض کیا۔ کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے بڑھ جائینگے آنجناب نے بہت شاباش دیکر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد یحییٰ کو اس کے بھائیوں کا سا بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن کیا کروں ایک تو اسکی عمر چھوٹی ہے۔ دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں۔ آنحضرت کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی۔ بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ حد سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائیں حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا ؛
میرے (مصنف) جد بزرگوار نے کتاب موطیٰ (جو حدیث میں ہے) کی سند آپ سے کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبد الحق دہلوی سے۔ اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف نہایت اعلےٰ پائے کی ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے دو مرتبہ حج کیلئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرصع سرپیچ مرحمت کرایا ؛
اورنگزیب بادشاہ نے آپکو مدد معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے " املاک مکہ و املاک یحییٰ " آپنے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے

تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۶ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو۔ جیو ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنے ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے متعلق کر دئیے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سر انجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آبدیدہ ہو جاتا حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے اخیر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد آپ کی فرمانبردار تھی۔ آجکل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں۔ اور سرہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آ گئی۔ تو آپ نے شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس بڑھاپے میں اب سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں جب آپ شاہ جہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں اس عمر میں صرف جناب کی زیارت کیلئے آیا ہوں حضرت قیوم رابع رضہ نے بھی آپکی بہت

کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلاواسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپکا وصال ہوگیا آپ نے ۱۱۴۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپکے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں +

حسن علی معروف بہ شاہ چراغ۔ آپ شیخ ضیاء الدین کے بڑے بیٹے ہیں بہت متقی صالح اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپکا کلیہ تھا۔ کہ ہر روز بلا ناغہ خواہ کیسے ہی موقعات کیوں نہ ہوتے۔ عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضی کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غورو پرداخت فرماتے تھے آپکے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں +

غلام یحییٰ المشتہر بہ محمدی۔ آپ حسن علی کے بڑے بیٹے ہیں آپ نے سلوک باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپکے جد بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہے۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائینگے۔ مواہب احمدیہ نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپکا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

غلام نقشبند۔ آپ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت جوان صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صبغۃ اللہ کے دوہتے نور احمد سے منسوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

محمد باقر مشہور بہ حاجی۔ آپ حسن علی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں نہایت قابل جوان ہے۔ آپکا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہ ہے +

سعادت اللہ۔ آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں حسن علی کی بیٹیوں میں سے ایک شیخ عبد الاحد کے محمد انوار سے منسوب ہے اور دوسری شاہ صفت سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے +

شاہ احمدؒ۔ آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ آپکی صرف دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے گمانی بیگم محمد باقر نذکور سے منسوب ہے۔ اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور الاسلام سے شیخ ضیاء الدین یوسف رح کی بیٹیوں میں سے نجم النساشیخ خلیل اللہؒ کے بیٹے محمد مراد اللہؒ سے منسوب ہے۔ اور مہر النساخواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری وجیہہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النساکا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے +

شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپنے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپکے باطنی احوال بہت عمدہ پایہ کے تھے۔ ظاہری علم بھی آپنے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری باطنی استفادہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۲۰ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

شیخ نور الاحدؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپنے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ آپکے دو بیٹے ہیں +

محمد برہان اللہؒ۔ آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونو ہی جوان صالح حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونو شیخ محمد زکیؒ کے مرید ہیں +

محمد محفوظؒ۔ آپ شیخ نور الاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت قابل زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے مرید تھے نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی دوسری محمد راشد سے تیسری محمد برہان اللہ سے +

محمد روشن ضمیرؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آپکے دو لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں۔ دو نو بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک محمد ابوبکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے دہتے عبدالخالق کی منسوبہ ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعیدیہ ہیں۔ اور سعیدیہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازع چلا آتا ہے +

ایک روز میں (مصنف کتاب) نے شیخ محمد ٹی کو کہا کہ تمہارے بھائیوں کو سعیدی لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اُن کے بدلے ان سے لئے ہیں یعنی شیخ عبدالاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے دہتے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی اُن میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اُس نے کہا کہ ہم نے جو اُن سے لئے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت فاسق ہیں +

محمد درویشؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں حضرت حجت اللہ مدظلہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے آپکے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی +

کمال الدینؒ۔ آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں۔ جو ان صالح اور متقی ہیں شیخ ضیاء الدین یوسف کے مرید ہیں۔ آپکے دو چھوٹے لڑکے ہیں +

وجیہ الدینؒ - آپ محمد درویش کے دوسرے بیٹے ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا - آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا میں لکھے جائیں گے - آپ کا ایک چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے - اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد سے منسوب ہے +

شاہ گداؒ - آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور حضرت حجت اللہؒ کے مرید ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا - شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں - آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

سعید احمدؒ - آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں - جوان صالح قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں - اپنے باپ کے ہی مرید ہیں اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

شریف احمدؒ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں - آپ کی پیشانی میں قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں +

ضیاء احمدؒ - آپ شیخ فقیر اللہ کے چھوٹے فرزند ہیں آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں - علم ظاہری آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا - اور باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا - شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں - گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرضیہ ہے - آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

یحییٰ احمدؒ و زین العابدینؒ یہ دو ضیاء احمد کے بیٹے ہیں - دونوں ہی صالح اور قابل ہیں - ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوبہ ہے - اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

رضی الدینؒ - آپ شیخ فقیر اللہؒ کے ساتویں فرزند ہیں - بہت صالح اور متقی ہیں - آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا کے مرید تھے - اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں - آپ کا صرف ایک بیٹا ہے +

غلام شرفؒ - آپ رضی الدینؒ کے جوان اور قابل بیٹے ہیں شیخ فقیر اللہ کی

لڑکیوں میں سے ایک خاتمی محمد یونس سے دوسری جانی محمد معظم کے چچازاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے +

محمد امام۔ آپ حضرت شاہ جیو کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ دنیا سے لاولد گئے شاہ جیو کی بیٹی زیب النساء مشہور بہ جھی۔ شیخ عابد کی منسوبہ ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت شیر خوارگی میں فوت ہو گئیں۔ دوسری ام کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے چل بسیں۔ تیسری خدیجہ زمان واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت اور کمالات نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبدالقادر کی منسوبہ تھیں حضرت خدیجہ کے تین حسب ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں +

غلام محمد۔ آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رض کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا +

شیخ عبداللطیف۔ آپ حضرت خدیجہ دختر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رض سے حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ ورع و تقوع آپ کا شعار تھا شیخ عبداللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں +

محمد موسےٰ۔ آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی +

سراج الدین۔ آپ محمد موسےٰ کے فرزند ہیں آپ دنیا سے لاولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی +

شیخ عبدالحق آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک حضرت قیوم رابع رض

کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل کیا۔ اُن کے حالات انشاءاللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا کے حالات میں مفصل لکھے جائینگے۔ رفیع الدین کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعز النسا شیخ عبدالحی سے منسوب ہے۔ زین الدینؒ۔ آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت شیخ الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے +

حاجی فضل اللہؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت خدیجہ کے نورچشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابعؒ سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند۔ عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں +

حسام الدینؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے لڑکے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجہ کے پرہیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدینؒ۔ جلالؒ اور وجیہ الدینؒ۔ تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی +

میر صفر احمدؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ حضرت حجت اللہ کے مرید اور شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں مقامات معصومی نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے ہیں۔ آپکے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد معشوقؒ۔ آپ میر صفر احمدؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب الاحوال ہیں۔

آپ کی صرف ایک لڑکی ہے *

نیاز احمدؒ - آپ میر صفر احمد کے دوسرے لڑکے ہیں - نہایت ہی صالح اور متقی ہیں - آپ اپنے نانا حضرت صبغتہ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں - اور قابلیتیں بھی آپ میں اچھی ہیں - مثلاً تاریخ دانی - شعر فہمی وغیرہ - آپ ہر لعزیز ہیں - جو شخص آپ سے ملتا ہے آپ کا شیفتہ ہو جاتا ہے - آپ کا ایک بیٹا ہے - اور دو بیٹیاں *

فدائی معصوم - آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں - لیکن کم سن ہیں - اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے - نیاز احمد کی دونو لڑکیاں روشن بیگم - فہیم النسا چھوٹی ہیں *

میر صفر احمد کی تین لڑکیاں ہیں - معز النسا - عزیز النسا اور ہدایت النساء - حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرفؒ کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے - دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدینؒ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوبہ ہے - حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں - پہلی خاتم جیو حضرت صبغتہ اللہ کی منسوبہ تھیں - دوسری رشیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوبہ تھیں - تیسری ام سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے - اور اور بھی عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں - محمد صادق سے منسوب تھیں - اُن کی صرف ایک لڑکی تھی - جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی - چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی *

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا - جو نہایت صالح مرد تھا - ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالہادی تھا - جو عالم جید تھا - عبدالہادی کے تین بیٹے تھے *

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے *

میں (مصنفؒ) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے - فی الواقع آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی - یہاں پر آنحضرت کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی یہ وجہ ہے - کہ اور لوگ بھی اپنے فخر کے لئے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں داخل ہوتے ہیں - چونکہ کسی نے آنحضرت کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے - اس لئے معلوم

نہیں ہوتا۔ کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس لئے اسواسطے ہم نے مفصل حالات بیان کردئیے ہیں
تاکہ اور کوئی غیر شخص آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنحضرت کو
حق تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے
آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے۔ لیکن آنجناب کی اولاد میں علم
فضل۔ بزرگی۔ شریعت و طریقت کی پابندی۔ ولایتی قوت۔ معرفت۔ احدیت
میں ثابت قدمی حقیقت میں استقلال۔ ارشاد مستحب وغیرہ کما حقہ اب تک ہر ایک
میں فرداً فرداً موجود ہے۔ اور انشاء قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ چنانچہ اس
بارے میں خود آنحضرت رضے اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانو! حضرت مجدد
الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کیلئے التماس کرو۔ اور جو اُن میں سے
فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھکر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے
درخواست کرو۔ جو اُن میں سے زندہ ہیں اُن کی خدمت کرو۔ اور ان کی خدمت کو
دو جہان کی نیک بختی سمجھو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیاوی کام ان کی توجہ
کی برکت سے آسان کرے۔ آنحضرت کی صرف ایک خاتون تھی یعنی شیخ سلطان
کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی +

ذکر در بیان احوال بعضے از خلفاء عظام مریدان کرام حضرت خزینۃ الرحمۃ

قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا اس قدر ہیں کہ اگر ان کے
حالات کا ایک شمہ بھی لکھنا چاہے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ان میں سے صرف بہت ہی
مشہور خلفا کا ذکر بیان کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آنجناب رضؓ کے تمام خلفا جنہیں خلافت
اور اجازت عنایت ہوئی۔ پانچ ہزار ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی بعض نے
زیادہ۔ خلفا مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں۔ جو آنحضرتؓ
کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب +

میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ فرزندوں کے بعد آنحضرتؓ کے پہلے خلیفہ ہیں
آپ میر سید شمس الدینؒ کے باپ ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشان ہے۔ آپ سید بزرگ

کے نام مشہور تھے۔ اور بدخشان کے بڑے مشہور مشائخ سے تھے ۹۷۷ھ ہجری میں
پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب
میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا
ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ
باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت
مہربان تھے۔ جب آنجناب نے اپنے خلفا کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے
حوالے کیا۔ تو ان میں ایک یہ میر صاحب بھی تھے۔ میر صاحبؒ کو حضرت قیوم اول
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ حضرت خواجہ نے سخت ناراض ہوکر
فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہے۔ جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں
ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا جو کچھ دیکھا
آپ تجدید کے ساتویں سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال آنحضرتؓ
بیمار ہوئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادقؒ اور میر محمد نعمانؒ کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا
القا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجنابؓ نے میر صاحب کو خلافت
دیکر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے کو وہاں چنداں رواج نہ ہوا۔ کیونکہ وہاں
شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسےٰ جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزارہا مرید تھے
اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب
کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر
میں میر صاحبؒ سے حد سے زیادہ ارشاد ہوا۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار
آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحبؒ کی خدمت
میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے۔ کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو
دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ آنحضرتؓ نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ
تحریر فرمائے ہیں۔ "آں عارف باللہ الرشید الکامل" حتےٰ کہ ایک دفعہ یہ مکتوب لکھا۔ کہ
آج صبح خواہی نخواہی تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا
ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضا و قدر نے جو کچھ آفتاب
ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال بدر اب

کوئی اور کسر نہیں رہگئی جسب دلخواہ کمال حاصل ہوا ہے ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انعکاس ہدایت لے سکیگا۔ دیر تک اس کی مثالی صورت آنکھوں کے سامنے رہی۔ حتیٰ کہ پورا یقین ہو گیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب بیباق ہو گیا وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہو گی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائینگے۔ اس علاقے کی قطبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی +

خواجہ ہاشم کشمیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کسی ایک شخص نے میر صاحبؒ کی دعوت کی۔ آپ نے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد غوغا مچ گیا۔ کہ ذبح کرتے ہی برہ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ برہ حلال کی کمائی نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم تھا رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا +

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے گاجے کے ساتھ گاتی بجاتی آپ کے مکان کے پاس سے گذری آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر سامنے پڑے ہوئے ایک برتن کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے سرہند روانہ ہوئے۔ چھ مہینے آنحضرتؒ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ برات غایب ہو گئی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی قصور ہے۔ اٹھکر وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی +

تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا۔ بچپن میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آگئی۔ جب وہ میر صاحب کے

پاس لایا گیا۔ تو آپ نے وہ بیماری اپنے پر لی۔ چنانچہ اُس کے دانے آپکے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو توشفا ہوگئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہوگئے۔ آخر آپ نے اسی بیماری کو ایک دیوار پر ڈالا۔ جو اسی وقت گر گئی ❖

ایک روز جناب میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے۔ وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالے کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا بھی مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالے کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالے کا مردود ہے ❖

ایک روز میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک بلند جگہ سے گرا۔ گرنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہوگیا۔ اس شکریہ میں میں نے حلوا بنایا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا۔ کہ جو شخص یہ حلوا کھائیگا۔ بہشت میں جائے گا ❖

آپکا مزار اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا میر ابو العلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے لیکن ان کے طریقہ میں بدعتی امور زیادہ تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے طریقہ کے مخالف تھی۔ اس واسطے حضرات سرہند میر ابو العلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیر کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابو العلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید محمد کالفوی دوسرے سید جلال ❖

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے وسیلے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد ہمیشہ میر صاحب کے شکر گذار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کیلئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرہند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی۔ کہ شیخ آدم بنوری سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت

تھی۔ کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم معارف۔ بیان کرتے۔ خواجہ محمد حنیف سے
بھی اپنے علوم معارف کا ذکر کیا۔ پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے
کہا کہ کہیں جاتا ہوں۔ میر محمد نعمان سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جاتا ہی اس غرض سے ہوں
کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ
خواجہ محمد اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ
کی سیر کو گئے۔ دونو ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔
میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ پہلی منزل آپنے کہاں کی؟ کہا بنور میں
پوچھا شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا ہاں۔ پوچھا باہی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا اس کے
اظہار سے شیخ صاحب نے منع کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف
بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حرف بحرف اعادہ کر دیا۔
اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ یہی اُس کے معارف ہیں جن پر اُسے اتنا ناز ہے
اُسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی کے
حضور میں کیونکر تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابری کرتا ہے
غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف
اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں
ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب بھی جذبہ
میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بیخود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے بیل
ٹٹو وغیرہ سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے۔ کسی کو اپنے آپ کی
سُدھ بدھ نہ تھی۔ بعد ازاں افاقہ ہوا۔ تو میر صاحب نے وہ ذکر چھوڑا اور تذکرہ
شروع کیا۔

خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ کشم بدخشان کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ خواجہ
ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ آنحضرت
کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت
کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات سفر و حضر میں آنجناب کی خدمت میں رہتے
اس خدمت بابرکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ

تک پہنچایا۔ اجمیر میں جس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا۔ کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سرحلقہ بنایا۔ "بعد از دو یار ثالث ہوز داغ سیاہی وارد" میں یار ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یار ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مصنف کتاب کا قول ہے۔ کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت عروۃ الوثقٰی اور خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہما کے یار ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرات سرہند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ وہ خواجہ ہاشمؒ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں۔ لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اولؓ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقٰیؓ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

بھائی صاحب! آپ خوف زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہونگے۔ اور جزو سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک مل گئے ہونگے۔ اور قوسین سے اوادنے تک پہنچ گئے ہونگے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہو گا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی ہاتھ مارا ہو گا۔ بلکہ المرء مع من احب "انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس سے محبت کرتا ہے" کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہونگے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہونگے نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر ہمہ تن اثبات کو دیکھتے ہونگے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچے ہونگے۔ اور وہاں قرار کیا ہو گا۔ اور خلیل سے نجیب کا رخ

کیا ہو گا۔ یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی
ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلے اللہ علیہ والہ وسلم میں لے آئے۔ اور
ہم نے مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات
کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کی ✦

میرے مصنفؒ الدبزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب ایک مجمع
میں بیٹھے تھے۔ اور اولیاے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ
گذشتہ اولیا سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس وقت وہ کرامتیں کسی سے
ظاہر نہیں ہوئیں۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ اب بھی اولیا سے بڑی بڑی کرامتیں
ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور
جگہ لیجائیں۔ یہ فرمانا تھا کہ وہ خیمہ معہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا حتےٰ کہ ایک
تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحبؒ نے اسے ساکن کیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا
یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیا کی کرامت کی نقل کی تھی۔ یہ دیکھ کر
تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے آپ کا مزار برہان پور میں ہے ✦

شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد والف ثانی رضے اللہ عنہ کے
بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے
علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے
پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی
رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے پابند تھے۔ اس واسطے آپ
پیر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اتباع سنت میں
تمام اولیا کے سردار تھے۔ اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے ذل و انکسار سے
مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف
کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضنے آپ سے علم ظاہری
حاصل کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ
محمد یحییٰ کو بھی حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحبؒ کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی
خرچ ہو چکا ہے شیخ صاحبؒ آنحضرت رضسے اس قدر ڈرا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ

آنحضرت نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا! اور قرات بڑی لکنت سے ادا کی ؛

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت نے صبح کے حلقہ سے اٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے یاروں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام اصحاب ڈر گئے وہ شخص شیخ طاہر تھے۔ چنانچہ بدبختی کے آثار شیخ صاحب پر نمودار ہوئے۔ اور زنار اور تلک اختیار کیا۔ آنجناب اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لائے۔ پھر وہ اسی میں مشغول ہو گئے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ اٹل قضا ہے۔ اس واسطے آنجناب نے بارگاہ الٰہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی۔ کہ پروردگار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت کر۔ جناب باری نے عنایت فرمایا تو آنحضرت رضؓ نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ صاحب کا نام اشقیا میں درج ہے۔ آنجناب رضؓ نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ قصہ تواریخ اور آنحضرت رضؓ کے مکتوبات میں درج ہے۔ اور ان شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات لکھے ہیں۔ شیخ صاحب کے اجازت نامہ میں بھی یہ قصہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ صاحب نے ان مصیبتوں کے بعد سلوک ختم کر کے خلافت حاصل کی کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ، اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت کی قطبیت بھی انہیں مرحمت فرمائی۔ آپ ہر سال درویشوں سمیت پاپیادہ حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلقی اور باخدا ہونے میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے آشنائی نہ کرتے۔ چنانچہ والئے لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بہتیری جا پڑھوئی کی لیکن آپ نے نہ مانا ؛

آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مناقب جو شیخ آدم ؒ نے تصنیف کئے ہیں۔ ان میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے! اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت

حاصل کی۔ شیخ طاہر کا مزار لاہور میں ہے ٭

شیخ بدیع الدین شہبازپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ آنحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے بڑے پابند نہ تھے۔ ایک روز آنحضرت رضؓ نے معلوم کیا۔ تو آپ سے وجہ پوچھی عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بنتا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلوت میں لیجا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بیخود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا تو آپ نے آنحضرت کی خانقاہ میں رہکر آنحضرت سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو بادشاہ ہند کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحبؒ کے سر پر بیتی۔ اور شیخ صاحب کی حرکات کے سبب آنحضرت سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آکر گوشہ نشین ہوئے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ڈیڑھ سو مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرضی بھیجی :۔

کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی۔ اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا انت سراج اللہ۔ تو اللہ تعالٰے کا چراغ ہے ٭

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو نادل ہیں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے آپ کا مزار سہارنپور میں ہے ٭

شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے

بڑے خلفا میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رضے اللہ عنہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے +

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ دھلی میں سبق پڑھا رہے تھے کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا۔ کہ جس طرح ہمیں معلوم نہیں اس طرح آنجناب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونو کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بہتیری سفارش کی۔ لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدین نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ اُن کے نفس ابھی موئے نہیں۔ یہ دونو ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حسام الدین نے پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو مسجد تلے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کریں۔ اس سے اُن کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہے گی۔ اور آنحضرت کی خدمت بھی ہو جائیگی۔ آنحضرت اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونو جوانمردوں نے تھوڑی مدت میں سالہائے دراز کا پڑا ہوا کوڑ کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر اُن کے حال پر مہربانی کی +

چنانچہ شیخ نور محمد کو خلافت دیکر ہندوستان کے مشہور شہر پٹنہ میں بھیجدیا۔ لیکن شیخ صاحب نے وہاں پہنچکر جنگلوں، غاروں اور ویرانوں میں رہنے۔ لوگوں سے دور بھاگتے۔ جب آپ کی یہ کیفیت آنحضرت نے سُنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم انکی طرف لکھا۔ کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف گھانس پھونس کی ایک کٹیا بنائی۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا اختیار کیا۔ اور اللہ تعالے کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ نور محمد بڑے اولیا میں سے ہے +

شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

کے اعظم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال درج ہو چکا ہے۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پیشتر وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیا کے منکر تھے۔ جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ آنحضرت رضؓ نے پہلے شیخ حمید کی تربیت وحدت وجود میں فرمائی چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت رضؓ نے شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔

ملا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو ان کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا قصہ سنا دیا۔

حضرت قیوم اول رضؓ نے شیخ حمید کو انہیں کے وطن کی خلافت دیکر روانہ فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت شیخ صاحبؒ نے عرض کیا۔ کہ مجھے آنحضرت رضؓ پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحبؒ نے اس پاپوش کو سر ہند کی طرف نہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگالہ کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس کفش مبارک کو دھو کردہ پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور سے رائج ہے آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلفا سے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمتگاری کی۔ اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور کو اس بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ تمہارے لئے شیخ مزمل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے

ہیں۔ شیخ مزمل پہاڑ کی سیر کو گئے۔ اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا۔ تو غار میں گر کر راہی ملک بقا ہوئے۔ کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مزمل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص اُن کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جنگلی نے جس نے یہ قصہ دیکھا تھا آنحضرت کو آ کر خبر دی۔ آنجناب رضی نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھا۔ شیخ صاحب ورع اور تقوے سے موصوف تھے۔

شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا۔ اور خلافت پائی کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے۔ کہ جب آنحضرت رضی علوم و معارف بیان فرماتے۔ تو آپ اس طرح آیے۔ اور نعم کہکر سر ہلاتے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف بھی شیخ طاہر پر وارد ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضی نے آپ کو خلافت دیکر جونپور میں بھیجا۔ لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح وضع ایسی اختیار کی۔ کہ لوگ انہیں ملامتی کہتے تھے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا چنانچہ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں اس بارے میں لکھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا عجب سادہ لوح ہے۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیئے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں آنحضرت رضی نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے۔

مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ آنحضرت

کے ساتھ سرہند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے سفارش کی تھی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اجل نے آدبایا۔ آنحضرت عین نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ آنحضرت نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی۔ اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا شکریہ بجا لائے۔ سر قدموں پر رکھا۔ اور راہیٔ ملک بقا ہوئے +

مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔ مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک ختم کرایا گیا۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنحضرت نے آپ کی تعریف لکھی ہے۔ کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہر من الشمس ہے اس ولایت کی قطبیت بھی آنحضرت ؓ نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۰۲۶ھ سنہ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنحضرت ؓ نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا +

مولانا حسن برکی علیہ الرحمۃ۔ آپ مولانا احمدؒ کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہونگے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ؓ نے انہیں خلافت دیکر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے +

مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں فقراء کے پیچھے مارا مارا پھرتا

تھا۔ میں نے سرہند کی جامع مسجد میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو دیکھکر بے اختیار آنجناب کا شیفتہ ہو گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات آنحضرت رضہ کے وضو کا غسالہ تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی لیا پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن اور رات کے مختلف ورد و وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے +

خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے آنحضرت رضہ کے حوالے کیا۔ آنحضرت نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی۔ جو مکتوب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ ۱۰۳۱ھ کو حج کیلئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی میں سے ہیں ؎

بہ تنہائی چنیں میل دلم چیست	ازیں تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم من در سگی معذور باشم	بدیں عذر از خلائق دور باشم
غلط کردم کہ سگ داند ازیں راز	کہ خود را کردہ ام نسبت تو باز
زننگ ایں سخن فغاں برآرد	کہ بدعہدے زما خود را شمارد
سگاں خود صاحب خود را شناسند	بسے از ناشناسائے براسند
نہ خود را مے شناسد نے خدا را	چرا بدنام سازد خیل ما را
دریں مدت کہ عمر من بسر شد	نہ از دیں نہ از کفرم خبر شد
ندانم ہر چہ مدت زیستم من	نہ سگ نے آدمی پس کیستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اُپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضہ نے آپ کو ٹلنبہ بھیجا۔ جہاں پر آپ کو

قبولیت عام نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ آنحضرت ؓ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمدؒ تھے اور وسط میں شیخ عبدالحیؒ۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے پہلے مکتوب میں لکھا ہے۔ کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قران السعدین سمجھو۔ آنحضرت نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا ہے۔ اس میں شیخ عبدالحی کے حالات یوں تحریر فرمائے ہیں۔ کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے۔ اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کیلئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ نوادر جو اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی اُسے خبر ہے۔ اور جذبہ اور سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے۔ مکتوبات کی اکثر معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اُس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اول ؓ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی ؓ کے حکم سے جمع کی ؛

شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپنے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے ؛

شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپکا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلےٰ درجے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (مصنفؒ) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنو میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے ؛

مولانا یار محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ طالقان بدخشان کے علاقے میں

ایک شہر ہے مولانا آنحضرت رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے حسن کیلئے اللہ تعالے کا شکر گذار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہووج میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے۔ جو عرفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے لایا جاتا ہے۔ بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو رقص کرنے لگے۔ لوگ دیکھکر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنوں ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے ؎

گر ایں لیلےٰ از خیمہ بیروں شود　　بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں بود

مولانا یار محمد جدید طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رض کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنحضرت رض کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے +

شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رض کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں +

مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرت رض کے معتبر یاروں میں سے ہیں آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز نے آنحضرت رض

کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے آنحضرت رض کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رض نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھی +

شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے +

سید محبت اللہ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمان رح کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رض نے آپ کو خلافت دیکر آپ کے وطن مانک پور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیجا دیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پھر آپ کو الہ آباد بھیجدیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے +

حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقبول ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی آپ دن رات گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید وولہ تھے بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم بنوری رح بھی ہیں۔ یہ ابتدا میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ بعد ازاں حاجی صاحب انہیں آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ سرہند کے باہر ایک گاؤں میں رہے۔ پھر چند روز بعد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک روز آنحضرت رض نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تجھے

ہمارے یاروں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پر لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی خضر پر اتنا بھی قابو نہیں ٭

شیخ احمد دینیؒ۔ آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحبؒ کے ساتھ رہے۔ پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آنحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے ٭

شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حسن ابدال لاہور اور کابل کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرتؓ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس طریقہ کو بہت کچھ رواج ہوا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپکا طریقہ اب تک شائع ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ آپ پر ازبس مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب آنحضرتؓ نے خلوت اختیار فرمائی۔ تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدینؒ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق تمام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتدا تھا۔ شیخ صاحب کا مرید ہوا۔ اس واسطے اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپکے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحبؒ نے پوری اکیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اِس بارہ میں ایک عرضی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ آنحضرتؓ نے تصدیق وقعات میں ایک مکتوب آپکی طرف تحریر فرمایا ٭

مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے حوالے کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم سے پوچھا۔ کہ بہشت میں نماز ہے یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سنکر آپ نے ٹھنڈا سانس لیا۔ اور رو دئیے۔ کہ وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی بسر ہوگی؟ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کو بخارا بھیجدیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپکو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا۔ کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا خلیفہ عبد الاحد ہمارا مہمان ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آکر مولانا عبد الاحد کو اپنے گھر لیگئے اور مرید بن گئے +

مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے کامل خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت پائی۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں حج کیلئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولتمند آپ کو کچھ دینے کیلئے بہت منت و سماجت کرتے لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پہن سر پاؤں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بعد ازاں حضرات انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کیلئے شام گئے۔ اور وہیں آپکا وصال ہوگیا +

مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے نہایت ہی مستقیم الاحوال خلیفہ تھے +

شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب انکسار و نیستی تھے +

شیخ سلیم بنوری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ محمد چتری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے اجل خلفا سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی آنحضرت رضؓ کی خدمت میں

رہکر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو آنحضرت رضؓ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے +

شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے۔ جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضے اللہ تعالے عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی مندرج ہے +

صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے +

مولنا صادق کابلی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے کامل خلفا سے تھے مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے + مولنا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آنحضرتؓ کی خدمت خاص آپ کے سپرد تھی۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا آنحضرتؓ آپ پر بہت مہربان تھے۔ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی +

مولنا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

صوفی فرمان جدید۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے +

سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرتؓ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپکو آخری عمر میں خلافت عطا ہوئی +

مولنا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرتؓ کے قدیم خلفا سے ہیں آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنحضرتؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپکے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے +

مولنا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ۔ آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے پھر آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت

پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے +

مولانا حمید احمدی علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی +

حاجی حسین ؒ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ وکرامات باہرہ تھے +

شیخ عبدالرحیم پھرکی ؒ۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے۔ صاحب انکسار ونیستی اور قوی جذبہ تھے +

خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی مقام تک حاصل کیا +

مولانا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی مخصوص یاروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا +

مولانا عبدالغفور سمرقندی۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضؓ کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنحضرت رضؓ سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا +

حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ۔ آپ بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی معتبر یاروں سے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی +

خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہؒ وخواجہ خورد عبیداللہؒ۔ دونو صاحب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزندا رجمند ہیں حضرت خواجہ صاحبؒ ان دونو مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے اور فرمایا کہ ان پر توجہ کرو۔ آنحضرت رضؓ نے ان دونو عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی وقت اس توجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے وصال کے بعد جب دونو عزیز بالغ ہوئے۔ تو سرہند میں آنحضرت رضؓ

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے۔ کہ آنحضرت ؓ نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق آتے ہو۔ تو آؤ۔ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو۔ تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجالاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا۔ اور سلوک ختم کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورد پر آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ کی نظر عنایت زیادہ تھی چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القا بھی فرمایا +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ خواجہ خورد کے حق میں فرماتے تھے۔ کہ وہ محمدی المشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورد نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا پہلی جلد کا دوسو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مسائل اجتہادیہ مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب ۵۶ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکماء عین ذات کہتے ہیں اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے +

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کا نام آنحضرت ؓ نے مکتوبات اور فنا و بقا، ولایت، قرب، معرفت حضرت احدیت کی بشارات لکھی ہیں ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجملاً بیان کیا گیا ہے آنحضرت کے تمام خلفاء کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفا کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں +

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ۔ بنور، سرہند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا میں سے

تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے پھر انہیں کے وسیلے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سید ہے۔ لیکن اُن کا دادا پٹھان تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ حاصل کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا۔ وہ انہوں نے القا کر دیا +

میرے مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد بزرگوار کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتہا ئے علیہ عطا فرمائیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحر زخار کے پاس لے چلتا ہوں پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے۔ یہاں پر پھر جو کچھ ملا سو ملا" +

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالات عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کیئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی محفل قصوئے وذروہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبلہ دوستان حضرت مجدد الف ثانی کی عرش نشان آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کیئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دہلی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شائد مجھے مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد اچھا تھا۔ اس واسطے میں آنحضرت کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ مجھے اویسی حمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات واردات میں ابتدا ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بنور جانیکے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی

بتعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مسند نشین اور شیخیت پر مائل نہ تھا جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت رضؓ نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نور باطنی واقف ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم سے ضرور پوچھے گا۔ تم نے باوجود قدرتِ ہدایت اپنے آپ کو معاف رکھا ہے جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا۔ تو مَیں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کیا۔

شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے۔ جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو کم نصیب ہونگے۔ مَیں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرہند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو ہم مہجوروں کے سینے پر داغ حسرت چھوڑ گئے۔ غسل کے وقت آنحضرت سے خوارق عظیمہ کا ظہور ہوا۔ اکثر یاروں نے آنحضرت کے وصال کے بعد آنجناب کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنحضرت رضؓ کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی حالت میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنحضرت سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ بجنسہٖ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغان رضؓ) نے آنحضرت کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔"

القصہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔
چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پر گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور
مشاہدات سے مشرف ہوتے۔ اور آپ کے خلیفہ بلکہ مسند ارشاد اور تکمیل پر بیٹھتے
آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں
اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود
شیخ صاحب بھی صاحب استقامت ورع اور تقوٰے تھے۔ امر معروف اور نہی منکر
آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے بھی زیادہ ہیں شیخ صاحب بادشاہوں
سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شائد کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ کی نظر
میں اعلےٰ ادنےٰ چھوٹا۔ بڑا۔ وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں
امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی +

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں آپ کی
زیارت کیلئے آیا۔ لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں
باورچی لوگ باوضو کھانا پکایا کرتے۔ اور برابر بانٹا کرتے +

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چراغ
روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے۔ اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے
یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں
ایک نورانی لڑکا ہوگا +

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت ؐ نے اپنے سینہ مبارک پہ ہاتھ پھیر کر
کچھ چیز نکالکر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھالو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھالیا۔ بعد
ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ سے ہے +

میرے (مصنفؒ) جد امجد "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک
پہنچا ہے۔ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ تنزیہات کے شروع تک

پہنچ چکا ہے۔ لیکن شیخ صاحب کے مرید آپ کے حق میں اس قدر افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔ چنانچہ شیخ صاحب کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ آنحضرت رضؓ کے فرزندوں سے بھی وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ولیعہد اور وصی مطلق ہیں شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں آنحضرت رضؓ نے خود مکتوبات میں مفصل و مشرح بیان فرمادی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں +

حضرات القدس، اور برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں آنحضرت رضی اللہ عنہ اور اُن کے خلفا اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور اُن کے مصنف بھی آنحضرت رضؓ کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس، تو آنجناب رضؓ کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنحضرت رضؓ کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جا بجا سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اُن کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک اُمّی آدمی ہوں۔ اور مخدوم زادہ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ اگر مجھ سے شرم آتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کیلئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحب کے

سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں ؎

ترسم ایں قوم کہ بر دُردکشاں میخندند   بر سرِ کارِ خرابات کنند ایماں را

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ اُن کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ صریحاً حضرت مجدد الف ثانی رضہ کا منکر ہے۔ اور آنحضرت کا منکر ہونا ایمان کی مضرت ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں۔ اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں۔ تو اس کی وہی مثال ہے۔ کہ چشتیہ وقادریہ وغیرہ سلسلوں کے سید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہدیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تینوں خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جد اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہٖ رفضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیّت کا ماننا واجب ہے کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار دینی نقصان کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام اصحاب کمالات نبوی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہو گئے۔ ہزار سال بعد پھر ان کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ چنانچہ ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومیت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے +

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاہوری مخلص نے شیخ صاحب کو لاہور میں آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس مخلص کی دعوت کو قبول کر کے پانچہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کیلئے شہر میں آئے۔ جب آنجناب کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں۔ آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سُبکی ہو گی۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔ اور خاموش رہے۔ لیکن حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے۔ اُس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کا خیال نہ کیا۔ اور لاہور روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ شیخ صاحب سے ناراض ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب نے کہا تھا۔ کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں دوسرے اس واسطے کہ انہوں نے آنجناب کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی پرواہ نہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا۔ وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کی التجا کیوں کروں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ شیخ صاحب کی یہ باتیں سن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحب کے پاس بھیجکر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کیا کہ میں نے نہیں کہیں جنہوں نے یہ باتیں حضرت

قیوم ثانی رضے اللہ عنہ سے عرض کی نہیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے شیخصاحبؒ نے آکر حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ سے معافی مانگی۔ اور عرض کیا۔ کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا قائم مقام جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے یہ سنکر خاموشی اختیار کی۔ اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کشف پر پورا بھروسا تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے آنحضرت رضے اللہ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو اُسے پوچھنا نہیں چاہتے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا۔ تو اس پر عمل کرنا چاہئے تھا۔ القصہ جب شیخصاحب لاہور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان شیخ صاحبؒ کی زیارت کیلئے آتے۔ آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی۔ کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل تھا۔ جب بادشاہ نے سُنا کہ لاہور میں ایسا شیخ آیا ہے تو اُسے دیکھنا چاہا۔ اس مطلب کیلئے پہلے ملک العلما مولوی عبدالحکیم اور اپنے وزیر سعداللہ خاں کو بھیجا۔ جب وہ شیخصاحبؒ کے پاس آئے۔ تو شیخصاحب نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو پھر بھی اُن کی چنداں پرواہ نہ کی۔ مولوی صاحب اور وزیر دونو جید عالم تھے۔ جب علمی مباحثہ شروع ہوا۔ تو شیخصاحب اول تو ان کی باتوں کو سنتے نہ تھے۔ اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے شیخ صاحب سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے۔ اور آنحضرتؓ کے چند ایک اجتہادیہ مسائل پوچھے شیخ صاحب نے اُن کا جواب کسی اور وقت پر ٹال دیا۔ صرف آنحضرتؓ کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں خود مولوی صاحبؒ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا۔ کہ شیخصاحب! جہاں سے آپ نے یہ کمالات حاصل کئے ہیں۔ میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے میں بھی آنحضرت رضے اللہ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنی جنس سمجھ کر آیا تھا ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعداللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔ دونو شیخصاحب سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعداللہ خاں نے بادشاہ کو

کہا۔ کہ یہ جاہل ہے پٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں ایسا نہ ہو کہیں فتنہ و فساد برپا کرے لیکن موذی صاحب نے اس بارے میں بادشاہ سے کچھ نہ کہا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی وزیر نے چغلی کھائی۔ یہ باتیں سنکر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رض کا مرید تھا۔ اس واسطے شیخ صاحب کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحب حج کو چلے جائیں۔ شیخ صاحب کی نیت پہلے ہی سے حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کیلئے روانہ ہوئے۔ آپکے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا ہم پیر ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کرونگا۔ نیز اس طریقہ پر بادشاہ کا حق ہے جب اس بادشاہ کے باپ نے حضرت مجدد الف ثانی رض کو تکلیف دی۔ تو اس نے آنجناب کی رہائی کیلئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مخدومزادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ سرہند کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی معہ بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجا لانے کے بعد معافی مانگی۔ کہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے۔ اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر عاطر پر ملال آگیا ہو۔ تو للہ معاف فرما دیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رض نے بھی معاف فرمایا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا یا ولدی انت فی جواری۔ بیٹا! تم میرے پڑوس میں ہو۔ نیز فرمایا۔ یَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اے آدم! معہ اپنی بیوی جنت میں رہو سہو! یہ اس بات کا اشارہ تھا۔ کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہوں۔ واقعی ایسا ہی ہوا

کہ شیخ صاحبؒ نے مدینہ میں وفات پائی۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحبؒ کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مزار عرب میں شیخ الہندی کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔ "یاقوت احمر" نام کتاب میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لیجاتے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے۔ اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دو دفعہ حج کیلئے گئے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے شیخ صاحبؒ سے کرامات کا بہت کچھ ظہور رہا۔ حتےٰ کہ چند مرتبہ مُردوں کو بھی زندہ کیا۔ آپ بنوڑ سے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پاپیادہ آیا کرتے۔ تین کوس سے ننگے پاؤں چلکر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے۔ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے۔ اور جنگل سے مٹی کے ڈھیلے لیکر انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کر کے اہل خانقاہ کے استنجے کیلئے لاتے ✦

اب ہم شیخ آدم بنوریؒ کے خلفا کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ اگر خواجہ قطب الدینؒ اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس وقت ہوتے تو شیخیت چھوڑ میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے ✦

میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ ہیں نہایت متشرع اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اتنے سخت پابند تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اُس کی مثال محال ہے۔ حتےٰ کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ تو عرب میں جا کر تحقیق کیا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہٖ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک رات اورنگزیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم اللہ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔ آپ نے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا +

سید محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار کی طرح سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پیرو اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھکر فرمایا۔ کہ آج جہان میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا۔ جب سید محمد نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے +

محمد صابر علیہ الرحمۃ۔ آپ میر علیم اللہ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد بزرگوار کی قبر پر رہتے ہیں۔ اور اُن کے چچا سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ زینؒ۔ آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں۔ بعض آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپکا صرف ایک بیٹا گل محمد نام ظاہری علم میں اچھا ہے اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے باپ سے حاصل کیا ہے +

عبد الحلیمؒ۔ آپ میر علیم اللہ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں +

ابوالقاسمؒ۔ آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متشرع اور صاحب حال تھے۔ آپ نے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ سلطانؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ قدم تھے +

محمد عمرانؒ۔ آپ شیخ سلطانؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کاربند تھے +

شیخ الہدادؒ۔ آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے پٹھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ وزیر آبادی کے مرید تھے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔

شیخ صاحب نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہداد شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالےٰ کی ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہتے ہی شیخ الہداد پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہداد مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پٹھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اجازت دی +

محمد ریاض - آپ شیخ الہداد کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلوک باطنی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ مَیں (مصنف) نے ان کی زیارت کی ہے فی الواقعہ آپ کی حالت اچھی ہے۔ حضرات سرہند کے طریقہ احمدیہ کے خوب پابند ہیں +

حاجی عبداللہ کوہاٹی - آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور ہیں۔ کوہاٹ کابل کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدم کے معتبر یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حاجی یار محمد پائینی - پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک گاؤں ہے۔ حاجی صاحب شیخ آدم کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں۔ آپ کا مزار بھی پائین میں ہے۔ جنگل کے تمام درخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے ہیں +

دوست محمد - آپ حاجی یار محمد کے بھائی اور مرید ہیں واقعی آپ عزیزالوجود مرد ہیں +

میر علی اکبر - آپ دوست محمد کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ۔ شریعت اور طریقت کے پکے پابند ہیں +

شیخ مامون - آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں +

اخون محبت - شیخ مامون کے خلیفہ اور بہت عزیزالوجود ہیں +

شیخ سعدی لاہوری - آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں احوال باطنی کے پکے ہیں +

شیخ یحییٰ - آپ شیخ سعدی کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و

کرامت تھے۔ استغراق اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے ✦

محمد عمرؒ۔ آپ شیخ یحییٰؒ کے مرید و مختار اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ✦ حافظ سعد اللہ وزیر آبادیؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں بسنت نبویؐ کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے ✦

اخون احمدؒ۔ آپ حافظ صاحبؒ کے خلیفہ ہیں شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں ✦ اخون سعادتؒ۔ آپ اخون احمد کے خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب وہ تارحش ہوئے۔ تو آپ نے شیخ سلطان کے بیٹے محمد عمرؒ سے سلوک حاصل کیا ✦

شیخ امید علیؒ۔ آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ✦

شیخ نورؒ۔ آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں ✦

شیخ عربؒ۔ آپ شیخ نورؒ کے مخصوص مرید ہیں شیخ عرب یار اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول رہتے تھے ✦

شیخ فتح محمدؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں ✦ شیخ میاں دادؒ۔ آپ شیخ فتح محمد کے خلیفہ ہیں صاحب استقامت و کرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا ✦

شیخ عبدالرسولؒ۔ آپ شیخ میاں داد کے فرزند ہیں سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علیؒ دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے ✦

غلام نقشبندؒ۔ آپ شیخ عبدالرسولؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں ✦

محمد ظاہرؒ۔ آپ شیخ عبدالرسول کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے ✦

محمد طاہرؒ - آپ شیخ عبد الرسولؒ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے - چنانچہ معقول و منقول اور فروع و اصول کے جامع تھے - علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی - آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی ہیں چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی اور اس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق فردیت بیان فرمائے! آپ اپنے والد کے مرید تھے +

شیخ عثمان شاہجہان پوریؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - جب بہادر خان نے شاہجہان پور بسانا چاہا - تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا - عرض کیا - آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے - تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے - شیخ آدمؒ نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا - تب سے شیخ عثمانؒ نے شاہجہان پور میں رہنا اختیار کیا - آپ کا مزار بھی وہیں ہے - آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی ہے - آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنفؒ) نے دیکھا ہے - جس کا نام محمد طاہر تھا اور جو نہایت عزیز الوجود تھا +

شیخ حبیبؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں - نہایت مستقیم الاحوال تھے +

حافظ عبد الغفورؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں +

حافظ محمد مرادؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں - طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں +

اخون نعیم کاملؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں ورع و تقوے آپ کا شعار تھا - میر ویس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا - آپ کا مرید تھا +

حاجی ولی خانؒ - آپ اخون نعیمؒ کے خلیفہ تھے - جب محمود نے ایران پر چڑھائی کرنی چاہی - تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں - اخوند صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خانؒ کو اس کے ساتھ کیا +

شیخ عبد الرحیم و شیخ محمد رضاؒ - دونو شیخ آدم کے معتبر خلفا سے ہیں نہایت

مستقیم الاحوال تھے صاحب کرامت خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ خیال کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اُن کی بہت تعریف کی ہے اب اُن کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ اُن کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اُنکی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پُرانی دلی میں دوسرا شاہجہان آباد کے قریب پہارت نام قصبہ میں +

شیخ ولی اللہؒ۔ آپ شیخ عبدالرحیمؒ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ عموماً پہلت میں رہتے ہیں +

حاجی شریفؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کی پابندی اور ورع وتقوے میں مشہور تھے +

شیخ عبدالنبیؒ۔ آپ حاجی شریفؒ کے خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدمؒ کے طریقہ میں شیخ عبدالنبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں آپ کے یار بھی مستقیم الاحوال ہیں +

شیخ بایزیدؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے مشہور خلفاء سے ہیں سلوک باطنی باقاعدہ شیخ صاحب سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ رویہ تھا آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ امر معروف اور نہی منکر آپکا شعار تھا چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپنے بادشاہ کو کہا تو نے اپنے لڑکیوں کو کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں اُن کا نکاح نہیں کرتا۔ شائد تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اب میں ضرور اُن کا نکاح کردونگا حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد اُن کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیا مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا +

شیخ فیروز خواجہ کلیؒ۔ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

خواجہ محمد امین بلخیؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - آپ نے بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی و استقامت سے کاربند تھے - حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے آپ نے ایک کتاب لکھی ہے - جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ - آنحضرتؓ کے خلفا و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدم کے حالات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں - بلکہ اس کتاب کی تصنیف سے اصل غرض شیخ آدم کے حالات کا لکھنا تھا - ضمناً آنحضرت رضے اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں اور خلفا کے بھی حالات لکھے ہیں +

حافظ محمد شفیعؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - محمد رحیمؒ جو اپنے زمانے کے جید عالم تھے - فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا - تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا - حافظ صاحبؒ نے مجھے نگاہ لطف سے دیکھا - جب میں نے استاد کی خدمت میں جاکر سبق پڑھنا چاہا - تو مجھ پر ایک خاص حالت طاری ہوئی - جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا - لیکن میرے استاد جنہوں نے بزرگوں کی خدمت کی تھی - مجھ سے پوچھتے تھے - کہ تم پر کس بزرگ کی نظر عنایت ہے جب سن تمیز کو پہنچا اور فقرا کی خدمت میں آنے جانے لگا - تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی +

ذکر دربیان مشائخ و علما و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند

شاہ سکندر قادریؒ - آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں - انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے - کہ آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال بھی سکتے ہیں - لیکن شاہ کمالؒ کے پوتے شاہ سکندرؒ کے قلب پر بسبب نور کی شعاعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جا سکتی - حضرت غوث اعظم رضے اللہ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا - وہ شاہ سکندرؒ نے ہی آنحضرتؓ کو پہنچایا - جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے +

شاہ فضل اللہ برہانپوری ؒ۔ آپ اپنے وقت کے مشہور شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہمعصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال۔ صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے آپ نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

شاہ عیسےٰ برہانپوری ؒ۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات کو برضا و رغبت قبول کیا۔

شیخ نظام نارنولی ؒ۔ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنحضرت ؓ کے ہمعصر تھے۔

شیخ نظام تھانیسری ؒ۔ آپ شیخ جلال تھانیسری ؒ کے خلیفہ اور آنحضرت ؓ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

شاہ قاسم سلیمانی ؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے ان گنت کرامات ظاہر ہوئیں خلقت کا رجوع آپ کی طرف بہت تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے ڈر کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

خواجہ خاوند محمود لاہوری ؒ۔ آپ ماوراء النہر کے بزرگزادوں میں سے ہیں لیکن لاہور میں آکر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف و قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔

شاہ فتح اللہ سنبھلی ؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر اور شیخ سلیم چشتی ؒ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

سید میرک شاہ بلخی ؒ۔ آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے۔ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنحضرت ؓ کی خدمت

میں عرضی لکھی جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی +

میر مومن بلخی رحمۃ اللہ علیہ - آپ خراسان کے مشائخ اکابر سے تھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے - آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے +

مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ - آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے معقول منقول اور فروع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپ کے حاشیے ہیں اور آپ نے اُن کی شرحیں لکھی ہیں - بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے +

مولوی عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ - آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر اور ہندوستان کے بڑے مشہور اور جید عالم تھے مدارج النبوت ، جذب القلوب ، دیار المحبوب ، تاریخ مدینہ ، تکمیل الایمان ، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں - آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے اس میں بھید کیا تھا - آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھکر عنایت کیا چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے - مولوی صاحب اِس جواب کو دیکھکر دنگ رہ گئے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد اور آپ کے کمالات کے مقر ہوئے +

مولنا جمال لاہوری تلوی رحمۃ اللہ علیہ - آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر اور مرید تھے - ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے - بلکہ جب اکبر کے وزیر ابوالفضل نے تفسیر بے نقط لکھنے کیلئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا - تو اُن میں مولنا جمال رحمۃ اللہ علیہ اول نمبر پر تھے - آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے +

مولنا حسن قبادانی رحمۃ اللہ علیہ - آپ خراسان کے بڑے جید عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے +

مولنا نولک رحمۃ اللہ علیہ آپ ماوراء النہر کے بڑے علما سے تھے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے - آپ نے جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات اور کلام کو سُنا -

تو بہت معتقد ہوئے۔ اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونو عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے وقت میں عرفی، ظہوری، شیدہ، طالب، کلیم، طالب املی، شوکت بخاری، اور قاسم انوری وغیرہ شعرا تھے۔ قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنف) پسند آئے۔ قطعہ

اگر خامہ چوں لب نمی پر کند　　گذر بر خیابان مسطر کند
حروف نقطہ جیلا از نوے ہم　　سیہ مست زفتند بر روے ہم

قطعہ

خبر دہ زیکرنگی دوستاں　　کہ بودند چوں گل دریں بوستاں
چمن اتر و تازہ آراستند　　چو شبنم نشستند و برخاستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی جس کا ایک شعر یہ ہے

ہنوز اندک شعور دارم زمن مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایں جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔ ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی ابتدا اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ اور جہانگیر بھی آخری عمر میں آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کا مرید ہوا۔ آنحضرت نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی۔ توران میں ان دنوں عبداللہ خاں اوزبک حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شاہ عباس کی حکومت تھی۔ جو شیعہ مذہب تھا۔ عبداللہ خاں والئے شاہ توران نے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ کے حکم سے شاہ عباس والئے ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اُسے مذہب سنت و جماعت پر لانا چاہتا تھا جس میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے

ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی

لولا ان ھدانا اللّٰہ لقد جاءت

رسل ربنا بالحق

قصیدہ

در شان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از نتائج طبع حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حنفی قادری چشتی نظامی فخری نیازی المتخلص بہ حقیر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ہُوا ہوں جب سے دیوانہ مجدد الف ثانی کا
میں ہوں مشہور مستانہ مجدد الف ثانی کا

چلو اے تشنگانِ بادۂ وحدت ہو چلیں کر
رواں ہے فیض میخانہ مجدد الف ثانی کا

وہ فاروقی نسب ہیں مشرب اُن کا نقشبندی ہے
طریقہ ہے شریفانہ مجدد الف ثانی کا

وہ شمع دین احمد ہیں اور احمد نام ہے اُن کا
دلِ عالم ہے پروانہ مجدد الف ثانی کا

محبت جن کو اہل اللہ سے ہو گی ہی دل سے
سنا کرتے ہیں افسانہ مجدد الف ثانی کا

سلاسل چار ہیں جو سب کے سب آپس میں یکدل ہیں
نہیں ہے کوئی بیگانہ مجدد الف ثانی کا

خودی سے دور ہے ہر دم ہا کرتا ہے وہ بے خود
پیا ہے جس نے پیمانہ مجدد الف ثانی کا

خدا اور مصطفےٰ کا اور وہ ہے اصحاب کا پیرو
بجا لاوے جو فرماتا مجدد الف ثانی کا

حقیر اہل قیامت سب کہینگے دیکھ کر مجھ کو
وہ دیکھو آیا دیوانہ مجدد الف ثانیؒ کا

تمام شد